تسہیل النحو والصرف

آسان عربی گرامر

www.QuranAcademy.com

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈ من "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈ من کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی وغیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسیج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈ من سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پر اپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی وذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈ من سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسیج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117	0343-7008883	0333-8033313
محمد سلمان سلیم	پاکستان زندہ باد	راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو

تسہیل النحو والصرف

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے زیر اہتمام شائع
ہونے والی کتاب ''آسان عربی گرامر'' کے کامل چار حصے

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

نام کتاب	:	آسان عربی گرامر
مؤلفین	:	اساتذہ قرآن اکیڈمی
ناشر	:	مدیر مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی
مرکزی دفتر	:	B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی
فون	:	+92-21-34993436-7
مقام اشاعت	:	شعبہ مطبوعات، قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، شارع قرآن اکیڈمی بلاک 9 'فیڈرل بی ایریا، کراچی
فون	:	+92-21-36337361
ای میل	:	Publications@QuranAcademy.com
ویب سائٹ	:	www.QuranAcademy.com
طبع اول (تعداد)	:	۲۰۱۶ء(550)
طبع دوم	:	رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ جون 2017ء
تعداد	:	1100
قیمت	:	400

دیگر مکتبہ جات

Karachi:
QuranAcademyDefence021-35340022-4
QuranAcademyYaseenabad021-36337361-36806561
QuranAcademyKorangi021-35078600
QuranInstituteGulistan-e-Johar021-34030119
Hyderabad:
QuranAcademyQasimabad022-2106187
QuranInstitutelatifabad022-3860489
Sukkur:
QuranMarkazSukkur071-5807281
Quetta:
QuranAcademyQuetta081-2842969
Jhang:
QuranAcademyJhang047-7630861-7630863

Lahore:
QuranAcademyLahore042-35869501-3
Multan:
QuranAcademyMultan061-6510451-6520451
Islamabad:
QuranAcademyIslamabad051-2605725
Gujranwala:
QuranMarkazGujranwala055-3891695-0334-4600937
Peshawar:
QuranMarkazPeshawar091-2584824-2019541
Malakand:
QuranMarkazTemargara0945-601337
AzadKashmir:
QuranMarkazMuzaffarabad0982-244722

ترتیب کتاب

پیش لفظ

قرآنِ حکیم اللہ کا آخری کلام ہے جو قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اس کتاب کی جتنی خدمت کی گئی شاید ہی کسی کتاب کی کی گئی ہو۔ مسلمانوں کے ہاں علمی کام کی عظمت اور مقام کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی مقدس کتاب قرآنِ حکیم کے لیے اس کے رسم الخط کی حفاظت ضروری سمجھی تو اس کے لیے باقاعدہ "علمِ رسم" کی بنیاد ڈالی، اس کی درست ادائیگی کے لیے باقاعدہ "علم تجوید" مدون کیا۔ اس کی مراد اور معنی میں صحت کو حاصل کرنے کے لیے "علمِ تفسیر" کا آغاز ہوا۔ قرآنِ حکیم کی زبان کو سمجھنے کے لیے عربیت کی ضرورت تھی تو "علم ادبِ عربی" کو منظم کیا۔ پھر علم ادب کے لیے لغت، قواعدِ زبان، بلاغت اور قوانینِ فصاحت کی ضرورت تھی تو علمِ لغت، صرف، نحو، انشاء، معانی، بیان، بدیع، ضرب الأمثال جیسے علوم وجود میں آئے۔ تفسیر کے لیے اقوالِ رسول ﷺ کی ضرورت تھی تو "علم الحدیث" کی بنیاد پڑی۔ پھر روایات کو پرکھنے کی ضرورت تھی تو "علمِ اصولِ حدیث" مدون ہوا۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے راویانِ حدیث کی جانچ پڑتال ضروری تھی، تو "علم أسماء الرجال" مرتب ہوا۔ قرآنِ حکیم سے احکامِ شریعت کو سمجھنے کے لیے "علم الفقہ" اور "علمِ اصول الفقہ" کی بنیاد رکھی گئی۔ قرآنی احکامات پر فلسفیوں کے اعتراضات کے جواب کے لیے "علم الکلام" مدون ہوا۔

"علم النحو والصرف" کی بنیاد ہمارے اسلاف نے قرآن فہمی کے لیے رکھی تھی۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے برِ عظیم پاک وہند میں بھی کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں ایک کتاب "عربی کا معلم" کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب مولانا عبد الستار خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ تھی، بعد ازاں اسی کتاب کو بنیاد بناتے ہوئے کئی کتابیں تحریر کی گئیں۔ انہی کتابوں میں سے ایک کتاب لطف الرحمن صاحب کی تالیف کردہ "آسان عربی گرامر" بھی تھی، جو موصوف نے قرآن اکیڈمی میں اپنے استاذ حافظ احمد یار رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر مرتب کی تھی۔ حافظ احمد یار رحمۃ اللہ علیہ عربی کی تدریس کے لیے "عربی کا معلم" سے استفادہ کرتے تھے۔ دورانِ تدریس اظہار فرماتے رہتے تھے کہ "عربی کا معلم" نامی کتاب میں کچھ ترتیب اگر تبدیل کردی جائے تو اس کتاب کی افادیت اور بڑھ جائے گی۔ لطف الرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ:

”میں اس انتظار میں تھا کہ حافظ صاحب خود اس کام کو سرانجام دیں لیکن ان کی مصروفیت اس کام میں رکاوٹ بنتی رہی اور جب میں نے انہیں اس سے بھی زیادہ اہم کام یعنی "لغات و اعراب القرآن "میں مصروف دیکھا تو خود ہی اس کام کا بیڑہ اٹھایا تاکہ ایک طرف تو قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج کی ضرورت کسی درجے میں پوری ہو سکے اور دوسری طرف اس نہج پر بہتر اور معیاری کام کی راہ ہموار ہو سکے۔

اس کتاب میں اسباق کی ترتیب، اسباق کی چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم اور بات کو پہلے اردو اور انگریزی کے حوالے سے سمجھا کر پھر عربی قاعدے کی طرف آنا، محترم حافظ صاحب کا خصوصی طرزِ تعلیم ہے۔ اس کتاب کا یہی وہ پہلو ہے جس پر ابتداءً حافظ صاحب نے کچھ وقت نکال کر تنقیدی نظر ڈالی ہے اور میری کوتاہیوں پر گرفت کی اور تصحیح کی۔ ظاہر ہے کہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ مسودہ کا لفظ بلفظ مطالعہ کر کے اس کی تصحیح کرتے اور ہر ہر مرحلے پر میری رہنمائی فرماتے، اس لیے اس کتاب میں جو بھی کوتاہی اور کمی موجود ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

قرآن اکیڈمی کے فیلو جناب حافظ خالد محمود خضر صاحب نے اپنی گوناگوں ذمہ داریوں اور مصروفیات سے وقت نکال کر مسودہ کا مطالعہ کیا اور اغلاط کی تصحیح میں میری بھرپور معاونت کی ہے۔ اس کے لیے میں اُن کا بھی بہت ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے (آمین)“۔

جیسا کہ لطف الرحمن صاحب کی باتوں سے یہ بات سامنے آئی کہ ان کا ایک مقصد اس کتاب کی تالیف سے یہ بھی تھا کہ اس نہج پر بہتر اور معیاری کام کی راہ ہموار ہو سکے۔ چنانچہ بعد میں اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے اساتذہ نے درجِ ذیل امور انجام دیے:

1. اس کتاب کا مقصد کیونکہ قرآن فہمی تھا لہٰذا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اسباق کے آخر میں قرآنی مثالوں کا مزید اضافہ کیا گیا۔
2. قرآن اکیڈمی، کراچی کے استاذ الأساتذہ محترم حافظ انجینئر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کتاب میں ایک اہم سبق "اسماء العدد اور مرکب عددی" کا اضافہ فرمایا جو اس کتاب کے آخر میں موجود ہے۔
3. ابتداءً اس کتاب کے تین حصے تھے جو مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور سے شائع ہوتے رہے۔ اضافوں کی وجہ سے اس کا چوتھا حصہ بھی مرتب ہو گیا جو انجمن خدام القرآن سندھ سے شائع ہوتا رہا ہے۔
4. انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے اساتذہ نے تدریس کے دوران کچھ اغلاط کی طرف نشاندہی کی۔ چنانچہ

مدیر قرآن اکیڈمی یٰسین آباد محترم استاذ اویس پاشا قرنی صاحب نے ان اغلاط کو درست کرنے کے لیے جناب محمد نعمان صاحب، جناب فاروق احمد صاحب اور راقم پر مبنی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کے اراکین نے اُن اغلاط کو درست کرنے کا کام انجام دیا جو ناگزیر اور فوری نوعیت کا تھا۔ اب الحمد للہ یہ کتاب مزید بہتری کے ساتھ ایک ہی جلد میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے شعبۂ مطبوعات کے تحت شائع کی جارہی ہے۔

ان تمام مراحل سے گزارنے کے باوجود یقیناً اس کتاب میں اب بھی اغلاط کی موجودگی کا امکان ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں Perfection کا حصول ممکن نہیں ہے۔ حضراتِ اہل علم سے گزارش ہے کہ ان کی نشاندہی فرمائیں۔ نیز اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنی قیمتی آراء سے نوازیں۔

آخر میں ہم دعاگو ہیں ان تمام افراد کے لیے جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا۔ بالخصوص خدا ترس عالمِ دین حافظ احمد یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جناب لطف الرحمٰن صاحب، استاذِ محترم حافظ انجینئر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا کیجیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان اساتذہ کی جملہ مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور اس کتاب کو ان حضرات کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

عاطف محمود
استاذ عربی زبان وادب
قرآن اکیڈمی، یٰسین آباد، کراچی

یکم شوال المکرم ۱۴۳۷ھ
مطابق 7 جولائی 2016ء

تعارف

(Introduction)

1:1 دنیا کی کسی بھی زبان کو سیکھنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس زبان کے بولنے والوں میں بچپن سے ہی یا بعد میں رہ کر وہ زبان سیکھی جائے۔ دوم یہ کہ کسی سیکھی ہوئی زبان کی مدد سے نئی زبان کے قواعد سمجھ کر اسے سیکھا جائے۔ درسی طریقے سے یعنی قواعد و گرامر کے ساتھ زبان سیکھنے کے لیے دو کام بہت ضروری ہیں۔ اوّل یہ کہ اس زبان کے زیادہ سے زیادہ الفاظ کا ذخیرہ ہم اپنے ذہن میں جمع کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ دوم یہ کہ اس ذخیرۂ الفاظ کو درست طریقہ پر استعمال کرنا سیکھیں۔

1:2 ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کی غرض سے اس کتاب کے ہر سبق میں کچھ الفاظ اور ان کے معانی دیئے جائیں گے تاکہ طلبہ انہیں یاد بھی کرلیں اور مشقوں میں استعمال بھی کریں۔ لیکن قواعد سمجھانے کی غرض سے دیئے گئے الفاظ و معانی ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کے لیے کافی نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اسکولوں اور کالجوں میں قواعد کے علاوہ کوئی کتاب بطور ریڈر پڑھائی جاتی ہے۔ طلبہ کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ روزانہ قرآنِ مجید کے کم از کم ایک یا دو رکوعوں کا ترجمہ سے مطالعہ کریں اور ان کے الفاظ و معانی کو یاد کرتے رہیں۔ اس طرح ان کے ذخیرۂ الفاظ میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا رہے گا۔

1:3 الفاظ کو "درست طریقہ سے استعمال کرنا" سکھانے کے لیے کسی زبان کی گرامر کے قواعد مرتّب کیے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ زبان پہلے وجود میں آجاتی ہے پھر بعد میں ضرورت پڑنے پر اس کے قواعد مرتّب کیے جاتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ پہلے قواعد مرتّب کرکے کوئی نئی زبان وجود میں لائی گئی ہو[1]۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن قواعد معدودے چند کے ہی مرتّب کیے گئے ہیں۔ بقیہ زبانوں کے لیے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی زبان کے قواعد اس زبان کے تمام الفاظ پر حاوی نہیں ہوتے بلکہ کچھ نہ کچھ الفاظ ضرور مستثنٰی ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہر زبان کے ساتھ ہے، فرق صرف کم اور زیادہ کا ہے۔ یہ بات اہم ہے، اسے نوٹ کرلیں اور گرامر کا کوئی قاعدہ پڑھیں تو اس کے استثناء کے لیے ذہن میں ایک کھڑکی ضرور کھلی رکھیں ورنہ آپ پریشان ہوں گے۔

---

[1] اس قاعدۂ کلیہ کا واحد استثناء ایک زبان *ESPERANTO* ہے جس کے قواعد مرتب کرنے کے بعد اسے رائج کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

1:4 کسی زبان کے قواعد مرتّب کرنے کی ضرورت اس وقت محسوس ہوتی ہے جب دوسری زبانیں بولنے والے لوگ اُس زبان کو تدریسی طریقے پر سیکھنا چاہیں۔ ایسی صورتِ حال بالعموم دو ہی وجہ سے پیش آتی ہے۔ اوّل یہ کہ کسی زبان کو بولنے والی قوم کو دوسری اقوام پر سیاسی غلبہ اور اقتدار حاصل ہو جائے اور اس کی زبان سرکاری زبان قرار پائے۔ اس طرح دوسری اقوام کے لوگ خود کو وہ زبان سیکھنے پر مجبور پائیں۔ دوم یہ کہ کوئی زبان کسی مذہبی کتاب کی یا کسی مذہب کے لٹریچر کی زبان ہو اور اس مذہب کے پیرو یا بعض دفعہ غیر پیرو بھی اس مذہب کے عقائد اور شریعت کے مصادر تک براہِ راست رسائی حاصل کرنے کی غرض سے وہ زبان سیکھنے کے خواہش مند ہوں۔ عربی کو یہ دونوں خصوصیات حاصل ہیں۔ یہ صدیوں تک دنیا کے غالب متمدّن علاقے کی سرکاری زبان رہی ہے اور آج بھی کئی ممالک میں اسی حیثیت سے رائج ہے۔ اسی طرح بلحاظِ آبادی دنیا کے دوسرے بڑے الہامی نظریہ یعنی اسلام کی زبان بھی عربی ہے۔ قرآنِ حکیم اسی زبان میں نازل ہوا اور مجموعۂ احادیث اوّلاً اسی زبان میں مدوّن ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ عربی دنیا کی ان چند زبانوں میں سے ایک ہے جس کے قواعد مرتّب کیے گئے ہیں اور اتنی لگن اور عرق ریزی سے مرتّب کیے گئے ہیں کہ قواعد سے استثناء کی صورتیں اس زبان میں سب سے کم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرینِ لسانیات عربی کو بلحاظِ گرامر دنیا کی سب سے زیادہ منظّم و مرتب زبان ماننے پر مجبور ہیں اور عربی قواعد سمجھنے کے بعد اس زبان کا سیکھنا نسبتاً آسان ہے۔

1:5 دنیا کی ہر زبان کے قواعد مرتّب کرنے کا بنیادی طریقۂ کار قریباً ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اس زبان کے تمام بامعنی الفاظ یعنی کلمات کو مختلف گروپس (Groups) میں اس انداز سے تقسیم کر لیتے ہیں کہ زبان کا کوئی لفظ اس درجہ بندی (Grouping) سے باہر نہ رہ جائے۔ کلمات کے ان گروپس کو اقسامِ کلمہ یا اجزائے کلام (Parts of Speech) کہتے ہیں۔ مختلف زبانوں کی گرامر لکھنے والے اس زبان کے الفاظ کی مختلف طریقوں پر تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً عربی، اردو اور فارسی میں یہ تقسیم سہ گانہ ہے۔ یعنی ہر کلمہ اسم، فعل یا حرف ہوتا ہے۔ انگریزی میں اجزائے کلام (Parts of Speech) آٹھ ہیں۔ بہر حال ایک بات قطعی ہے کہ "اسم" اور "فعل" ہر زبان میں سب سے بڑے اور مستقل اجزائے کلام ہیں۔ باقی اجزاء کو بعض اِنہی میں سے کسی کا حصہ قرار دیتے ہیں اور بعض الگ قسم شمار کرتے ہیں۔ مثلاً اردو، عربی اور فارسی میں ضمیر (Pronoun) اور صفت (Adjective) کو اسم ہی شمار کیا جاتا ہے مگر انگریزی میں "Pronoun" اور "Adjective" الگ الگ اجزائے کلام شمار ہوتے ہیں۔

1:6 درسی طریقے سے کسی زبان کو سیکھنے کے لیے اس کے الفاظ کو درست طریقے پر استعمال کرنا ہی اصل مسئلہ ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں فعل اور اسم کے درست استعمال کو خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ دنیا کی ہر زبان میں سب سے

زیادہ استعمال ہونے والے الفاظ یہی ہیں۔ اسی لیے ہر زبان میں فعل کے استعمال کو درست کرنے کے لیے فعل کی گردانیں، صیغے، مختلف "زمانوں" میں اس کی صورتیں، مصدر اور مضارع وغیرہ یاد کیے جاتے ہیں۔ مثلاً فارسی میں فعل کے درست استعمال کے لیے مصدر اور مضارع معلوم ہونے چاہئیں اور گردان بھی یاد ہونی چاہئے۔ انگریزی میں Verb کی تین شکلیں اور مختلف Tenses کے رٹنے اور یاد کرنے پر طلبہ کئی برس محنت کرتے ہیں۔ گرامر کا وہ حصہ جو اسم اور فعل کی درست بناوٹ سے بحث کرتا ہے، "علم الصرف" کہلاتا ہے جبکہ اسم، فعل اور حرف کا عبارت میں درست استعمال اور ان کا آپس میں تعلق بیان کرنا "علم النحو" کا ایک اہم جزو ہے۔

1:7 ہمارے دینی مدارس میں عربی تعلیم کی ابتداء بالعموم فعل کی بحث سے ہوتی ہے جس کے اپنے کچھ فوائد ہیں لیکن ہم اپنے اسباق کی ابتداء اسم کی بحث سے کریں گے۔ اس کے جواز میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے اشیاء کے اسماء کی تعلیم دی تھی۔ اس کے علاوہ ندوۃ العلماء میں اس مسئلہ پر کافی تحقیق اور تجربات کیے گئے ہیں اور یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ اسم کی بحث سے تعلیم کا آغاز کرنے سے نسبتاً بہتر نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جبکہ فعل کی تعلیم سے آغاز کی مثال بقول مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہے جیسے طالبِ علم کو کنویں سے ڈول کھینچنے کی مشق کرائی جائے خواہ پانی نکلے یا نہ نکلے۔ یعنی طالبِ علم فعل کی گردانیں رٹتا رہتا ہے لیکن اسے نہ تو اس مشقت کا کوئی مقصد نظر آتا ہے اور نہ یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک نئی زبان سیکھ رہا ہے۔ برخلاف اس کے اسم کی بحث سے تعلیم کا آغاز کرنے سے ابتداء ہی سے طالبِ علم کی دلچسپی قائم ہو جاتی ہے اور برقرار رہتی ہے۔ رفع، نصب، جر کی شناخت اور مشق، مرکبات کے قواعد اور جملہ اسمیہ سیکھتے ہوئے طالبِ علم کو اپنی محنت بامقصد نظر آتی ہے۔ چند دنوں کے بعد ہی وہ چھوٹے چھوٹے اسمیہ جملے بنا سکتا ہے اور عربی زبان کی سب سے بڑی خصوصیت اعراب یعنی "الفاظ میں حرکات کی تبدیلی کا ان کے معانی پر اثر" سمجھنے لگتا ہے۔ ہر نئے سبق کی تکمیل پر اسے کچھ سیکھنے اور حاصل کرنے کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ یہی کیفیت اس کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کی باعث بنتی ہے۔

1:8 اسم کے استعمال کو درست کرنے کے لیے کسی زبان کے واحد جمع، مذکّر مؤنّث، معرفہ نکرہ اور اسم کی مختلف حالتوں کے قواعد جاننا ضروری ہیں۔ مثلاً غیر حقیقی مؤنّث کا قاعدہ ہر زبان میں یکساں نہیں ہے۔ جہاز اور چاند کو اردو میں مذکّر مگر انگریزی میں مؤنّث بولا جاتا ہے۔ سورج اور پنکھے کو عربی میں مؤنّث مگر اردو میں مذکّر بولتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ فعل کے درست استعمال کے ساتھ اسم کو بھی ٹھیک طرح استعمال کیا جائے۔ اسم کے درست استعمال کے لیے ہر زبان میں عموماً اور عربی میں خصوصاً اسم کا چار پہلوؤں سے جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس صورت

میں اسم کے استعمال میں غلطی نہیں ہو گی۔ وہ چار پہلو ہیں: (i) حالت (ii) جنس (iii) عدد (iv) وسعت۔ جنہیں ہم انگریزی میں علی الترتیب Case(i) Gender(ii) Number(iii) اور Kind(iv) کہتے ہیں۔ عبارت میں استعمال ہوتے وقت ازروئے قواعدِ زبان، ہر اسم کی ایک خاص حالت، جنس، عدد اور وسعت مطلوب ہوتی ہے۔ انہی چار پہلوؤں کے بارے میں بات کرتے ہوئے ہم اپنے اسباق کا آغاز اسم کی حالت کے بیان سے کرتے ہیں۔ لیکن اس سے قبل اسم، فعل اور حرف کی تعریف (Definition) کو دہرا لینا مفید ہو گا۔

اسم:

اسم اس لفظ یا کلمہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز، جگہ یا آدمی کا نام یا اس کی صفت ظاہر ہو۔ مثلاً رَجُلٌ (مرد)، حَامِدٌ (خاص نام)، طَيِّبٌ (اچھا)۔ اس کے علاوہ ایسا لفظ یا کلمہ بھی اسم ہوتا ہے جس کے معنی میں کوئی کام کرنے کا مفہوم ہو لیکن اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جاتا ہو۔ اس لیے اردو الفاظ کی مدد سے اس کو اچھی طرح سمجھ کر ذہن نشین کر لیں۔

پہلے تین الفاظ پر غور کریں۔ مارا، مارتا ہے، مارے گا۔ ان تینوں الفاظ میں مارنے کے کام کا مفہوم ہے اور ان میں علی الترتیب ماضی، حال اور مستقبل کے زمانے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ تینوں لفظ فعل ہیں۔ پھر ایک لفظ ہے مارنا (ضَرْبٌ)۔ اس میں کام کا مفہوم تو ہے لیکن کسی بھی زمانے کا مفہوم نہیں ہے۔ اس لیے یہ لفظ اسم ہے اور ایسے اسماء کو مصدر کہتے ہیں۔

فعل:

فعل وہ لفظ یا کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہو اور اس میں تینوں زمانوں ماضی، حال، مستقبل میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ مثلاً ضَرَبَ (اس نے مارا)، ذَهَبَ (وہ گیا)، يَشْرَبُ (وہ پیتا ہے یا پیے گا) وغیرہ۔

حرف:

حرف وہ لفظ یا کلمہ ہے جو اپنے معنی واضح کرنے کے لیے کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہو یعنی کسی اسم یا فعل سے ملے بغیر اس کے معنی واضح نہ ہوں۔ مثلاً مِنْ کے معنی ہیں "سے" لیکن اس سے کوئی بات واضح نہیں ہوتی۔ جب ہم کہتے ہیں مِنَ الْمَسْجِدِ یعنی مسجد سے، تو بات واضح ہو گئی۔ اِسی طرح عَلٰی (پر)۔ عَلَى الْفَرَسِ (گھوڑے پر)۔ اِلٰی (تک-کی طرف)۔ اِلَى السُّوْقِ (بازار تک یا بازار کی طرف) وغیرہ۔

اسم کی حالت (حصہ اوّل)

(Case-1)

2:1 کسی بھی زبان میں کوئی اسم جب گفتگو یا تحریر میں استعمال ہوتا ہے تو وہ تین حالتوں میں سے کسی ایک میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ چوتھی حالت کوئی نہیں ہو سکتی۔ یا تو وہ اس عبارت میں فاعل کے طور پر مذکور ہو گا۔ یعنی حالتِ فاعلی میں ہو گا۔ یا پھر حالتِ مفعولی میں ہو گا اور یا کسی دوسرے اسم وغیرہ کی اضافت اور تعلق سے مذکور ہو گا۔ اس حالت کو حالتِ اضافی کہتے ہیں۔ دورانِ استعمال اسم کی حالت کو انگریزی میں Case کہتے ہیں۔ انگریزی میں بھی Case تین ہی ہوتے ہیں جو Nominative یا Objective یا Possessive کہلاتے ہیں۔ عربی میں بھی اسم کے استعمال کی یہی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ انہیں حالتِ رفع، حالتِ نصب اور حالتِ جر یا مختصراً رفع، نصب اور جر کہتے ہیں۔ خیال رہے کہ جو اسم حالتِ رفع میں ہو اسے مرفوع، جو حالتِ نصب میں ہو اسے منصوب اور جو حالتِ جر میں ہو اسے مجرور کہتے ہیں۔ اس طرح اردو اور انگریزی گرامر کی مدد سے عربی گرامر میں اسم کی حالت کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے صرف اصطلاحی ناموں کا فرق ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم عربی کی اصطلاحات کو مندرجہ ذیل نقشہ سے سمجھ کر یاد کر لیں:

انگریزی	Nominative Case	Objective Case	Possessive Case
عربی	رَفْعٌ	نَصْبٌ	جَرٌّ
اردو	حالتِ فاعلی	حالتِ مفعولی	حالتِ اضافی

2:2 مختلف حالتوں میں استعمال ہوتے وقت بعض زبانوں کے اسماء میں کچھ تبدیلی واقع ہوتی ہے جس کی مدد سے ہم پہچانتے ہیں کہ عبارت میں کوئی اسم کس حالت میں استعمال ہوا ہے۔ اس بات کو ہم اردو کے ایک جملہ کی مدد سے سمجھتے ہیں، مثلاً "حامد نے محمود کو مارا"۔ اب اگر ہم آپ سے پوچھیں کہ اس میں فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے، تو آپ فوراً بتادیں گے کہ حامد فاعل اور محمود مفعول ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جملہ کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ اس لیے یہ بات بتانے میں آپ کو مشکل پیش نہیں آئی۔

اب فرض کریں کہ ایک شخص کو اردو نہیں آتی اور وہ گرامر کی مدد سے اردو سیکھنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہو گا کہ پہلے وہ عبارت میں اسم کی حالت کو پہچانے۔ اس کے بعد ہی ممکن ہو گا کہ وہ عبارت کا صحیح مفہوم سمجھ سکے۔ اس لیے پہلے ہمیں اس کو کوئی علامت یا نشانی بتانی ہو گی جس کی مدد سے وہ مذکورہ جملہ میں فاعل اور مفعول کو پہچان سکے۔ اس پہلو سے آپ مذکورہ جملہ

پر دوبارہ غور کر کے وہ علامت معلوم کرنے کی کوشش کریں جس کی مدد سے اس میں فاعل اور مفعول یعنی عبارت میں اسم کی حالت کو پہچانا جاسکے۔

جو طلبہ اس کوشش میں ناکام رہے ہیں ان کی مدد کے لیے اس جملہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر دیتے ہیں۔ آپ اس پر دوبارہ غور کریں۔ ان شاء اللہ اب آپ علامت کو پہچان لیں گے۔ "حامد کو محمود نے مارا"۔ اب آپ آسانی سے بتاسکتے ہیں کہ اردو میں زیادہ تر فاعل کے ساتھ "نے" اور مفعول کے ساتھ "کو" لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح اب یہ بھی سمجھ لیں کہ اردو میں حالتِ اضافی میں زیادہ تر دو اسماء کے درمیان "کا" یا "کی" لگا ہوتا ہے۔ جیسے لڑکے کا قلم، لڑکے کی کتاب وغیرہ۔

2:3 اب سوال یہ ہے کہ عربی کی عبارت میں استعمال ہونے والے اسماء کی حالت کو پہچاننے کی علامات کیا ہیں۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ یہ علامات ایک سے زیادہ ہیں۔ لیکن اس سبق میں ہم زیادہ استعمال ہونے والی ایک علامت کو سمجھ کر اس کی مشق کریں گے۔ تاکہ ذہن میں اسم کی حالت کو پہچاننے کا تصور واضح ہو جائے۔ اس کے بعد اگلے اسباق میں دوسری علامات جب زیرِ مطالعہ آئیں گی تو انہیں سمجھنا ان شاء اللہ مشکل نہیں رہے گا۔

2:4 اب نوٹ کرلیجئے کہ عربی زبان کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ اس کے اسّی پچاسی فیصد (80-85%) اسماء ایسے ہیں جو رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں ایک مختلف شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ اس سے آپ کے ذہن میں شاید یہ بات آئے کہ اس طرح تو عربی بڑی مشکل زبان ہو گی جس میں ہر اسم کے لیے ایک کے بجائے تین اسم یعنی تین لفظ یاد کرنا پڑیں گے مگر اس وہم کی بنا پر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک اسم کے لیے ایک ہی لفظ یاد کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان کے اسماء کو استعمال کرتے وقت حالت کے لحاظ سے جو تبدیلی آتی ہے وہ لفظ کے صرف "آخری حصّے" میں واقع ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی اسم اگر پانچ حرفوں کا ہے تو پہلے چار حرفوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی بلکہ صرف آخری یعنی پانچویں حرف کے پڑھنے کا طریقہ بدل جائے گا۔ اسی طرح کوئی اسم اگر تین حرفوں کا ہے تو پہلے دو حرفوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ صرف آخری یعنی تیسرے حرف کے پڑھنے کا طریقہ بدلے گا۔ مثلاً حالتِ فاعلی، مفعولی اور اضافی میں لفظ لڑکا کی عربی علی الترتیب "وَلَدٌ، وَلَدًا اور وَلَدٍ" ہو گی۔

2:5 ابھی ہم نے پڑھا ہے کہ عربی کے تقریباً اسی پچاسی فیصد اسماء کا آخری حصہ رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جو اسم تینوں حالتوں میں یہ تبدیلی قبول کرتا ہے اسے عربی قواعد میں "**مُعْرَب مُنْصَرِف**" یا صرف "**منصرف**" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی پہچان کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس کے آخری حرف پر تنوین آتی ہے۔ یعنی حالتِ رفع میں دو پیش (ــٌ)، حالتِ نصب میں دو زبر (ــً) اور حالتِ جر میں دو زیر (ــٍ) ہوتی ہیں۔ اس معرب منصرف کے آخری

حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند معرب منصرف اسماء کی گردان مع معانی

حالتِ رفع	معنی	حالتِ نصب	حالتِ جر
مُحَمَّدٌ	نام ہے	مُحَمَّدًا	مُحَمَّدٍ
شَيْءٌ	چیز	شَيْئًا	شَيْءٍ
جَنَّةٌ	باغ	جَنَّةً	جَنَّةٍ
بِنْتٌ	لڑکی	بِنْتًا	بِنْتٍ
سَمَآءٌ	آسمان	سَمَآءً	سَمَآءٍ
سُوْءٌ	برائی	سُوْءًا	سُوْءٍ

2:6 اُمید ہے کہ مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ:

i) جس اسم پر حالتِ نصب میں دوزبر (ـً) آتے ہیں، اس کے آخر میں ایک الف بڑھا دیا جاتا ہے مثلاً مُحَمَّدٌ سے مُحَمَّدً لکھنا غلط ہے بلکہ مُحَمَّدًا لکھا جائے گا۔ اسی طرح کِتَابٌ سے کِتَابًا، رَسُوْلٌ سے رَسُوْلًا وغیرہ۔

ii) اس قاعدہ کے دو استثناء ہیں۔ اوّل یہ کہ جس لفظ کا آخری حرف گول ۃ یعنی تائے مربوطہ ہو اس پر دوزبر لکھتے وقت الف کا اضافہ نہیں ہوگا مثلاً جَنَّتًا لکھنا غلط ہے، اسے جَنَّةً لکھا جائے گا۔ اسی طرح اٰيَةٌ سے اٰيَةً وغیرہ۔ دیکھئے! بِنْتٌ کا لفظ گول 'ۃ' پر نہیں بلکہ لمبی 'ت' (تائے مبسوطہ) پر ختم ہو رہا ہے۔ اس لیے اس پر استثناء کا اطلاق نہیں ہوا اور حالتِ نصب میں اس پر دوزبر لکھتے وقت الف کا اضافہ کیا گیا۔

iii) دوسرا استثناء یہ ہے کہ جو لفظ الف کے ساتھ ہمزہ پر ختم ہو اس کے آخر میں بھی الف کا اضافہ نہیں ہوگا، مثلاً سَمَاءٌ سے سَمَاءً۔ دیکھئے شَيْءٌ کا لفظ بھی ہمزہ پر ختم ہو رہا ہے لیکن اس سے قبل الف نہیں بلکہ "ی" ہے اس لیے اس پر دوزبر لگاتے وقت الف کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی شَيْءٌ سے شَيْئًا۔

مشق نمبر-1

نیچے دیئے ہوئے الفاظ کو الگ کاغذ پر دوبارہ لکھیں۔ اس سلسلہ میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف عربی الفاظ لکھیں، اگر کوئی لفظ غلط لکھا ہوا ہے تو اسے درست کر کے لکھیں اور ہر لفظ کے آگے بریکٹ میں اس کی حالت لکھیں۔ مثلاً جَنَّةٌ (رفع)، کِتَابًا (نصب) وغیرہ۔ اگر کسی لفظ کے معنی نہیں معلوم ہیں، تب بھی آپ کو اس کی حالت پہچان لینی چاہئے۔

رَسُوْلًا	شَيْءٍ	أَيْتًا	جَنَّتًا	مَحْمُوْدٌ	شَيْئًا
بِنْتًا	عَذَابٍ	حَامِدًا	بِنْتٍ	شَهْوَةٌ	رِجْزٌ
	سَمَاءًا	صِبْغَةٌ	خِزْيٌ	سُوْءٍ	

ضروری ہدایات:

کسی سبق میں جہاں کہیں بھی کسی عربی لفظ کے معنی دیئے ہوئے ہیں ان کو یاد کرنا اپنے اوپر لازم کرلیں۔ جب تک کسی سبق میں دیئے گئے تمام الفاظ کے معانی یاد نہ ہوجائیں، اس وقت تک اس سبق کی مشق نہ کریں۔ اس کی وجہ سمجھ لیں۔

چند اسباق کے بعد آپ کو مرکبات اور جملے بنانے ہیں اور ان کے ترجمے کرنے ہیں۔ گزشتہ اسباق میں دیئے گئے الفاظ کے معانی اگر آپ کو یاد نہیں ہوں گے تو یہ کام آپ کے لیے بہت مشکل ہوجائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کتاب میں اکثریت ایسے الفاظ کی ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے معانی یاد ہونے سے آپ کو قرآن مجید کا ترجمہ سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

اسم کی حالت (حصہ دوم)
(Case-2)

3:1 گزشتہ سبق میں ہم نے یہ پڑھا ہے کہ عربی کے تقریباً 85-80 فیصد اسماء کا آخری حصہ تینوں حالتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایسے اسماء کو منصرف کہتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باقی 20-15 فیصد اسماء تبدیل ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور عبارت میں ان کی حالت کو کیسے پہچانتے ہیں؟ اس سبق میں ہم نے یہی بات سمجھنی ہے۔

3:2 عربی کے باقی پندرہ بیس فیصد اسماء جو منصرف نہیں ہیں، ان میں سے زیادہ تر ایسے ہوتے ہیں جن کا آخری حرف تینوں حالتوں میں نہیں بدلتا بلکہ وہ صرف دو شکلیں اختیار کرتے ہیں یعنی حالتِ رفع میں ان کی شکل الگ ہوتی ہے لیکن نصب اور جر دونوں حالتوں میں ان کی شکل ایک جیسی رہتی ہے۔ ایسے اسماء کو عربی قواعد میں "معرب غیر منصرف" یا صرف "غیر منصرف" بھی کہا جاتا ہے۔ اسم غیر منصرف کے آخری حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند معرب غیر منصرف اسماء کی گردان مع معانی

حالتِ رفع	معنی	حالتِ نصب	حالتِ جر
اِبْرَاهِيْمُ	مرد کا نام	اِبْرَاهِيْمَ	اِبْرَاهِيْمَ
مَكَّةُ	شہر کا نام	مَكَّةَ	مَكَّةَ
مَرْيَمُ	عورت کا نام	مَرْيَمَ	مَرْيَمَ
اِسْرَائِيْلُ	حضرت یعقوبؑ کا لقب	اِسْرَائِيْلَ	اِسْرَائِيْلَ
اَحْمَرُ	سرخ	اَحْمَرَ	اَحْمَرَ
اَسْوَدُ	سیاہ	اَسْوَدَ	اَسْوَدَ

3:3 اُمید ہے کہ مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ:

i) غیر منصرف اسماء کا نصب اور جر ایک ہی شکل میں آتے ہیں۔ مثلاً اِبْرَاهِيْمُ حالتِ رفع سے حالتِ نصب میں اِبْرَاهِيْمَ ہو گیا لیکن حالتِ جر میں اِبْرَاهِيْمِ نہیں ہوا بلکہ اِبْرَاهِيْمَ ہی رہا۔ اسی طرح باقی اسماء کی بھی نصب اور جر میں ایک ہی شکل ہے۔

ii) غیر منصرف اسماء کے آخری حرف پر حالتِ رفع میں ایک پیش (ـُ) اور نصب اور جر دونوں حالتوں میں صرف ایک زبر (ـَ) آتا ہے۔ لہٰذا ایک زبر (ـَ) لکھتے وقت الف کا اضافہ نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ صرف دو زبر (ـً) کے لیے مخصوص ہے۔ یاد رکھئے کہ اسم غیر منصرف کے آخر پر تنوین کبھی نہیں آتی، جس کی وجہ سے منصرف اور غیر منصرف اسماء میں تمیز کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

3:4 آپ سوچ رہے ہوں گے ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ فلاں اسم معرب منصرف ہے یا غیر منصرف! تو اس کی حقیقت تو یہ ہے کہ غیر منصرف اسماء کو پہچاننے کے کچھ قواعد ہیں جو آخر میں پڑھائے جاتے ہیں۔ فی الحال ہمارا طریقۂ کار یہ ہو گا کہ ذخیرۂ الفاظ میں ہم غیر منصرف اسماء کی نشاندہی ان کے آگے لفظ (غ) بنا کر کر دیا کریں گے۔ گویا سر دست آپ کو جن اسماء کے متعلق بتا دیا جائے انہیں غیر منصرف سمجھئے، ان پر کبھی تنوین نہ ڈالیے اور ان کا رفع، نصب، جر (ـُ)، (ـَ)، (ـَ) کے ساتھ لکھئے۔ نیز یہ بھی نوٹ کر لیں کہ عربی میں عورتوں، شہروں اور ملکوں کے نام عام طور پر غیر منصرف ہوتے ہیں۔

3:5 عربی زبان کے کچھ گنے چنے اسماء ایسے بھی ہوتے ہیں جو رفع، نصب، جر تینوں حالتوں میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے اور تینوں حالتوں میں ایک جیسے رہتے ہیں۔ ایسے اسماء کو مَبْنِی کہتے ہیں۔ ان کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں بھی ہمارا طریقۂ کار یہ ہو گا کہ ذخیرۂ الفاظ میں ان کے آگے (م) بنا کر ہم نشاندہی کریں گے کہ یہ الفاظ مبنی ہیں۔ ان کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند مبنی اسماء کی گردان مع معانی

حالتِ رفع	معنی	حالتِ نصب	حالتِ جر
هٰذَا	یہ (مذکر)	هٰذَا	هٰذَا
اَلَّذِیْ	جو کہ (مذکر)	اَلَّذِیْ	اَلَّذِیْ
تِلْكَ	وہ (مؤنث)	تِلْكَ	تِلْكَ

3:6 اب اسم کی حالت کے متعلق چند باتیں سمجھ کر یاد کر لیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخری حصہ میں ہونے والی تبدیلی کو عربی گرامر میں "اعراب" کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ کسی اسم کی حالت سے مراد اس کی اعرابی حالت ہی ہوتی ہے، جو تین ہی ہوتی ہیں یعنی رفع، نصب یا جر، اور ہر اسم عبارت میں استعمال ہوتے وقت مرفوع، منصوب یا مجرور ہوتا ہے۔

3:7 دوسری بات یہ ہے کہ کسی لفظ کی اعرابی حالت چونکہ زیادہ تر حرکات یعنی زبر، زیر یا پیش کی تبدیلی سے ظاہر کی

جاتی ہے، اس لیے حرکات لگانے کو بھی غلطی سے اِعراب کہہ دیتے ہیں، جبکہ ان دونوں میں فرق ہے۔ اِعراب اور حرکات کے فرق کو ہم ایک لفظ کی مدد سے سمجھ لیتے ہیں۔ لفظ مُنَافِقٌ کے آخری حرف "ق" پر جو دو پیش (ٌ) ہیں، یہ اس لفظ کا اِعراب ہے۔ جبکہ "ق" سے پہلے کے حروف پر جہاں کہیں بھی زبر (َ)، زیر (ِ) اور پیش (ُ) لگے ہوئے ہیں، وہ سب اس لفظ کی حرکات ہیں۔ اسی طرح لفظ اِبْرَاهِيْمُ کے آخری حرف میم پر ایک پیش (ُ) اس کا اِعراب ہے، جبکہ اس سے پہلے کے حروف پر زبر (َ) اور زیر (ِ) اس کی حرکات ہیں۔

مشق نمبر - 2

مندرجہ ذیل اسماء سے اسم کی گردان کریں۔ ان میں سے جو اسماء غیر منصرف ہیں ان کے آگے (غ) اور جو مبنی ہیں ان کے آگے (م) بنادیا گیا ہے تاکہ انہیں ذہن نشین کرلیں اور گردان اس کے مطابق کریں۔ ساتھ ہی الفاظ کے معانی بھی یاد کریں۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ثَوَابٌ	اجر۔ ثواب	مَسَاجِدُ (غ)	مسجد کی جمع
نَفْسٌ	جان	رِجْزٌ	گندگی - آفت
عِمْرَانُ (غ)	ایک نام	هٰؤُلَاءِ (م)	یہ لوگ
سَيِّئَةٌ	برائی	جِدَارٌ	دیوار
مُسْلِمٌ	مسلمان	يُوْسُفُ (غ)	ایک نام
اَلَّتِيْ (م)	جو کہ (مؤنث)	شَمْسٌ	سورج
مَاءٌ	پانی	مَدِيْنَةٌ	شہر
بَابٌ	دروازہ	صِبْغَةٌ	رنگ
اٰيَةٌ	نشانی	ثَمَرٌ	پھل
شَهْوَةٌ	خواہش	خِزْيٌ	رسوائی

جنس
(Gender)

<u>4:1</u> کسی اسم کو عبارت میں درست طریقے پر استعمال کرنے کے لیے کسی اسم کو جن چار پہلوؤں سے دیکھا جانا ضروری ہے۔ ان میں سے پہلی چیز اسم کی حالت (یا اعرابی حالت) ہے، جس پر پچھلے سبق میں کچھ بات ہو چکی ہے۔ اسم کی بحث میں دوسرا اہم پہلو "جنس" کا ہے۔ جنس کے لحاظ سے عربی زبان میں (بلکہ عموماً ہر زبان میں) اسم کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ یا مذکّر ہوگا، یعنی عبارت میں اس کا ذکر ایسے ہوگا جیسے کسی مذکر (*Male*) کا ذکر ہو رہا ہے، یا پھر مؤنّث کے طور پر استعمال ہوگا۔ ہر زبان میں الفاظ کے مذکّر و مؤنّث کے استعمال کے قواعد یکساں نہیں ہیں۔ کسی زبان میں ایک لفظ مذکّر بولا جاتا ہے تو دوسری میں وہ مؤنّث ہو سکتا ہے۔ مثلاً انگریزی میں بحری جہاز (*Ship*) اور چاند (*Moon*) مؤنّث استعمال ہوتے ہیں مگر اردو میں مذکّر۔ لہٰذا کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لیے اس زبان کے اسماء کی تذکیر و تانیث یعنی ان کو مذکّر یا مؤنّث کی طرح استعمال کرنے کا علم ہونا ضروری ہے۔

<u>4:2</u> عربی اسماء پر غور کرنے سے علماء نحو نے یہ دیکھا کہ یہاں مذکر اسم کے لیے تو کوئی خاص علامت نہیں مگر مؤنّث اسماء معلوم کرنے کی کچھ علامات ضرور ہیں جنہیں علاماتِ تانیث کہتے ہیں۔ لہٰذا عربی سیکھنے والوں کو چاہئے کہ وہ کسی اسم کے استعمال میں اس کی جنس کو متعین کرنے کے لیے علاماتِ تانیث کے لحاظ سے اس کو دیکھیں۔ اگر اس میں تانیث کی کوئی بات پائی جاتی ہے تو وہ اسم مؤنّث شمار ہوگا ورنہ اسے مذکّر ہی سمجھا جائے گا۔ کسی اسم میں تانیث کی شناخت کے حسبِ ذیل طریقے ہیں۔

<u>4:3</u> پہلا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کے معنی پر غور کریں۔ اگر وہ کسی حقیقی مؤنّث کے لیے ہے یعنی اس کے مقابلہ پر مذکّر بھی ہوتا ہے جیسے اِمْرَاَةٌ (عورت) کے مقابلہ پر رَجُلٌ (مرد)، اُمٌّ (ماں) کے مقابلہ پر اَبٌ (باپ) وغیرہ، تو وہ لازماً مؤنّث ہوگا۔ ایسے اسماء کو "مؤنثِ حقیقی" کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کو دیکھیں کہ اس میں تانیث کی کوئی علامت موجود ہے؟ یہ علامات تین ہیں اور ان میں سے ہر ایک اسم کے آخری حصہ میں آتی ہے۔ علامات یہ ہیں *(i)* "ۃ" *(ii)* "ـَاءُ" *(iii)* "ـٰی"۔ یعنی کوئی اسم اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ختم ہوتا نظر آئے تو اسے مؤنّث سمجھا جائے گا۔ ایسے اسماء کو "مؤنثِ قیاسی" کہتے ہیں۔

<u>4:4</u> یہ بات سمجھ لیجئے کہ جن الفاظ کے آخر میں گول ۃ آئی ہے، عربی میں انہیں مؤنّث مانا جاتا ہے۔ مثلاً جَنَّةٌ (باغ) یا صَلٰوةٌ (نماز) وغیرہ عربی میں مؤنّث استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اکثر الفاظ کو مؤنّث بنانے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ مذکّر لفظ

کے آخری حرف پر زبر لگا کر اس کے آگے گول "ۃ" کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے کَافِرٌ (کافر) سے کَافِرَۃٌ (کافرہ)، حَسَنٌ (اچھا، خوبصورت) سے حَسَنَۃٌ (اچھی، خوبصورت) وغیرہ۔ اس قاعدہ سے گنتی کے چند الفاظ مستثنیٰ ہیں مثلاً خَلِیْفَۃٌ (مسلمانوں کا حکمران)، عَلَّامَۃٌ (بہت بڑا عالم)۔ حالانکہ ان کے آخر میں گول "ۃ" ہے لیکن یہ مذکّر استعمال ہوتے ہیں۔ دوسری علامتِ تانیث "ـَاءُ" ہے جسے "الف ممدودہ" کہتے ہیں۔ جن اسماء کے آخر میں یہ علامت آتی ہے انہیں بھی مؤنّث مانا جاتا ہے، مثلاً حَمْرَاءُ (سرخ)، خَضْرَاءُ (سبز) وغیرہ۔ خیال رہے کہ الف ممدودہ پر ختم ہونے والے اسماء غیر منصرف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ہمزہ پر تنوین کے بجائے ایک پیش آتا ہے۔ تیسری علامتِ تانیث "ـٰی" ہے جسے "الف مقصورہ" کہتے ہیں۔ جن اسماء کے آخر میں یہ علامت آتی ہے انہیں بھی مؤنّث مانا جاتا ہے، مثلاً عُظْمٰی (عظیم)، کُبْرٰی (بڑی) وغیرہ۔ اس قاعدہ سے بھی چند الفاظ مستثنیٰ ہیں جیسے مُوْسٰی، عِیْسٰی وغیرہ۔ خیال رہے کہ الف مقصورہ پر ختم ہونے والے اسماء رفع، نصب، جر تینوں حالتوں میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے، اس لیے مختلف اعرابی حالتوں میں ان کا استعمال بھی مبنی اسماء کی طرح ہوگا۔

4:5 بہت سے اسم ایسے ہوتے ہیں جو درحقیقت نہ تو مذکّر ہوتے ہیں نہ مؤنّث اور نہ ہی ان پر مؤنّث کی کوئی علامت ہوتی ہے۔ ایسے اسماء کی جنس کا تعین اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ اہلِ زبان انہیں کس طرح بولتے ہیں۔ جن اسماء کو اہلِ زبان مؤنّث بولتے ہیں انہیں "مؤنّثِ سماعی" کہتے ہیں، اس لیے کہ ہم اہلِ زبان کو اسی طرح بولتے ہوئے سنتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورج کو لے لیں۔ اب حقیقتاً سورج نہ تو مذکّر ہے اور نہ ہی مؤنّث۔ ہم نے اردو کے اہلِ زبان کو اسے مذکّر بولتے ہوئے سنا ہے اس لیے اردو میں سورج مذکّر ہے۔ جبکہ عربی کے اہلِ زبان شَمْسٌ (سورج) کو مؤنّث بولتے ہیں اس لیے عربی میں شَمْسٌ مؤنّثِ سماعی ہے۔ اس کی ایک دلچسپ مثال یہ ہے کہ لکھنؤ والے دہی کو کھٹّا کہتے ہیں جبکہ دہلی والے اسے کھٹّی کہتے ہیں۔ اس لیے دہلی والوں کے لیے دہی مؤنّثِ سماعی ہے۔ اب ذیل میں چند الفاظ دیئے جارہے ہیں جو عربی میں مؤنّث بولے جاتے ہیں۔ آپ ان کے معنی یاد کر لیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مؤنّثِ سماعی ہیں:

اَرْضٌ	زمین	سَمَاءٌ	آسمان	شَمْسٌ	سورج
حَرْبٌ	لڑائی	رِیْحٌ	ہوا	دَارٌ	گھر
نَارٌ	آگ	نَفْسٌ	جان	سَبِیْلٌ	راستہ

ان کے علاوہ ملکوں کے نام (مثلاً مِصْرُ، اَلشَّامُ)، جہنم کے تمام نام، شرابوں کے نام اور حروفِ تہجی بھی مؤنّثِ سماعی میں شمار ہوتے ہیں۔ نیز انسانی بدن کے ایسے اعضاء جو جوڑے جوڑے ہوتے ہیں، وہ بھی اکثر و بیشتر مؤنّثِ سماعی ہیں، مثلاً یَدٌ (ہاتھ)، رِجْلٌ (پاؤں)، اُذُنٌ (کان)، سَاقٌ (پنڈلی)۔

4:6 گزشتہ سبق میں ہم نے اسم کی گردان کی تھی تو حالت کے لحاظ سے ایک لفظ کی تین شکلیں بنی تھیں، لیکن اب مذکّر کی تین شکلیں ہوں گی اور مؤنّث کی بھی تین۔ اس طرح ایک لفظ کی اب چھ شکلیں ہوں گی۔ البتہ مؤنّثِ سماعی کی تین ہی شکلیں ہوں گی کیوں کہ ان کا مذکّر نہیں ہو گا۔ اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

	حالتِ رفع	حالتِ نصب	حالتِ جر
مذکّر	كَافِرٌ	كَافِرًا	كَافِرٍ
مؤنّث	كَافِرَةٌ	كَافِرَةً	كَافِرَةٍ
مذکّر	حَسَنٌ	حَسَنًا	حَسَنٍ
مؤنّث	حَسَنَةٌ	حَسَنَةً	حَسَنَةٍ
مؤنّث (سماعی)	نَفْسٌ	نَفْسًا	نَفْسٍ

مشق نمبر - 3

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور اسم کی گردان کریں۔ مؤنّثِ حقیقی میں مذکّر و مؤنّث دونوں الفاظ ساتھ دیئے گئے ہیں۔ جو اسماء مؤنّثِ سماعی ہیں ان کے آگے (س) بنادیا گیاہے۔ باقی الفاظ کے مؤنّث آپ کو خود بنانے ہیں۔ الفاظ کو اوپر سے نیچے پڑھیں:

اَخٌ	بھائی	هٰذِهٖ (م)	یہ (مؤنّث)
اُخْتٌ	بہن	حُلْوٌ	میٹھا
فَاسِقٌ	بدکار	جَيِّدٌ	عمدہ
قَبِيْحٌ	برا۔ بدصورت	جَهَنَّمُ (غ۔س)	دوزخ
دَارٌ (س)	گھر	عَرِيْسٌ	دلہا
كَبِيْرٌ	بڑا	عَرُوْسٌ	دلہن

صَغِيْرٌ	چھوٹا	شَدِيْدٌ	سخت
هٰذَا (م)	یہ (مذکر)	سُوْقٌ (س)	بازار
صَادِقٌ	سچا	قَصِيْرٌ	چھوٹا، کوتاہ
كَاذِبٌ	جھوٹا	بَاكِسْتَانُ (غ۔س)	پاکستان
مُطْمَئِنٌّ	اطمینان والا	عَيْنٌ (س)	آنکھ، چشمہ / کنواں
اَلَّذِيْنَ (م)	جو کہ (جمع مذکر)	نَجَّارٌ	بڑھئی
اَللَّتِيْ (م)	جو کہ (جمع مونث)	خَبَّازٌ	نانبائی
طَوِيْلٌ	لمبا	خَيَّاطٌ	درزی

عدد
(Number)

5:1 دوسری زبانوں میں عدد یعنی تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو ہی قسمیں ہوتی ہیں، ایک کے لیے واحد یا مفرد اور دو یا دو سے زیادہ کے لیے جمع۔ لیکن عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے۔ اور دو کے لیے الگ اسم اور فعل استعمال ہوتے ہیں۔ اس دو کے صیغے کو "مثنّٰی" کہتے ہیں۔ اس طرح عربی میں عدد کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں، واحد، ثنّٰی اور جمع۔ کسی اسم کو واحد سے ثنّٰی یا جمع بنانے کے لیے کچھ قاعدے ہیں جن کا اس سبق میں ہم مطالعہ کریں گے۔

5:2 **واحد سے مثنی بنانے کا قاعدہ**: اس سلسلے میں پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ اسم خواہ مذکر ہو یا مؤنث، دونوں کے ثنّٰی بنانے کا ایک ہی قاعدہ ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ حالتِ رفع میں واحد اسم کے آخری حرف پر زبر (ـَ) لگا کر اس کے آگے الف اور نونِ مکسورہ یعنی (ـَانِ) کا اضافہ کردیتے ہیں۔ مثلاً مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَانِ، مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَتَانِ۔ جبکہ حالتِ نصب اور جر میں واحد اسم کے آخری حرف پر زبر (ـَ) لگا کر اس کے آگے یائے ساکن اور نونِ مکسورہ یعنی (ـَيْنِ) کا اضافہ کرتے ہیں جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَيْنِ، مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَتَيْنِ۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	مثنّٰی		
	رفع ـَانِ	نصب ـَيْنِ	جر ـَيْنِ
كِتَابٌ	كِتَابَانِ	كِتَابَيْنِ	كِتَابَيْنِ
جَنَّةٌ	جَنَّتَانِ	جَنَّتَيْنِ	جَنَّتَيْنِ
مُسْلِمٌ	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ
مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ

5:3 **جمع کی اقسام**: عربی زبان میں جمع دو طرح کی ہوتی ہے، جمع سالم اور جمع مکسر۔ جمع سالم میں واحد لفظ جوں کا توں موجود رہتا ہے اور اس کے آخر پر کچھ حروف کا اضافہ کرکے جمع بنالیتے ہیں۔ جس طرح انگریزی میں واحد لفظ

کے آخر میں s یا es بڑھا کر جمع بناتے ہیں۔ مگر جس طرح انگریزی میں تمام اسماء کی جمع اس قاعدے کے مطابق نہیں بنتی بلکہ کچھ کی مختلف بھی ہوتی ہے، مثلاً His کی جمع Their ہے، اسی طرح عربی میں بھی تمام اسماء کی جمع سالم نہیں بنتی بلکہ کچھ اسماء کی جمع اس طرح آتی ہے کہ یا تو واحد لفظ کے حروف تتر بتر ہو جاتے ہیں یا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عَبْدٌ (غلام، بندہ) کی جمع عِبَادٌ اور اِمْرَأَةٌ کی جمع نِسَاءٌ ہے۔ ان کو جمع مکسر کہتے ہیں۔ مکسر کے معنی ہیں "توڑا ہوا" کیوں کہ اس میں واحد لفظ کے حروف کی ترتیب ٹوٹ جاتی ہے۔ اس لیے انہیں جمع مکسر کہتے ہیں۔ اب ہم جمع سالم بنانے کا قاعدہ سمجھتے ہیں لیکن پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ واحد سے مثنّٰی بنانے کا قاعدہ مذکّر اور مؤنّث دونوں کے لیے ایک ہی ہے لیکن واحد سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ مذکّر کے لیے الگ ہے اور مؤنّث کے لیے الگ۔

5:4 **جمع مذکّر سالم بنانے کا قاعدہ:** حالتِ رفع میں واحد اسم کے آخری حرف پر ایک پیش (ـُ) لگا کر اس کے آگے واؤ ساکن اور نونِ مفتوحہ یعنی (ـُوْنَ) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ۔ جب کہ حالتِ نصب اور جر میں واحد اسم کے آخری حرف پر زیر (ـِ) لگا کر اس کے آگے یائے ساکن اور نونِ مفتوحہ یعنی (ـِيْنَ) کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمِيْنَ۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	جمع مذکّر سالم		
	رفع	نصب	جر
	ـُوْنَ	ـِيْنَ	ـِيْنَ
مُسْلِمٌ	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِيْنَ	مُسْلِمِيْنَ
نَجَّارٌ	نَجَّارُوْنَ	نَجَّارِيْنَ	نَجَّارِيْنَ
خَيَّاطٌ	خَيَّاطُوْنَ	خَيَّاطِيْنَ	خَيَّاطِيْنَ
فَاسِقٌ	فَاسِقُوْنَ	فَاسِقِيْنَ	فَاسِقِيْنَ

5:5 **جمع مؤنّث سالم بنانے کا قاعدہ:** اس قاعدے کے تحت ایسے مؤنث اسماء کی جمع سالم بنتی ہے جن کے آخر میں تائے مربوطہ آتی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ تائے مربوطہ گرا کر حالتِ رفع میں اسم کے آگے (اتٌ) کا اضافہ کرتے ہیں جبکہ حالتِ نصب اور جر میں (اتٍ) کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ اور مُسْلِمَاتٍ۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	جمع مؤنث سالم		
	رفع	نصب	جر
	اتٌ	اتِ	اتِ
مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتِ	مُسْلِمَاتِ
نَجَّارَةٌ	نَجَّارَاتٌ	نَجَّارَاتِ	نَجَّارَاتِ
فَاسِقَةٌ	فَاسِقَاتٌ	فَاسِقَاتِ	فَاسِقَاتِ

5:6 **جمع مکسّر**: جمع مکسر بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے، البتہ اس کے 50 کے قریب اوزان ہیں۔ انہیں یاد کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اب ذخیرۂ الفاظ میں ہم واحد کے سامنے ان کی جمع مکسر لکھ دیا کریں گے تا کہ آپ انہیں یاد کرلیں۔ جمع مکسر زیادہ تر منصرف ہوتی ہیں لیکن کچھ غیر منصرف بھی ہوتی ہیں۔ ان کی سادہ سی پہچان یہ ہے کہ آخری حرف پر اگر دو پیش (ــٌ) ہوں تو انہیں منصرف سمجھیں اور اگر ایک پیش (ــُ) ہو تو انہیں غیر منصرف سمجھیں۔

5:7 **صورتِ اعراب**: پیراگراف نمبر 2:3 (یعنی سبق نمبر 2 کے تیسرے پیراگراف) میں آپ کو بتایا تھا کہ عربی عبارت میں اسم کی حالت کو پہچاننے کی علامات یعنی صورتِ اِعراب ایک سے زیادہ ہیں۔ اب آپ نوٹ کرلیں کہ آپ نے تمام صورتِ اِعراب پڑھ لی ہیں جو کہ کل پانچ ہیں۔ انہیں ہم دوبارہ یکجا کر کے دے رہے ہیں تا کہ آپ انہیں ذہن نشین کرلیں۔

	صورتِ اعراب			کس قسم کے اسماء اس صورت میں آتے ہیں
	رفع	نصب	جر	
1	ــٌ	ــً	ــٍ	منصرف۔ واحد اور جمع مکسر (مذکر و مؤنث)
2	ــُ	ــَ	ــَ	غیر منصرف۔ واحد اور جمع مکسر (مذکر و مؤنث)
3	ــَانِ	ــَيْنِ	ــَيْنِ	صرف مثنّٰی (مذکر و مؤنث)
4	ــُوْنَ	ــِيْنَ	ــِيْنَ	صرف جمع مذکر سالم
5	ــَاتٌ	ــَاتِ	ــَاتِ	صرف جمع مؤنث سالم

مذکورہ بالا نقشہ میں پہلی دو صورتِ اعراب کو "اِعراب بالحرکۃ" کہتے ہیں، اس لیے کہ یہ تبدیلی زبر، زیر، پیش یعنی

حرکات کی تبدیلی سے ہوتی ہے، جب کہ آخری تین صورتِ اعراب کو "اِعراب بالحروف" کہتے ہیں۔

5:8 گزشتہ سبق میں ہم نے اسم کی گردان کی، تو ایک لفظ کی چھ شکلیں بنی تھیں، لیکن اب ہم نے واحد کا مثنّٰی اور جمع بھی بنانا ہے اس لیے ایک لفظ کی اب اٹھارہ شکلیں ہوں گی، البتہ مذکّر غیر حقیقی کا مؤنّث نہیں آئے گا اور مؤنّث غیر حقیقی کا مذکّر نہیں آئے گا، اس لیے ان کی نو، نو شکلیں ہوں گی۔ مثال کے طور پر ہم ایک لفظ **مُسْلِمٌ** لیتے ہیں۔ اس کا مؤنّث بھی بنانا ہے۔ اس لیے اس کی اٹھارہ شکلیں بنائیں گے۔ دوسرا لفظ **کِتَابٌ** لیتے ہیں۔ یہ مذکّر غیر حقیقی ہے۔ اس کا مؤنّث نہیں آئے گا، اس لیے اس کی نو شکلیں ہوں گی اور اس کی جمع مکسر **کُتُبٌ** آتی ہے۔ تیسرا لفظ **جَنَّةٌ** لیتے ہیں۔ یہ مؤنّث غیر حقیقی ہے۔ اس کا مذکّر نہیں آئے گا، اس لیے اس کی بھی نو شکلیں ہوں گی۔ تینوں الفاظ کے اسماء کی گردانیں مندرجہ ذیل ہیں:

		حالتِ رفع	حالتِ نصب	حالتِ جر
مذکر	واحد	مُسْلِمٌ	مُسْلِمًا	مُسْلِمٍ
	مثنّٰی	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ
	جمع	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِيْنَ	مُسْلِمِيْنَ
مؤنّث	واحد	مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَةً	مُسْلِمَةٍ
	مثنّٰی	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ
	جمع	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتٍ	مُسْلِمَاتٍ
مذکّر غیر حقیقی	واحد	كِتَابٌ	كِتَابًا	كِتَابٍ
	مثنّٰی	كِتَابَانِ	كِتَابَيْنِ	كِتَابَيْنِ
	جمع	كُتُبٌ	كُتُبًا	كُتُبٍ
مؤنّث غیر حقیقی	واحد	جَنَّةٌ	جَنَّةً	جَنَّةٍ
	مثنّٰی	جَنَّتَانِ	جَنَّتَيْنِ	جَنَّتَيْنِ
	جمع	جَنَّاتٌ	جَنَّاتٍ	جَنَّاتٍ

مشق نمبر - 4 (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے مؤنث بنائیں اور اسم کی گردان کریں۔

i) مُؤْمِنٌ ii) مُشْرِكٌ

iii) صَادِقٌ iv) كَاذِبٌ

v) جَاهِلٌ (ج جُهَلَاءُ) vi) عَالِمٌ (ج عُلَمَاءُ)

مشق نمبر - 4 (ب)

مندرجہ ذیل الفاظ مذکر غیر حقیقی ہیں۔ ان کے معانی اور جمع مکسر یاد کرلیں پھر اسم کی گردان کریں۔

مَسْجِدٌ	(ج مَسَاجِدُ)	مسجد	مَقْعَدٌ	(ج مَقَاعِدُ)	بینچ
ذَنْبٌ	(ج ذُنُوْبٌ)	گناہ	رَأْسٌ	(ج رُؤُوْسٌ)	سر
نَهْرٌ	(ج اَنْهَارٌ)	نہر	وَلِيٌّ	(ج اَوْلِيَاءُ)	دوست
قَلْبٌ	(ج قُلُوْبٌ)	دل	دَرْسٌ	(ج دُرُوْسٌ)	سبق

مشق نمبر - 4 (ج)

مندرجہ ذیل الفاظ مؤنث غیر حقیقی ہیں۔ اِن کے معانی یاد کریں۔ جن کے آگے جمع مکسّر دی گئی ہے، ان کے علاوہ باقی الفاظ کی جمع سالم بنے گی۔ پھر تمام اسماء کی گردان کریں۔

اُذُنٌ	(ج اٰذَانٌ)	کان	رِجْلٌ	(ج اَرْجُلٌ)	پاؤں
اٰيَةٌ		نشانی	بَيِّنَةٌ		واضح دلیل - کھلی نشانی
سَيِّئَةٌ		برائی	سَيَّارَةٌ		موٹر
سُوْقٌ	(ج اَسْوَاقٌ)	بازار	نَفْسٌ	(ج اَنْفُسٌ)	جان

ضروری ہدایات:

اس سبق میں ایک لفظ کی آپ 18 شکلیں بنارہے ہیں۔ اس کے بعد اگلے سبق میں ایک لفظ کی آپ ان شاء اللہ 36 شکلیں بنائیں گے۔ اس مرحلہ پر اکثر طلبہ اس کو بے مقصد مشقت سمجھ کر بد دلی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان مشقوں میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ اس کا مقصد سمجھ لیں۔

آگے چل کر مرکبات اور جملوں میں کوئی اسم استعمال کرتے وقت آپ کو اسے چاروں پہلوؤں سے قواعد کے مطابق بنانا ہو گا۔ فرض کریں لفظ **مُسْلِمٌ** کو حالتِ رفع میں، مؤنث، جمع اور معرفہ استعمال کرنا ہے۔ اب اگر آپ اس طرح کریں گے کہ پہلے **مُسْلِمٌ** کی مؤنث **مُسْلِمَةٌ** بنائیں، پھر اس کی جمع **مُسْلِمَاتٌ** بنائیں، پھر اس کا معرفہ **اَلْمُسْلِمَاتُ** بنائیں، تو اندازہ کریں کہ اس پر آپ کا کتنا وقت خرچ ہو گا۔

ان مشقوں کا مقصد آپ کے ذہن میں یہ صلاحیت پیدا کرنا ہے کہ لفظ **مُسْلِمٌ** کے مذکورہ چاروں پہلوؤں کے حوالے سے جب آپ سوچیں تو ذہن میں براہ راست **اَلْمُسْلِمَاتُ** کا لفظ آئے۔ اس مرحلہ پر جو طلبہ دلچسپی اور توجہ سے یہ مشقیں کرلیں گے ان میں ان شاء اللہ یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر ان کی بہت سی محنت اور وقت بچ جائے گا۔

اسم بلحاظ وسعت
(Kind)

6:1 وسعت کے لحاظ سے اسم دو طرح کا ہوتا ہے۔ (i) اسمِ نکرہ (Common noun) اور (ii) اسمِ معرفہ (Proper noun)۔ اسمِ نکرہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جو کسی عام چیز پر بولا جائے۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں "ایک لڑکا آیا"۔ اب یہاں اسم "لڑکا" نکرہ ہے۔ اردو میں اسمِ نکرہ کی کچھ علامتیں ہیں، مثلاً "ایک"، "کوئی"، "کچھ"، "بعض"، "چند" وغیرہ۔ اس کے برعکس انگریزی میں لفظ "The" معرفہ کی علامت ہے۔ چنانچہ انگریزی میں "Boy" اسمِ نکرہ ہے اور اس کا مطلب ہے "کوئی لڑکا" جبکہ "The Boy" اسمِ معرفہ ہے اور اس کا مطلب ہے "لڑکا" یعنی ایسا مخصوص لڑکا جو بات کرنے والوں کے ذہن میں موجود ہے یا گفتگو کے دوران جس کا ذکر آچکا ہے۔

6:2 عربی میں اسمِ نکرہ کی علامت یہ ہے کہ اسمِ نکرہ کے آخری حرف پر بالعموم تنوین آتی ہے، مثلاً "Man" یا "کوئی مرد" کا عربی ترجمہ ہوگا "رَجُلٌ"، "رَجُلاً" یا "رَجُلٍ" اور اسمِ معرفہ کی ایک عام علامت یہ ہے کہ اس کے شروع میں لامِ تعریف یعنی "اَلْ" کا اضافہ کرتے ہیں اور آخری حرف سے تنوین ختم کر دیتے ہیں، مثلاً "The Man" یا "مرد" کا عربی ترجمہ ہوگا "اَلرَّجُلُ"، "اَلرَّجُلَ" یا "اَلرَّجُلِ"۔

6:3 اسمِ نکرہ کی کئی قسمیں ہیں لیکن فی الحال آپ کو تمام اقسام یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں دو اُصول یاد کرلیں۔ اوّل یہ کہ جو بھی اسم معرفہ نہیں ہوگا اسے نکرہ مانا جائے گا۔ دوئم یہ کہ اسمِ نکرہ کے آخر میں عام طور پر تنوین آتی ہے۔ گنتی کے صرف چند الفاظ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کچھ نام ایسے ہیں جو کسی کے نام ہونے کی وجہ سے معرفہ ہوتے ہیں لیکن ان کے آخر میں تنوین بھی آجاتی ہے۔ جیسے مُحَمَّدٌ، زَیْدٌ وغیرہ اور ان کے درمیان تمیز کرنے میں کوئی دقّت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اسمِ نکرہ کی صرف دو قسمیں جو زیادہ استعمال ہوتی ہیں انہیں ذہن نشین کرلیں۔ ایک قسم "اسمِ ذات" ہے جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی جنس کا نام ہو جیسے اِنْسَانٌ (انسان)، فَرَسٌ (گھوڑا) یا حَجَرٌ (پتھر) وغیرہ۔ دوسری قسم "اسمِ صفت" ہے جو کسی چیز کی کوئی صفت ظاہر کرے۔ جیسے حَسَنٌ (اچھا، خوبصورت)، طَیِّبٌ (اچھا، پاک) یا سَھْلٌ (آسان) وغیرہ۔

6:4 فی الحال اسمِ معرفہ کی پانچ قسمیں ذہن نشین کرلیں:

i) **اسمِ علم**: یعنی وہ الفاظ جو کسی اسمِ ذات کی پہچان کے لیے اس کے نام کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، جیسے ایک انسان کی پہچان کے لیے حَامِدٌ، ایک شہر کی پہچان کے لیے بَغْدَادُ وغیرہ۔

ii) **اسمِ ضمیر**: یعنی وہ الفاظ جو کسی نام کی جگہ استعمال ہوتے ہیں جیسے اردو میں ہم اس طرح نہیں کہتے کہ "حامد کالج سے آیا اور حامد بہت خوش تھا"، بلکہ یوں کہتے ہیں کہ "حامد کالج سے آیا اور وہ بہت خوش تھا"۔ یہاں لفظ "وہ" اسم ضمیر ہے۔ یہ حامد کے لیے استعمال ہوا ہے اس لیے معرفہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ضمیریں معرفہ ہوتی ہیں۔ عربی میں اس کی مثالیں یہ ہیں۔ هُوَ (وہ)، اَنْتَ (تو)، اَنَا (میں) وغیرہ۔

iii) **اسمِ اشارہ**: یعنی وہ الفاظ جو کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جیسے هٰذَا (یہ۔ مذکر)، ذٰلِكَ (وہ۔ مذکر)۔ ذہن میں یہ بات واضح کر لیں کہ جب کسی چیز کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے تو وہ کوئی عام چیز نہیں رہتی بلکہ خاص ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اسمائے اشارہ معرفہ ہیں۔

iv) **اسمِ موصول**: وہ اسم جو اگلی بات کو پچھلی بات سے ملانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جیسے اَلَّذِیْ (جو کہ۔ مذکر)، اَلَّتِیْ (جو کہ۔ مؤنث)۔ اسمائے موصولہ بھی معرفہ ہوتے ہیں۔

v) **معرف باللّام**: یعنی لام سے معرفہ بنایا ہوا۔ جب کسی نکرہ اسم کو معرفہ کے طور پر استعمال کرنا ہوتا ہے تو عربی میں اس سے پہلے "الف لام (اَلْ)" لگا دیتے ہیں، جسے لامِ تعریف کہتے ہیں جیسے فَرَسٌ کے معنی ہیں کوئی گھوڑا لیکن اَلْفَرَسُ کے معنی ہیں مخصوص گھوڑا، اَلرَّجُلُ (مخصوص مرد)۔

6:5 کسی نکرہ اسم کو معرفہ بنانے کے لیے جب اس پر لامِ تعریف داخل کرتے ہیں تو پھر اُس لفظ کے استعمال میں چند قواعد کا خیال کرنا ہوتا ہے۔ فی الحال ان میں سے دو قواعد آپ ذہن نشین کر لیں، باقی قواعد اِن شاء اللہ آئندہ اسباق میں بتائے جائیں گے۔

پہلا قاعدہ: جب کسی اسمِ نکرہ پر لامِ تعریف داخل ہو گا تو وہ اس کی تنوین کو ساقط کر دے گا جیسے حالتِ نکرہ میں رَجُلٌ، فَرَسٌ وغیرہ کے آخری حرف پر تنوین ہے لیکن جب ان کو معرفہ بناتے ہیں تو یہ اَلرَّجُلُ، اَلْفَرَسُ ہو جاتے ہیں۔ اب ان کے آخری حرف پر تنوین ختم ہو گئی اور صرف ایک پیش رہ گیا۔ یہ بہت پکا قاعدہ ہے۔ اس لیے اس بات کو خوب اچھی طرح یاد کر لیں کہ معرف باللّام پر تنوین کبھی نہیں آئے گی۔

دوسرا قاعدہ: آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ بعض الفاظ میں لامِ تعریف کے ہمزہ کو لام پر جزم دے کر پڑھتے ہیں جیسے اَلْقَمَرُ، جبکہ بعض الفاظ میں لام کو نظر انداز کر کے ہمزہ کو براہِ راست اگلے حرف پر تشدید دے کر ملاتے ہیں، جیسے اَلشَّمْسُ۔ تو اب سمجھ لیجئے کچھ حروف ایسے ہیں جن سے شروع ہونے والے الفاظ پر جب لامِ تعریف داخل ہو گا تو اَلْقَمَرُ کے قاعدہ کا اطلاق ہو گا۔ اس لیے ایسے حروف کو حروفِ قمری کہتے ہیں جبکہ جن حروف سے شروع ہونے والے

الفاظ پر اَلشَّمْسُ کے قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے انہیں حروفِ شمسی کہتے ہیں۔ آپ کو یاد کرنا ہوگا کہ کون سے حروف شمسی اور کون سے قمری ہیں، اور اس کی ترکیب بہت آسان ہے۔ ایک کاغذ پر عربی کے حروفِ تہجی لکھ لیں۔ پھر د ذ سے ط ظ تک تمام حروف Underline کر لیں۔ ان سے قبل کے دو حروف ت ث اور بعد کے دو حروف ل ن کو بھی انڈر لائن کر لیں۔ یہ سب حروفِ شمسی ہیں۔ باقی تمام حروف قمری☆ ہیں۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ مذکورہ بالا قاعدہ حقیقتاً عربی گرامر کا نہیں بلکہ عربی تجوید کا قاعدہ ہے لیکن عربی زبان کو درست طریقہ پر بولنے اور لکھنے کے لیے اس کا علم بھی ضروری ہے۔

6:6 پیراگراف 3:3 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ غیر منصرف اسماء حالتِ جری میں زیر قبول نہیں کرتے۔ جیسے مَسَاجِدُ حالتِ نصبی میں مَسَاجِدَ ہو جائے گا لیکن حالتِ جری میں مَسَاجِدِ نہیں ہوگا بلکہ مَسَاجِدَ ہی رہے گا۔ اس اصول کے دو استثناء ہیں۔ اوّل یہ کہ غیر منصرف اسم جب معرّف باللّام ہوتا ہے تو حالتِ جری میں زیر قبول کر لیتا ہے جیسے اَلْمَسَاجِدُ سے حالتِ نصبی میں اَلْمَسَاجِدَ ہوگا اور حالتِ جری میں اَلْمَسَاجِدِ ہو جائے گا۔ دوسرا استثناء اِن شاء اللہ ہم آئندہ اسباق میں پڑھیں گے۔

مشق نمبر - 5

مشق نمبر4 (الف) میں جتنے الفاظ دیئے گئے ہیں ان کی اب 36 شکلیں بنائیں۔ یعنی 18 شکلیں نکرہ کی اور 18 شکلیں معرفہ کی۔ اس کے علاوہ مشق نمبر4 (ب) اور (ج) میں دیئے گئے الفاظ کی معرفہ اور نکرہ کی جتنی شکلیں بن سکتی ہیں ان کے اسم کی گردان کریں۔

☆ "خوفِ حق اِک عجب غم ہے"۔ اس جملہ میں آنے والے تمام حروف قمری ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر حروف شمسی ہیں۔

مرکبّات

(Compounds)

7:1 پیراگراف 1:8 میں ہم نے پڑھا تھا کہ اسم کے درست استعمال کے لیے چار پہلوؤں سے اس کا جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق استعمال کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ اسباق میں ہم نے سمجھ لیا کہ اسم کے مذکورہ چار پہلو کیا ہیں اور اس سلسلہ میں کچھ مشق بھی کرلی۔ اب تک ہماری تمام مشقیں مفرد الفاظ پر مشتمل تھیں۔ یہی مفرد الفاظ جب دو یا دو سے زیادہ تعداد میں باہم ملتے ہیں تو بامعنی مرکبات اور جملے وجود میں آتے ہیں۔ ہمارے اگلے اسباق انہی کے متعلق ہوں گے۔ اس سبق میں ہم دو الفاظ کو ملا کر لکھنے کی کچھ مشق کریں گے۔

7:2 آگے بڑھنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم ایک ضروری بات ذہن نشین کرلیں۔ "مفرد" کی اصطلاح دو مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جب کسی اسم کے عدد کے پہلو پر بات ہو رہی ہو تو جمع اور مثنّٰی کے مقابلہ میں واحد لفظ کو بھی مفرد کہتے ہیں لیکن اس کے لیے زیادہ تر واحد کی اصطلاح ہی مستعمل ہے۔ دوسری طرف کسی مرکب یا جملہ میں استعمال شدہ متعدد الفاظ میں سے کسی تنہا لفظ کی بات ہو تو اسے بھی "مفرد" کہتے ہیں اور یہاں پر ہم نے مفرد کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ اب دو مفرد الفاظ کو ملا کر لکھنے کی مشق کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ ہم مرکبات اور ان کی اقسام کے متعلق کچھ باتیں سمجھ لیں۔

7:3 دو یا دو سے زیادہ مفرد الفاظ کے آپس کے تعلق کو ترکیب کہتے ہیں اور ان کے مجموعے کو مرکب۔ جیسے سمندر مفرد لفظ ہے اور گہرا بھی مفرد لفظ ہے۔ جب ان دونوں الفاظ کو ملایا جاتا ہے تو ایک بامعنی فقرہ بن جاتا ہے "گہرا سمندر" اسے مرکب کہیں گے۔ چنانچہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر مشتمل بامعنی فقرہ کو مرکب کہا جاتا ہے اور یہ ابتداءً دو قسموں میں تقسیم ہوتا ہے، مرکبِ ناقص اور جملہ۔

7:4 مرکبِ ناقص ایسا مرکب ہے جس کے سننے سے نہ کوئی خبر معلوم ہو نہ کوئی حکم سمجھا جائے اور نہ کسی خواہش کا اظہار ہو بلکہ بات ادھوری رہے، جیسے ایک سخت عذاب، اللہ کا رسول وغیرہ۔ مرکبِ ناقص کی کئی اقسام ہیں، جیسے مرکبِ عطفی، مرکبِ توصیفی، مرکبِ اضافی، مرکبِ جاری، مرکبِ اشاری، مرکب عددی وغیرہ۔ آئندہ اسباق میں اِن شاء اللہ ہم ان کی تفصیلات اور قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

7:5 جب دو یا دو سے زائد الفاظ کے مرکب سے کوئی خبر معلوم ہو یا کوئی حکم سامنے آئے یا کسی خواہش کا اظہار ہو تو

ایسے مرکب کو جملہ کہتے ہیں۔ جیسے "مسجد کشادہ ہے"۔ اس میں مسجد سے متعلق خبر معلوم ہوئی کہ وہ کشادہ ہے۔ یا "کتاب پڑھو" اس میں کتاب پڑھنے کا حکم سامنے آیا۔ اسی طرح "اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرمادے" اس میں خواہش کا اظہار ہے۔ یہ تمام جملے ہیں۔ جملے دو قسم کے ہوتے ہیں، جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔ عربی میں ان کی شناخت بہت آسان ہے۔ جس جملہ کی ابتداء کسی اسم سے ہو رہی ہو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں اور جس جملہ کی ابتدا کسی فعل سے ہو رہی ہو اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔ گرامر کی اصطلاح میں جملہ کو مرکبِ تام بھی کہتے ہیں۔

7:6 **مرکبِ عطفی**: یہ ایسا مرکب ہے جس میں دو مفرد اسماء کے درمیان حرفِ عطف آتا ہے۔ اس سبق میں ہم دو حروفِ عطف پڑھیں گے یعنی وَ (اور) اور اَوْ (یا)۔ شَمْسٌ وَّ قَمَرٌ (ایک سورج اور ایک چاند) اور دَارٌ اَوْ مَسْجِدٌ (ایک گھر یا ایک مسجد) مرکبِ عطفی کی مثالیں ہیں۔

7:7 **یرملون کا قاعدہ**: یہ قاعدہ اصلاً تو تجوید کا ہے لیکن مرکبات کو صحیح طریقہ سے لکھنے اور پڑھنے کے لیے گرامر کے طلبہ کے لیے بھی اس کا علم ضروری ہے۔ پہلے آپ ان دو مرکبات پر غور کریں۔ (i) اِبْرَاهِيْمُ وَ اِسْمَاعِيْلُ (ابراہیم اور اسماعیل) (ii) شَاكِرٌ وَّ عَادِلٌ (ایک شکر کرنے والا اور ایک عدل کرنے والا)۔ دیکھئے پہلے مرکب میں اِبْرَاهِيْمُ کی 'م' کو 'و' کے ساتھ مدغم نہیں کیا گیا لہذا دونوں لفظ الگ الگ پڑھے جا رہے ہیں۔ دوسرے مرکب میں شَاكِرٌ کی 'ر' کو 'و' کے ساتھ مدغم کر دیا گیا ہے، اسی لیے 'و' پر تشدید ہے اور دونوں لفظ ملا کر پڑھے جائیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا قاعدہ ہے جس کے تحت کچھ الفاظ ماقبل سے ملا کر پڑھے جاتے ہیں اور کچھ الگ الگ۔ یاد کر لیجئے کہ جو الفاظ ر، ل، م، ن، و یا ی سے شروع ہوتے ہیں انہیں ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے بشرطیکہ ماقبل نون ساکن یا نون تنوین ہو۔ ان حروفِ تہجّی کو یاد رکھنے کے لیے ان کی ترتیب بدل کر ایک لفظ "یرملون" بنا لیا گیا ہے اور مذکورہ بالا قاعدہ کو یرملون کا قاعدہ کہا جاتا ہے۔ یہ تجوید میں ادغام کا ایک قاعدہ ہے۔ مرکبِ عطفی کی مشق کرتے وقت اس قاعدہ کا بھی لحاظ رکھیں۔

7:8 **ہمزۃ الوصل کا قاعدہ**: ہمزۃ الوصل کے قاعدے کو سمجھنے کے لیے پہلے ان دو مرکبات پر غور کریں۔ صَادِقٌ وَّ حَسَنٌ (ایک سچا اور ایک خوبصورت)، اَلصَّادِقُ وَالْحَسَنُ (سچا اور خوبصورت) پہلے مرکب میں وَ الگ پڑھا جا رہا ہے اور حَسَنٌ الگ لیکن دوسرے مرکب میں وَ کو آگے اَلْحَسَنُ سے ملا کر پڑھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس لفظ پر لامِ تعریف لگا ہو وہ اپنے سے پہلے لفظ سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ اور اِس صورت میں لامِ تعریف کا ہمزہ

(جسے عام طور پر ہم الف کہتے ہیں) لکھنے میں تو موجود رہتا ہے لیکن تلفظ میں گر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر سے زبر کی حرکت ہٹادی جاتی ہے۔ چنانچہ وَ اَلْحَسَنُ لکھنا اور پڑھنا غلط ہو گا بلکہ یہ وَالْحَسَنُ لکھا اور پڑھا جائے گا۔ اب یہ بھی یاد کرلیں کہ جو ہمزہ پہلے لفظ سے ملانے کی وجہ سے تلفظ میں گر جاتا ہے اسے "ہمزۃ الوصل" کہتے ہیں۔ چنانچہ لامِ تعریف کے ہمزہ کے علاوہ اِبْنٌ (بیٹا)، اِمْرَأَةٌ (عورت) اور اِسْمٌ (نام) کے ہمزے بھی ہمزۃ الوصل ہیں۔

7:9 **ساکن حرف کو آگے ملانے کا قاعدہ**: اسی سلسلے میں ایک اور اُصول سمجھنے کے لیے دو اور مرکبات پر غور کریں۔ صَادِقٌ اَوْ کَاذِبٌ (ایک سچا یا ایک جھوٹا)، اَلصَّادِقُ اَوِ الْکَاذِبُ (سچا یا جھوٹا)۔ پہلے مرکب میں اَوْ (یا) کو آگے ملانا ضروری نہیں تھا اس لیے وہ اپنی اصلی حالت پر ہے اور واؤ پر سکون برقرار ہے۔ لیکن دوسرے مرکب میں اسے آگے ملانا ضروری تھا، کیوں کہ اگلے لفظ اَلْکَاذِبُ پر لامِ تعریف لگا ہوا ہے، اس لیے اَوْ کے واؤ کے سکون کی جگہ زیر آگئی۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزۃ الوصل سے پہلے لفظ کا آخری حرف اگر ساکن ہو تو اسے عموماً زیر دے کر آگے ملاتے ہیں۔ لفظ مِنْ (سے) اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے نون کو زبر دے کر آگے ملاتے ہیں، جیسے مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے)۔

مشق نمبر - 6

ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دی ہوئی عبارت کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں:

خُبْزٌ	روٹی	لَبَنٌ	دودھ
جَمَلٌ	اونٹ	فَرَسٌ	گھوڑا
نُسُكٌ	قربانی	طِيْبٌ	خوشبو
قَمَرٌ	چاند	سَهْلٌ	آسان
صَعْبٌ	دشوار	صَائِمٌ	روزہ رکھنے والا
مُتَصَدِّقٌ	صدقہ کرنے والا	قَانِتٌ	فرمانبرداری کرنے والا

اردو میں ترجمہ کریں

1. خُبْزٌ وَّ مَاءٌ
2. اَلْخُبْزُ وَ الْمَاءُ
3. لَبَنٌ اَوْ مَاءٌ
4. اَلْحَسَنُ اَوِ الْقَبِيْحُ
5. جَاهِلٌ وَّ عَالِمٌ
6. اَلْجَاهِلُ اَوِ الْعَالِمُ
7. اَلْجَاهِلُ وَ الظَّالِمُ
8. اَلْعَادِلُ اَوِ الظَّالِمُ
9. كِتَابٌ اَوْ دَرْسٌ
10. اَلْمَاءُ وَ الطِّيْبُ

عربی میں ترجمہ کریں

1. ایک گھر اور ایک بازار
2. گھر اور بازار
3. گھر یا بازار
4. جنت یا دوزخ
5. آگ یا پانی
6. آگ اور پانی
7. چاند اور سورج
8. کچھ آسان اور کچھ دشوار
9. دشوار یا آسان
10. کوئی بڑھئی یا کوئی درزی
11. ایک اونٹ اور ایک گھوڑا
12. کتاب اور سبق

قرآنی مثالیں

1. اَلْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ

الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ

(الاحزاب:۳۵)

2. اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحديد:۳)

3. ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (آل عمران:۱۹۵)

4. صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا (البقرة:۲۸۲)

5. صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ (البقرة:۱۹۶)

6. هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (البقرة:۱۱۱)

7. اَلذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (البقرة:۶۱)

8. لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ (الحديد:۲۰)

9. اَلنَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرة:۲۴)

10. غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا (النسآء:۱۳۵)

ضروری ہدایات:

آپ کے لیے ضروری ہے کہ عربی کے الفاظ یاد کرتے وقت ان کی حرکات وسکنات اور اعراب کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے یاد کریں۔ خاص طور سے سہ حرفی الفاظ کے درمیانی حرف پر زیادہ توجہ دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خُبْزٌ کو خُبَزٌ اور لَبَنٌ کو لَبْنٌ کہنا غلط ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ امتحان اور مشقوں میں جن عربی الفاظ کی حرکات وسکنات اور اعراب واضح نہیں ہوتے، ان کے نمبر کاٹ لیے جاتے ہیں۔

مرکبِ توصیفی (حصہ اوّل)

(Adjectival Compound-1)

8:1 گزشتہ سبق میں ہم نے مرکبات سمجھ لیے تھے اور یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ ان کی ایک قسم "مرکبِ ناقص" کی پھر متعدد اقسام ہیں۔ اب اس سبق میں ہم نے مرکبِ ناقص کی ایک قسم مرکبِ توصیفی کا مطالعہ کرنا ہے اور اس کے چند قواعد سمجھ کر اُن کی مشق کرنی ہے۔

8:2 مرکبِ توصیفی دو اسماء کا ایک ایسا مرکب ہے جس میں ایک اسم دوسرے اسم کی صفت بیان کرتا ہے مثلاً ہم کہتے ہیں "نیک مرد"۔ اس میں اسم "نیک" نے اسم "مرد" کی صفت بیان کی ہے۔ جس اسم کی صفت بیان کی جاتی ہے اسے موصوف کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں "مرد" کی صفت بیان کی گئی ہے اس لیے وہ موصوف ہے۔ دوسرا اسم جو صفت بیان کرتا ہے اسے صفت کہتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ مثال میں "نیک" صفت ہے۔

8:3 انگریزی اور اردو میں مرکبِ توصیفی کا قاعدہ یہ ہے کہ ان میں صفت پہلے اور موصوف بعد میں آتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں: "Good boy" (اچھا لڑکا) اس میں "Good" (اچھا) پہلے آیا ہے جو صفت ہے اور "Boy" (لڑکا) بعد میں آیا ہے جو کہ موصوف ہے۔ لیکن عربی کے مرکبِ توصیفی میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی موصوف پہلے آتا ہے اور صفت بعد میں۔ اس لیے ترجمہ کرتے وقت اس کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جب ہم "اچھا لڑکا" کا عربی میں ترجمہ کریں گے تو چونکہ عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اس لیے پہلے "لڑکا" کا ترجمہ ہو گا جو کہ "اَلْوَلَدُ" ہو گا اور صفت "اچھا" کا بعد میں ترجمہ ہو گا جو "اَلْحَسَنُ" ہو گا۔ ان دونوں الفاظ کو جب ملا کر لکھا جائے گا تو یہ "اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ" ہو گا۔ آپ نے نوٹ کر لیا ہو گا کہ ملا کر لکھنے سے اَلْحَسَنُ کے ہمزہ سے زبر ہٹ گئی۔ اس کی وجہ ہم گزشتہ سبق کے پیراگراف 7:8 میں بیان کر چکے ہیں۔

8:4 عربی میں مرکبِ توصیفی کا ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے چاروں پہلوؤں کے لحاظ سے صفت ہمیشہ موصوف کے مطابق ہو گی یعنی (۱) موصوف اگر حالتِ رفع میں ہے تو صفت بھی حالتِ رفع میں ہو گی۔ (۲) موصوف اگر مذکّر ہے تو صفت بھی مذکّر ہو گی۔ (۳) موصوف اگر واحد ہے تو صفت بھی واحد ہو گی اور (۴) موصوف اگر معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہو گی۔ اس بات کو مزید سمجھنے کے لیے گزشتہ پیراگراف میں دی گئی مثال پر ایک بار پھر غور کریں۔ وہاں ہم نے "اچھا لڑکا" کا ترجمہ "اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ" کیا تھا۔ اس میں موصوف "لڑکا" کے ساتھ "ایک" یا "کوئی" کی اضافت نہیں ہے

اس لیے یہ معرفہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ترجمہ وَلَدٌ کے بجائے اَلْوَلَدُ ہو گا۔ اب دیکھئے موصوف "اَلْوَلَدُ" حالتِ رفع میں ہے، مذکّر ہے، واحد ہے اور معرفہ ہے، اس لیے اس کی صفت بھی چاروں پہلوؤں سے اس کے مطابق رکھی گئی ہے، یعنی حالتِ رفع میں واحد، مذکّر اور معرفہ رکھی گئی ہے۔

8:5 ہم نے یرملون کا قاعدہ پیراگراف 7:7 میں پڑھا تھا۔ اس کا اطلاق مرکبِ توصیفی میں بھی ہوتا ہے جب موصوف اور صفت نکرہ ہوتے ہیں۔ اگر صفت کا پہلا حرف یرملون میں سے ہو تو پھر موصوف اور صفت کے درمیان ادغام ہوتا ہے، جیسے رَجُلٌ رَّحِيْمٌ (ایک رحم دل مرد) اور مَسْجِدٌ وَّاسِعٌ (ایک کشادہ مسجد)۔

مشق نمبر - 7 (الف)

لفظ خَادِمٌ (خادم) کی 36 شکلوں میں ہر ایک کے ساتھ صفت صَالِحٌ (نیک) لگا کر 36 مرکبِ توصیفی بنائیں اور ہر ایک کا ترجمہ بھی لکھیں۔

مشق نمبر - 7 (ب)

ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔

مَلِكٌ (ج مُلُوْكٌ)	بادشاہ	عَادِلٌ	انصاف کرنے والا
فَوْزٌ	کامیابی	كَرِيْمٌ	بزرگ۔ سخی
لَحْمٌ	گوشت	عَظِيْمٌ	شاندار۔ بزرگی والا
مَلَكٌ (ج مَلَائِكَةٌ)	فرشتہ	طَرِيٌّ	تازہ
اِثْمٌ	گناہ	مُبِيْنٌ	واضح
اَجْرٌ	اجرت۔ بدلہ	قَلَمٌ (ج اَقْلَامٌ)	قلم
وَاسِعٌ	کشادہ	مُرٌّ	تلخ۔ کڑوا
قَلِيْلٌ	کم	شَفَاعَةٌ	شفاعت۔ سفارش

ثَمَنٌ	قیمت	کَثِیْرٌ	زیادہ
خَفِیْفٌ	ہلکا	حَمْلٌ	بوجھ
حَیٰوۃٌ	زندگی	ثَقِیْلٌ	بھاری
تَمْرٌ	کھجور	طَیِّبٌ	اچھا۔ پاک
رُمَّانٌ	انار	تُفَّاحٌ	سیب
بَابٌ (ج اَبْوَابٌ)	دروازہ	مَالِحٌ یا مِلْحٌ	نمکین
صَعِیْدٌ	مٹی	نَاصِیَۃٌ	پیشانی

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَللّٰہُ الْعَظِیْمُ ______
2. اَلرَّسُوْلُ الْکَرِیْمُ ______
3. اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ ______
4. صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ______
5. قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ______
6. لَحْمٌ طَرِیٌّ ______
7. اَلْکِتٰبُ الْمُبِیْنُ ______
8. اَلْفَوْزُ الْکَبِیْرُ ______
9. اَلثَّمَنُ الْقَلِیْلُ ______
10. عَذَابٌ شَدِیْدٌ ______
11. اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ______
12. شَفَاعَۃٌ سَیِّئَۃٌ ______
13. جَنَّتَانِ وَسِیْعَتَانِ ______
14. اَلصُّلْحُ الْجَمِیْلُ ______
15. دَرْسَانِ طَوِیْلَانِ ______
16. اَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ ______
17. اَلْمُؤْمِنُوْنَ الْمُفْلِحُوْنَ ______
18. اَلْاٰیَاتُ الْبَیِّنَاتُ ______

عربی میں ترجمہ کریں

1. ایک بزرگ رسول ______
2. تازہ گوشت ______
3. شاندار کامیابی ______
4. ایک ہلکا بوجھ ______
5. ایک شاندار بدلہ ______
6. زیادہ قیمت ______
7. ایک مطمئن دل ______
8. ایک واضح گناہ ______
9. کوئی دو کھلے راستے ______
10. بڑا بدلہ ______
11. مقدس زمین ______
12. پاک زندگی ______
13. نیک عمل ______
14. کچھ اچھی سفارشیں اور کچھ بری سفارشیں ______

قرآنی مثالیں

1. شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (النور:٣٥) ______
2. عَيْنٌ جَارِيَةٌ (الغاشية:١٢) ______
3. فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ (النسآء:١٩) ______
4. فَسَادٌ كَبِيْرٌ (الأنفال:٧٣) ______
5. اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ (فاطر:١٠) ______
6. فَتْحٌ قَرِيْبٌ (الصف:١٣) ______
7. رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ (الفتح:٢٥) ______
8. اَلْحَجِّ الْاَكْبَرِ (التوبة:٣) ______

9. صَعِيْدًا طَيِّبًا (النسآء:۴۳)

10. اِثْمًا عَظِيْمًا (النسآء:۴۸)

11. ضَلٰلًا بَعِيْدًا (النسآء:۶۰)

12. مُلْكًا كَبِيْرًا (الدھر:۲۰)

13. لَيْلًا طَوِيْلًا (الدھر:۲۶)

14. اَلْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ (ق:۱)

15. شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (النسآء:۹۲)

16. جَنَّةٍ عَالِيَةٍ (الغاشية:۱۰)

17. عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ (القارعة:۷)

18. اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ (الطارق:۳)

19. نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ (العلق:۱۶)

20. اَلدِّيْنُ الْخَالِصُ (الزمر:۳)

مرکبِ توصیفی (حصہ دوم)
(Adjectival Compound-2)

9:1 گزشتہ سبق میں ہم نے مرکبِ توصیفی کے چند قواعد سمجھے تھے اور ان کی مشق کی تھی۔ اب ہم نے مرکبِ توصیفی کے ایک مزید قاعدے کے ساتھ لام تعریف کا ایک قاعدہ سمجھنا ہے۔ پھر ان کا اطلاق کرتے ہوئے ہم مرکبِ توصیفی کی کچھ مزید مشق کریں گے۔

9:2 مرکبِ توصیفی کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ موصوف اگر "غیر عاقل" کی جمع ہو تو اس کی صفت عام طور پر واحد مونث آتی ہے۔ یہاں یہ بات سمجھ لیں کہ انسان، جن اور فرشتے صرف تین مخلوقات "عاقل" ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام مخلوقات غیر عاقل ہیں۔ چنانچہ قَلَمٌ غیر عاقل مخلوق ہے۔ اس کی جمع اَقْلَامٌ آتی ہے، اس لیے اس کی صفت واحد مؤنّث آئے گی، مثلاً "کچھ خوبصورت قلم" کا ترجمہ ہو گا اَقْلَامٌ جَمِيْلَةٌ۔

9:3 لامِ تعریف کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ معرف باللام سے پہلے والے لفظ کے آخری حرف پر اگر تنوین ہو تو نونِ تنوین کو ظاہر کر کے آگے ملاتے ہیں۔ جیسے اصل میں مرکبِ توصیفی تھا زَيْدٌ اَلْعَالِمُ (عالم زید)۔ جب زَيْدٌ کے نونِ تنوین کو ظاہر کریں گے تو یہ زَيْدُنْ اَلْعَالِمُ ہو جائے گا۔ اب اسے آگے ملانے کے لیے نون کا سکون ہٹا کر اسے زیر دے کر ملائیں۔ (دیکھیں پیراگراف 7:9) تو یہ ہو جائے گا زَيْدُنِ الْعَالِمُ۔ یاد رکھیں کہ نونِ تنوین باریک قلم سے لکھا جاتا ہے۔

مشق نمبر - 8 (الف)

i) معرّف باللّام کے متعلق اب تک جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں، ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

ii) مرکبِ توصیفی کے متعلق اب تک جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں، ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

مشق نمبر - 8 (ب)

ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔

يَوْمٌ (ج اَيَّامٌ)	دن	مَسْكَنٌ (ج مَسَاكِنُ)	گھر، ٹھکانہ
حِمَارٌ (ج حُمُرٌ)	گدھا	مُسْتَنْفِرٌ	بھاگنے والا
نُمْرُقٌ (ج نَمَارِقُ)	چھوٹا تکیہ	مَصْفُوْفَةٌ	صف بستہ، لائن سے

زَرَابِیَّۃٌ (ج زَرَابِیُّ)	عمدہ گدا، غالیچہ	مَبْثُوْثَۃٌ	پھیلے ہوئے، پراگندہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. مُحَمَّدُنِ الرَّسُوْلُ
2. تُفَّاحٌ حُلْوٌ وَّ رُمَّانٌ مُّرٌّ
3. قَصْرٌ عَظِیْمٌ اَوْ بَیْتٌ صَغِیْرٌ
4. اَلرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوِ الْمَلِكُ الْعَادِلُ
5. اَلْاَقْلَامُ الطَّوِیْلَۃُ وَالْقَصِیْرَۃُ
6. شَفَاعَۃٌ حَسَنَۃٌ اَوْ سَیِّئَۃٌ
7. ثَمَرٌ حُلْوٌ وَّ ثَمَرٌ مُّرٌّ
8. اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ وَالرَّاضِیَۃُ
9. اَبْوَابٌ وَّاسِعَۃٌ اَوْ مُتَفَرِّقَۃٌ
10. اَلثَّمَنُ الْقَلِیْلُ اَوِ الْکَثِیْرُ

عربی میں ترجمہ کریں

1. عالم محمود
2. ایک سچا بڑھئی اور ایک جھوٹا درزی
3. خوبصورت دلہا یا بدصورت دلہا
4. ایک نیک یا خوبصورت دلہن
5. اچھی باتیں اور عظیم باتیں
6. کچھ نیک اور بدکار عورتیں
7. شاندار اور بڑی کامیابی
8. ایک واضح کتاب اور ایک واضح نشانی

9. چھوٹا بچہ یا دو بڑی بچیاں

10. ایک طویل نماز یا کچھ پاک نمازیں

قرآنی مثالیں

1. صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (البينة:٢)

2. اَلْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (الحاقة:٢٤)

3. كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البينة:٣)

4. سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ (الغاشية:١٣)

5. اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ (الغاشية:١٤)

6. نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ (الغاشية:١٥)

7. زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ (الغاشية:١٦)

8. حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ (المدثر:٥٠)

9. مَغَانِمَ كَثِيْرَةً (الفتح:١٩)

10. مَسٰكِنَ طَيِّبَةً (الصف:١٢)

جملہ اسمیہ (حصہ اوّل)

(Nominal Sentence-1)

10:1 پیراگراف 7:5 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ دو یا دو سے زائد الفاظ کے ایسے مرکب کو جملہ کہتے ہیں جس سے کوئی خبر، حکم یا خواہش سامنے آئے اور بات پوری ہو جائے۔ جس جملہ کی ابتدا اسم سے ہو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ اب یہ بات بھی سمجھ لیں کہ ایک جملہ کے کچھ اجزاء ہوتے ہیں۔ اس وقت ہم جملہ اسمیہ کے دو بڑے اجزاء کو پہلے غیر اصطلاحی انداز میں سمجھیں گے اور بعد میں متعلقہ اصطلاحات کا ذکر کریں گے۔

10:2 ہم نے ایک جملہ کی مثال دی تھی کہ "مسجد کشادہ ہے"۔ اب اگر آپ اس جملہ پر غور کریں گے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس کے دو جز ہیں۔ ایک جز ہے "مسجد" جس کے متعلق بات کہی جا رہی ہے اور دوسرا جز ہے "کشادہ ہے" یعنی وہ بات جو کہی جا رہی ہے۔ انگریزی میں جس کے متعلق کوئی بات کہی جائے اسے Subject کہتے ہیں اور جو بات کہی جا رہی ہو اسے Predicate کہتے ہیں۔

10:3 عربی میں بھی جملہ کے بڑے اجزاء دو ہی ہوتے ہیں۔ جس کے متعلق بات کہی جا رہی ہو یعنی Subject، اس کو عربی قواعد میں "مبتدا" کہتے ہیں اور جو بات کہی جا رہی ہو یعنی Predicate، اس کو "خبر" کہتے ہیں۔

10:4 اردو اور عربی دونوں کے جملہ اسمیہ میں عام طور پر مبتدا پہلے آتا ہے اور خبر بعد میں آتی ہے۔ چنانچہ ترجمہ کرتے وقت اس ترتیب کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً "مسجد کشادہ ہے" کا جب ہم عربی میں ترجمہ کریں گے تو مبتدا یعنی "مسجد" کا ترجمہ پہلے اور خبر یعنی "کشادہ ہے" کا ترجمہ بعد میں کریں گے۔

10:5 جملہ اسمیہ کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ذہن نشین کر لیں کہ اردو میں جملہ مکمل کرنے کے لیے "ہے، ہیں" اور فارسی میں "است، اند" وغیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اوپر کی مثال میں مسجد کی کشادگی کی خبر دی گئی تو جملہ کے آخر میں لفظ "ہے" کا اضافہ کر کے بات کو مکمل کیا گیا۔ اسی طرح انگریزی میں "is, am, are" وغیرہ سے بات کو مکمل کرتے ہیں، جیسے ہم کہیں گے، Masjid is spacious۔ عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ہے، ہیں یا است، اند یا is, are وغیرہ کی قسم کے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ عربی میں جملہ مکمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مبتدا کو عام طور پر معرفہ اور خبر کو عموماً نکرہ رکھا جاتا ہے۔ اس طرح جملہ میں "ہے" یا "ہیں" کا مفہوم از خود پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ "مسجد کشادہ ہے" کا ترجمہ کرتے وقت مبتدا یعنی مسجد کا ترجمہ "**مَسْجِدٌ**" نہیں بلکہ "**اَلْمَسْجِدُ**"

ہو گا اور خبر یعنی کشادہ کا ترجمہ "اَلْوَسِيْعُ" نہیں بلکہ "وَسِيْعٌ" ہو گا۔ اس طرح مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہونے کی وجہ سے اس میں "ہے" کا مفہوم از خود پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اَلْمَسْجِدُ وَسِيْعٌ کا مطلب ہے کہ مسجد کشادہ ہے۔

10:6 اب آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ جملہ اسمیہ اور مرکبِ توصیفی کے فرق کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔ جملہ اسمیہ کا ایک قاعدہ ابھی ہم نے پڑھا کہ عموماً مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہوتی ہے۔ مرکبِ توصیفی کا ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ صفت چاروں پہلوؤں (یعنی حالتِ اعرابی، جنس، عدد اور وسعت) کے اعتبار سے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کے اب اَلْمَسْجِدُ وَسِيْعٌ پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ اس مرکب کا پہلا جز معرفہ اور دوسرا نکرہ ہے۔ اس لیے اس کو جملہ اسمیہ مانتے ہوئے اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کیا کہ مسجد کشادہ ہے۔ اگر ہم "وَسِيْعٌ" کو معرفہ کر کے اَلْمَسْجِدُ الْوَسِيْعُ کر دیں تو اب چونکہ وسیع چاروں پہلوؤں سے مسجد کے تابع ہو گا اس لیے اسے مرکبِ توصیفی مانا جائے گا اور ترجمہ ہو گا "کشادہ مسجد"۔ اسی طرح اگر مسجد کو نکرہ کر کے مَسْجِدٌ وَّسِيْعٌ کر دیں تب بھی وسیع چاروں پہلوؤں سے مسجد کے تابع ہے اس لیے اسے بھی مرکبِ توصیفی مانیں گے اور اس کا ترجمہ ہو گا "ایک کشادہ مسجد"۔ چنانچہ جملہ اسمیہ کی ابتدائی پہچان یہی ہے کہ مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہو گی، جبکہ مرکبِ توصیفی میں صفت چاروں پہلوؤں سے موصوف کے تابع ہو گی۔

10:7 ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسم کے صحیح استعمال کے لیے ہمیں اس کا چار پہلوؤں سے جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق بنانا ہوتا ہے۔ اس میں سے ایک پہلو یعنی وسعت کے لحاظ سے ہم نے دیکھ لیا کہ جملہ اسمیہ میں مبتدا عام طور پر معرفہ اور خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ حالتِ اعرابی کے لحاظ سے مبتدا اور خبر دونوں حالتِ رفع میں ہوتے ہیں۔

10:8 اب دو پہلو باقی رہ گئے یعنی عدد اور جنس۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے تابع ہو گی۔ یعنی مبتدا اگر واحد ہے تو خبر بھی واحد ہو گی اور مبتدا اگر جمع ہے تو خبر بھی جمع ہو گی۔ اسی طرح مبتدا اگر مذکّر ہے تو خبر بھی مذکّر ہو گی اور مبتدا اگر مؤنّث ہے تو خبر بھی مؤنّث ہو گی۔ مثلاً اَلرَّجُلُ صَادِقٌ (مرد سچا ہے) اَلرَّجُلَانِ صَادِقَانِ (دونوں مرد سچے ہیں)۔ اَلطِّفْلَتَانِ جَمِيْلَتَانِ (دونوں بچیاں خوبصورت ہیں)۔ اَلنِّسَاءُ مُجْتَهِدَاتٌ (عورتیں محنتی ہیں)۔ ان مثالوں میں غور کریں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے مطابق ہے۔

10:9 پیراگراف 9:2 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ موصوف اگر غیر عاقل کی جمع ہو تو صفت عام طور پر واحد مؤنّث آتی ہے۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ مبتدا اگر غیر عاقل کی جمع ہو تو خبر واحد مؤنّث آسکتی ہے، جیسے اَلْمَسَاجِدُ

وَسِيْعَةٌ (مسجدیں کشادہ ہیں)۔واضح رہے کہ استثناء کے لیے ذہن میں ایک کھڑکی کھلی رہنی چاہیے۔

مشق نمبر - 9

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

فِئَةٌ	گروہ۔جماعت	اَلِيْمٌ	دردناک
عَدُوٌّ	دشمن	عَلِيْمٌ	علم والا
مُطَهَّرٌ	پاکیزہ	حَاضِرٌ	حاضر
لَامِعٌ	چمکدار	مُنِيْرٌ	روشن
مُجْتَهِدٌ	محنتی	مُعَلِّمٌ	استاذ
قَاعِدٌ۔ جَالِسٌ	بیٹھا ہوا	قَائِمٌ	کھڑا
عَيْنٌ (ج اَعْيُنٌ)	آنکھ	اَخٌ (ج اِخْوَةٌ)	بھائی

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَلْعَذَابُ شَدِيْدٌ

2. عَذَابٌ اَلِيْمٌ

3. اَللّٰهُ عَلِيْمٌ

4. زَيْدٌ عَالِمٌ

5. فِئَةٌ قَلِيْلَةٌ

6. اَلْفِئَةُ كَثِيْرَةٌ

7. اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

8. اَلْاَعْيُنُ لَامِعَةٌ

9. اَلْعَيْنُ اللَّامِعَةُ

10. عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

11. اَلْمُعَلِّمُوْنَ مُجْتَهِدُوْنَ

12. اَلْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ

13. اَلْمُعَلِّمَتَانِ الْمُجْتَهِدَتَانِ

14. مُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ

15. زَيْدُنِ الْعَالِمُ

16. زَيْدٌ وَّحَامِدٌ عَالِمَانِ

17. اَقْلَامٌ طَوِيْلَةٌ

18. اَلْاَقْلَامُ طَوِيْلَةٌ

19. قَلَمَانِ جَمِيْلَانِ

20. اَلْقُلُوْبُ مُطْمَئِنَّةٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. عالم محمود

2. محمود عالم ہے۔

3. سچا بڑھئی

4. بڑھئی سچا ہے۔

5. اساتذہ حاضر ہیں۔

6. ایک کھلا دشمن

7. سیب اور انار میٹھے ہیں۔

8. طویل سبق

9. سبق طویل ہے۔

10. نشانیاں واضح ہیں۔

11. بوجھ ہلکا ہے اور اجر بڑا ہے۔

قرآنی مثالیں

1. اَللّٰهُ اَحَدٌ (الإخلاص:١)

2. اَللّٰهُ قَدِيْرٌ (الممتحنة:٧)

3. اَللّٰهُ بَصِيْرٌ (البقرة:٩٦)

4. اَلْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:١٠)

5. اَلصُّلْحُ خَيْرٌ (النسآء:١٢٨)

6. اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ (النسآء:٣٤)

جملہ اسمیہ (حصہ دوم)

(Nominal Sentence-2)

11:1 گزشتہ سبق میں ہم نے جملہ اسمیہ کے کچھ قواعد سمجھ لیے اور ان کی مشق کرلی۔ ہم نے جتنے جملوں کی مشق کی ہے وہ سب مثبت معنی دے رہے تھے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ جملہ اسمیہ میں نفی کے معنی کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً گذشتہ مشق میں ایک جملہ تھا "سبق طویل ہے"۔ اگر ہم کہنا چاہیں "سبق طویل نہیں ہے" تو عربی میں اس کا کیا طریقہ ہے؟ چنانچہ سمجھ لیں کہ کسی جملہ اسمیہ کے شروع میں لفظ "مَا" یا "لَیْسَ" کا اضافہ کرنے سے اس میں نفی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

11:2 اب ایک خاص بات یہ نوٹ کریں کہ کسی جملہ اسمیہ کے شروع میں جب "مَا" یا "لَیْسَ" داخل ہوتا ہے تو مذکورہ بالا معنوی تبدیلی کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ اعرابی تبدیلی بھی لاتے ہیں یعنی وہ جملہ کی خبر کو حالتِ نصب میں لے آتے ہیں، مثلاً ہم کہیں گے لَیْسَ الدَّرْسُ طَوِیْلًا (سبق طویل نہیں ہے)۔ اس میں خبر طَوِیْلٌ حالتِ نصب میں طَوِیْلًا آئی ہے۔ اسی طرح ہم کہیں گے مَا زَیْدٌ قَبِیْحًا (زید بدصورت نہیں ہے) اس میں خبر قَبِیْحٌ حالتِ نصب میں قَبِیْحًا آئی ہے۔

11:3 جملہ اسمیہ میں نفی کا مفہوم پیدا کرنے کا عربی میں ایک اور انداز یہ بھی ہے کہ خبر پر "بِ" کا اضافہ کرکے اسے حالتِ جر میں لے آتے ہیں۔ مثلاً لَیْسَ الدَّرْسُ بِطَوِیْلٍ (سبق طویل نہیں ہے)۔ مَا زَیْدٌ بِقَبِیْحٍ (زید بدصورت نہیں ہے) وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ یہاں پر "بِ" کے کچھ معنی نہیں لیے جاتے اور اس کے اضافہ سے جملہ کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، صرف خبر حالتِ جر میں آجاتی ہے۔

11:4 "لَیْسَ" کے استعمال کے سلسلے میں ایک احتیاط نوٹ کرلیں۔ اس کا استعمال صرف اس وقت کریں جب مبتدا مذکّر ہو۔ جب مبتدا مؤنّث ہو تو لَیْسَ کے بجائے لَیْسَتْ استعمال کریں۔ مبتدا اگر معرّف باللام ہو تو اس سے ملانے کے لیے قاعدہ نمبر 7:9 کے مطابق لَیْسَتْ کی ساکن ت کو زیر دے کر ملائیں گے۔ جیسے لَیْسَتِ الْبِنْتُ کَاذِبَةً (لڑکی جھوٹی نہیں ہے)۔

مشق نمبر - 10

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں:

غَافِلٌ	غافل	كَلْبٌ (ج كِلَابٌ)	کُتا
مُحِیْطٌ	گھیرنے والا	وَلَدٌ (ج أَوْلَادٌ)	لڑکا

کَسْلَانٌ	بہت ست	زَعْلَانٌ	بہت ناراض

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَلْفِئَةُ كَثِيْرَةٌ
2. مَا الْفِئَةُ قَلِيْلَةً
3. مَا الْفِئَةُ بِكَثِيْرَةٍ
4. اَللّٰهُ مُحِيْطٌ
5. مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
6. اَلْمُعَلِّمَتَانِ كَسْلَانَتَانِ
7. مَا الْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَيْنِ
8. مَا الْمُعَلِّمَتَانِ بِمُجْتَهِدَتَيْنِ
9. لَيْسَ الْمُعَلِّمُ بِكَسْلَانٍ
10. لَيْسَ الْمُعَلِّمُ كَسْلَانًا
11. مَا الْمُعَلِّمُوْنَ كَسْلَانِيْنَ
12. مَا الْمُعَلِّمُوْنَ بِكَسْلَانِيْنَ
13. مَا الطَّالِبَاتُ حَاضِرَاتٍ
14. مَا الطَّالِبَاتُ بِحَاضِرَاتٍ
15. اَلْاَوْلَادُ قَائِمُوْنَ
16. مَا الْاَوْلَادُ قَائِمِيْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. بڑھئی بیٹھا ہے۔
2. بڑھئی کھڑا نہیں ہے۔

3. کھجور میٹھی ہے۔

4. انار میٹھا نہیں ہے۔

5. بوجھ بھاری ہے۔

6. اجرت زیادہ نہیں ہے۔

7. انار اور سیب میٹھے ہیں۔

8. انار اور سیب نمکین نہیں ہیں۔

9. گوشت تازہ نہیں ہے۔

10. اساتذہ حاضر نہیں ہیں۔

جملہ اسمیہ (حصہ سوم)
(Nominal Sentence-3)

12:1 اب تک ہم نے ایسے جملوں کے قواعد سمجھ لیے ہیں جو مثبت یا منفی معنی دیتے ہیں، مثلاً "سبق طویل ہے" اور "سبق طویل نہیں ہے"۔ اب ہم ان دونوں جملوں کا عربی میں ترجمہ کرسکتے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ جملہ میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو، مثلاً اگر ہم کہنا چاہیں کہ "یقیناً سبق طویل ہے" تو اس کے لیے کیا قاعدہ ہے۔ اس ضمن میں یاد کرلیں کہ کسی جملہ میں تاکید کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے عموماً جملہ کے شروع میں "اِنَّ" (بے شک۔ یقیناً) کا اضافہ کرتے ہیں۔

12:2 جب کسی جملہ پر اِنَّ داخل ہوتا ہے تو وہ معنوی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اعرابی تبدیلی بھی لاتا ہے، اور وہ تبدیلی یہ ہے کہ کسی جملہ پر اِنَّ داخل ہونے کی وجہ سے اس کا مبتدا حالتِ نصب میں آجاتا ہے جبکہ خبر اپنی اصلی حالت یعنی حالتِ رفع میں ہی رہتی ہے۔ مثلاً "یقیناً سبق طویل ہے" کا ترجمہ ہوگا اِنَّ الدَّرْسَ طَوِیْلٌ۔ اسی طرح ہم کہیں گے اِنَّ زَیْدًا صَالِحٌ (بے شک زید نیک ہے)۔ جس جملہ پر اِنَّ داخل ہوتا ہے اس کے مبتدا کو اِنَّ کا اسم کہتے ہیں اور خبر کو اِنَّ کی خبر کہتے ہیں۔

12:3 کسی جملہ کو اگر سوالیہ جملہ بنانا ہو تو اس کے شروع میں أَ (کیا) یا هَلْ (کیا) کا اضافہ ہوتا ہے، انہیں حروفِ استفہام کہتے ہیں۔ جب کسی جملہ پر أَ یا هَلْ داخل ہوتا ہے تو وہ صرف معنوی تبدیلی لاتا ہے۔ ان کی وجہ سے جملہ میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں آتی۔ مثلاً أَ زَیْدٌ صَالِحٌ[1] (کیا زید نیک ہے؟) یا هَلِ الدَّرْسُ طَوِیْلٌ[2] (کیا سبق طویل ہے؟) وغیرہ۔

مشق نمبر - 11

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

---

[1] 'الْ' کے ساتھ أَ کے بجائے هَلْ کا استعمال زیادہ مناسب رہتا ہے۔

[2] هَلْ کی لام پر ساکن کے بجائے زیر آنے کی وجہ کے لیے پیراگراف 7:9 دیکھیں۔

نَعَمْ	ہاں۔جی ہاں	عَزِيْزٌ	غالب
لَا	نہیں۔جی نہیں	كَفُوْرٌ	بہت ناشکرا
بَلٰی	کیوں نہیں	سَاعَةٌ	گھڑی
بَلْ	بلکہ	اَلسَّاعَةُ	قیامت
نَافِعٌ	فائدہ مند	غَائِبٌ	غیر حاضر
عَابِدٌ	عبادت کرنے والا	مُشْفِقٌ	شفقت کرنے والا

اردو میں ترجمہ کریں

1. أَزَيْدٌ عَالِمٌ؟

2. اِنَّ زَيْدًا عَالِمٌ

3. مَا زَيْدٌ بِعَالِمٍ

4. هَلِ الرَّجُلَانِ صَادِقَانِ؟

5. مَا الرَّجُلَانِ صَادِقَيْنِ

6. اِنَّ الرَّجُلَيْنِ صَادِقَانِ

7. هَلِ الْمُعَلِّمُوْنَ مُشْفِقُوْنَ؟

8. نَعَمْ! اِنَّ الْمُعَلِّمِيْنَ مُشْفِقُوْنَ

9. هَلِ الْمُعَلِّمَاتُ غَائِبَاتٌ؟

10. لَا! مَا الْمُعَلِّمَاتُ غَائِبَاتٍ

11. أَلَيْسَ الْكِتَابُ نَافِعًا؟

12. بَلٰی! اِنَّ الْكِتَابَ نَافِعٌ

13. هَلِ الْكُتُبُ صَعْبَةٌ

14. لَا! بَلِ الْكُتُبُ سَهْلَةٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. کیا محمود جھوٹا ہے؟

2. جی ہاں! یقیناً محمود جھوٹا ہے۔

3. کیا حامد سچا نہیں ہے؟

4. جی ہاں! حامد سچا نہیں ہے۔

5. کیا دونوں بچیاں عبادت گزار ہیں؟

6. بے شک دونوں بچیاں عبادت گزار ہیں۔

7. کیا استانیاں بیٹھی ہیں؟

8. نہیں، بلکہ استانیاں کھڑی ہیں۔

قرآنی مثالیں

1. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ (الزمر:٣٦)

2. اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنافقون:١)

3. اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ (هود:٨١)

4. بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ (النحل:٢٨)

5. اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرة:٢٢٠)

6. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ (الزمر:٣٧)

7. فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ (الشورى:٤٨)

8. اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ (طٰه:١٥)

جملہ اسمیہ (حصہ چہارم)

(Nominal Sentence-4)

13:1 گزشتہ تین اسباق میں ہم نے جملہ اسمیہ کے مختلف قواعد سمجھ لیے اور ان کی مشق کرلی۔ اب تک ہم نے جتنے جملوں کی مشق کی ہے ان میں خاص بات یہ تھی کہ تمام جملوں میں مبتدا اور خبر دونوں مفرد تھے۔ لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی مبتدا اور خبر مفرد کے بجائے مرکبِ ناقص ہوتے ہیں۔

13:2 اس سلسلہ میں پہلی صورت یہ ممکن ہے کہ مبتدا مرکبِ ناقص ہو اور خبر مفرد ہو۔ مثلاً: اَلرَّجُلُ الطَّيِّبُ ـ حَاضِرٌ (اچھا مرد حاضر ہے) اس مثال پر غور کریں کہ اَلرَّجُلُ الطَّيِّبُ مرکبِ توصیفی ہے اور مبتدا ہے، جب کہ خبر حَاضِرٌ مفرد ہے۔

13:3 دوسری صورت یہ ممکن ہے کہ مبتدا مفرد ہو اور خبر مرکبِ ناقص ہو۔ مثلاً زَيْدٌ ـ رَجُلٌ طَيِّبٌ (زید ایک اچھا مرد ہے)۔ اس مثال میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور مفرد ہے جبکہ خبر رَجُلٌ طَيِّبٌ مرکبِ توصیفی ہے۔

13:4 تیسری صورت یہ بھی ممکن ہے کہ مبتدا اور خبر دونوں مرکبِ ناقص ہوں۔ مثلاً زَيْدُنِ الْعَالِمُ ـ رَجُلٌ طَيِّبٌ (عالم زید ایک اچھا مرد ہے)۔ اس مثال میں زَيْدُنِ الْعَالِمُ مرکبِ توصیفی ہے اور مبتدا ہے جبکہ خبر رَجُلٌ طَيِّبٌ بھی مرکبِ توصیفی ہے۔

13:5 اب ایک بات اور بھی ذہن نشین کرلیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مبتدا ایک سے زائد ہوتے ہیں اور ان کی جنس مختلف ہوتی ہے، مثلاً ہم کہتے ہیں "استاد اور استانی سچے ہیں"۔ اس جملے میں سچے ہونے کی جو خبر دی جارہی ہے وہ استاد اور استانی دونوں کے متعلق ہے۔ چنانچہ دونوں مبتدا ہیں اور ان میں سے ایک مذکّر ہے جبکہ دوسرا مؤنّث ہے۔ ادھر پیراگراف 10:8 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے تابع ہوتی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس جملہ کا عربی ترجمہ کرتے وقت خبر کا ترجمہ صیغہ مذکّر میں کریں یا مؤنّث میں؟ ایسی صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ مبتدا اگر ایک سے زائد ہوں اور مختلف الجنس ہوں تو خبر مذکّر آئے گی۔ چنانچہ مذکورہ بالا جملہ کا ترجمہ ہوگا اَلْمُعَلِّمُ وَ الْمُعَلِّمَةُ صَادِقَانِ۔ اب نوٹ کرلیں کہ خبر صَادِقَانِ مذکّر ہونے کے ساتھ مثنّٰی کے صیغے میں آئی ہے، اس لیے کہ مبتدا دو ہیں۔ مبتدا اگر دو سے زیادہ ہوتے تو پھر خبر جمع کے صیغے میں آتی۔

مشق نمبر - 12 (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

رَجِیْمٌ	دھتکارا ہوا	ضَلٰلٌ	گمراہی
حَمِیْمٌ	گرم جوش	فِتْنَةٌ	کسوٹی۔ آزمائش
عَبْدٌ (ج عِبَادٌ)	بندہ۔ غلام	صَدَقَةٌ	صدقہ
شَهْرٌ (ج اَشْهُرٌ)	مہینہ	کِذْبٌ / کَذِبٌ	جھوٹ
مُفْلِحٌ	کامیاب ہونے والا	صِدْقٌ	سچائی
شَاةٌ	بکری	فِیْلٌ	ہاتھی
قَدِیْمٌ	پرانا	جَدِیْدٌ	نیا
سِرَاجٌ	چراغ	حَیَوَانٌ	جانور

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَلشَّیْطٰنُ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
2. اِنَّ الشَّیْطٰنَ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
3. لَیْسَ الشَّیْطٰنُ وَلِیًّا حَمِیْمًا
4. اَلشِّرْكُ ضَلٰلٌ مُّبِیْنٌ
5. اِنَّ الشِّرْكَ ظُلْمٌ عَظِیْمٌ
6. هَلِ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ مُفْلِحٌ
7. نَعَمْ! اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مُفْلِحٌ
8. اَلْفِئَةُ الْكَثِیْرَةُ وَالْفِئَةُ الْقَلِیْلَةُ حَاضِرَتَانِ

9. اَلصَّبْرُ الْجَمِيْلُ فَوْزٌ كَبِيْرٌ

10. هَلِ الْمُعَلِّمَاتُ الْمُجْتَهِدَاتُ قَاعِدَاتٌ

11. مَا الْمُعَلِّمَاتُ الْمُجْتَهِدَاتُ قَاعِدَاتٍ

12. اِنَّ الْمُعَلِّمَاتِ الْمُجْتَهِدَاتِ قَائِمَاتٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. صبر جمیل چھوٹی کامیابی نہیں ہے۔

2. بیشک صبر جمیل ایک بڑی کامیابی ہے۔

3. کیا جھوٹ ایک چھوٹا گناہ ہے؟

4. جھوٹ چھوٹا گناہ نہیں ہے۔

5. کیا محنتی درزنیں سچی ہیں؟

6. یقیناً محنتی درزنیں سچی ہیں۔

7. سچی درزنیں محنتی نہیں ہیں۔

8. کیا ہاتھی عظیم حیوان نہیں ہے؟

9. کیوں نہیں! یقینا ہاتھی ایک عظیم حیوان ہے۔

مشق نمبر - 12 (ب)

اب تک جملہ اسمیہ کے جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور انہیں زبانی یاد کریں۔

جملہ اسمیہ (ضمائر)

(Nominal Sentence-Pronouns)

14:1 تقریباً ہر زبان میں بات کہنے کا بہتر انداز یہ ہے کہ بات کے دوران جب کسی چیز کے لیے اس کا اسم استعمال ہو جائے اور دوبارہ اس کا ذکر آئے تو پھر اسم کے بجائے اس کی ضمیر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً اگر دو جملے اس طرح ہوں: "کیا مکہ ایک نیا شہر ہے؟ جی نہیں! بلکہ مکہ ایک قدیم شہر ہے"۔ اسی بات کو کہنے کا بہتر انداز یہ ہوگا۔ "کیا مکہ ایک نیا شہر ہے؟ جی نہیں! بلکہ وہ ایک قدیم شہر ہے"۔ آپ نے دیکھا کہ لفظ "مکہ" کی تکرار طبیعت پر گراں گزر رہی تھی۔ جب دوسرے جملے میں مکہ کی جگہ لفظ "وہ" آ گیا تو بات میں روانی پیدا ہو گئی۔ اسی طرح عربی میں بھی بات میں روانی کی غرض سے ضمائر کا استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ جملہ اسمیہ کے بہتر استعمال کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی میں استعمال ہونے والی ضمائر کو یاد کر لیں اور ان کے استعمال کی مشق کر لیں۔

14:2 اب اگر ایک بات اور سمجھ لیں تو ضمائر یاد کرنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ جب کسی کے متعلق کوئی بات ہوتی ہے تو تین امکانات ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہو وہ "غائب" ہو یعنی یا تو وہ غیر حاضر ہو یا اس کو غیر حاضر فرض کر کے "غائب" کے صیغے میں بات کی جائے۔ مذکورہ بالا پیراگراف میں مکہ اس کی مثال ہے۔ اردو میں غائب کے صیغے کے لیے زیادہ تر "وہ" کی ضمیر آتی ہے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہو وہ آپ کا "مخاطب" ہو یعنی حاضر ہو۔ اردو میں اس کے لیے اکثر "آپ" یا "تم" کی ضمیر آتی ہے۔ تیسرا امکان یہ ہے کہ "متکلم" خود اپنے متعلق بات کر رہا ہو۔ اردو میں اس کے لیے "میں" یا "ہم" کی ضمیر آتی ہے۔

14:3 اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ عربی کی ضمائر میں نہ صرف غائب، مخاطب اور متکلم کا فرق واضح ہوتا ہے بلکہ جنس اور عدد کا فرق بھی نمایاں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے عربی کے جملوں کے حقیقی مفہوم کا تعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

14:4 آیئے اب ہم مختلف صیغوں میں استعمال ہونے والی مختلف ضمائر کو یاد کر لیں تاکہ جملوں کے ترجمے میں غلطی نہ ہو۔

ضمائر مرفوعه منفصله

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکّر	هُوَ(He) وہ ایک مذکر	هُمَا(They) وہ دو مذکر	هُمْ(They) وہ بہت سے مذکر
	مؤنّث	هِيَ(She) وہ ایک مؤنث	هُمَا(They) وہ دو مؤنث	هُنَّ(They) وہ بہت سی مؤنث
مخاطب	مذکّر	اَنْتَ(You) تو ایک مذکر	اَنْتُمَا(You) تم دو مذکر	اَنْتُمْ(You) تم بہت سے مذکر
	مؤنّث	اَنْتِ(You) تو ایک مؤنث	اَنْتُمَا(You) تم دو مؤنث	اَنْتُنَّ(You) تم بہت سی مؤنث
متکلم	مذکّر و مؤنّث	اَنَا(I) میں	نَحْنُ(We) ہم دو	نَحْنُ(We) ہم بہت سے

14:5 ان ضمیروں کے متعلق چند باتیں ذہن نشین کر لیں:

i) اوّل یہ کہ ہم پیراگراف 6:4 میں پڑھ آئے ہیں کہ ضمائر معرفہ ہوتی ہیں۔ اس لیے اکثر جملوں میں یہ مبتدا کے طور پر بھی آتی ہیں۔ مثلاً هُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ (وہ ایک نیک مرد ہے)۔ هُنَّ نِسَاءٌ صَالِحَاتٌ (وہ نیک عورتیں ہیں)۔

ii) دوم یہ کہ یہ ضمائر چونکہ اکثر مبتدا کے طور پر آتی ہیں اس لیے انہیں مرفوع یعنی حالتِ رفع میں فرض کر لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائر مرفوعہ ہے۔

iii) سوم یہ کہ یہ ضمائر کسی لفظ کے ساتھ ملا کر یا متّصل کر کے نہیں لکھی جاتیں بلکہ ان کی لکھائی اور تلفّظ علیحدہ اور مستقل ہے۔ اس لیے ان کو ضمائر منفصلہ بھی کہتے ہیں۔

iv) چہارم یہ کہ ضمیر "اَنَا" کو پڑھتے اور بولتے وقت الف کے بغیر یعنی اَنَ پڑھتے ہیں۔

14:6 پیراگراف 10:5 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔ اب اس قاعدے کے دو استثناء سمجھ لیں کہ جب خبر معرفہ بھی آسکتی ہے۔ پہلا استثناء یہ ہے کہ خبر اگر کوئی ایسا لفظ ہو جو صفت نہ بن سکتا ہو تو وہ خبر معرفہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً اَنَا يُوْسُفُ (میں یوسف ہوں)۔ دوسرا استثناء یہ ہے کہ خبر اگر اسم صفت ہو اور کسی ضرورت کے تحت اسے معرفہ لانا مقصود ہو تو مبتدا اور خبر کے درمیان متعلقہ ضمیر فاصل لے آتے ہیں۔ جیسے اَلرَّجُلُ هُوَ الصَّالِحُ۔ جملہ میں تاکیدی مفہوم (حصر کا اسلوب) پیدا کرنے کے لیے بھی یہ انداز اختیار کیا جاتا ہے چنانچہ مذکورہ جملہ کا ترجمہ ہے "مرد ہی نیک ہے" اسی طرح سے اَلْمُؤْمِنُوْنَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کا ترجمہ ہے "مؤمن ہی کامیاب ہونے والے ہیں"۔

14:7 حصر کا اسلوب پیدا کرنے کے لیے کلمہ "اِنَّمَا"، جسے کلمہ حصر کہا جاتا ہے، کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کلمہ صرف معنوی تبدیلی لاتا ہے یعنی جملہ میں حصر کا اسلوب پیدا ہوتا ہے لیکن کوئی اعرابی تبدیلی نہیں آتی یعنی مبتدا یا خبر کی اعرابی حالت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مثلاً اِنَّمَا زَيْدٌ عَالِمٌ (زید صرف عالم ہے)۔

مشق نمبر - 13

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

مَيِّتٌ	مرنے والا	مَبْسُوْطٌ	خوشدل
ضَخِيْمٌ	بڑی جسامت والا	جِدًّا	بہت ہی
لٰكِنْ	لیکن	مَوْعِظَةٌ	وعظ۔ نصیحت
قَدِيْرٌ	قدرت رکھنے والا	مَعْرُوْفٌ	بھلا - اچھا
مَسْحُوْرٌ	جادوزدہ	حَيَوَانٌ	زندگی

اردو میں ترجمہ کریں

1. اِنَّ الشِّرْكَ ضَلٰلٌ مُّبِيْنٌ وَّهُوَ ظُلْمٌ عَظِيْمٌ

2. اَاَنْتَ اِبْرَاهِيْمُ؟

3. مَا اَنَا اِبْرَاهِيْمَ بَلْ اَنَا مَحْمُوْدٌ

4. هَلِ الْاِسْلَامُ دِيْنٌ حَقٌّ؟

5. نَعَمْ! وَهُوَ صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

6. اَلدَّرْسُ سَهْلٌ لٰكِنْ هُوَ طَوِيْلٌ

7. اَلَيْسَ الْفِيْلُ حَيَوَانًا ضَخْمًا؟

8. بَلٰى! هُوَ حَيَوَانٌ ضَخْمٌ جِدًّا

9. اَاَنْتُمْ خَيَّاطُوْنَ؟

10. مَا نَحْنُ بِخَيَّاطِيْنَ بَلْ نَحْنُ مُعَلِّمُوْنَ

11. هَلْ زَيْنَبُ مُعَلِّمَةٌ كَسْلَانَةٌ؟

12. لَا، مَا هِيَ مُعَلِّمَةً كَسْلَانَةً بَلْ هِيَ مُعَلِّمَةٌ مُّجْتَهِدَةٌ

13. اَلْخَادِمَانِ الْمَبْسُوْطَانِ حَاضِرَانِ وَهُمَا مُجْتَهِدَانِ

14. اِنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ مَخْلُوْقَاتٌ وَّهُنَّ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ

15. اِنَّ الْمَرْئَتَيْنِ الصَّالِحَتَيْنِ جَالِسَتَانِ

16. اِنَّ الْمُعَلِّمِيْنَ وَالْمُعَلِّمَاتِ مَبْسُوْطُوْنَ لٰكِنْ مَّا هُمْ بِمُجْتَهِدِيْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. کیا اللہ قدرت والا ہے؟
2. جی ہاں! اللہ قدرت والا ہے۔
3. کیا خوشدل استانیاں محنتی نہیں ہیں؟
4. کیوں نہیں! وہ خوشدل ہیں اور وہ محنتی ہیں۔
5. دونوں خوشدل استانیاں کھڑی ہیں یا بیٹھی ہیں؟
6. وہ کھڑی نہیں ہیں بلکہ بیٹھی ہیں۔
7. کیا زمین اور سورج دو واضح نشانیاں نہیں ہیں؟
8. اچھی نصیحت صدقہ ہے اور وہ بہت ہی مقبول ہے۔

قرآنی مثالیں

1. اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ (العنکبوت:٦)
2. وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (المائدة:٧٦)
3. بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (الحجر:١٥)
4. وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (الحج:٦٢)
5. وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (البقرة:٢٥٤)
6. وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ (العنکبوت:٦٤)
7. اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ (الصافات:٥٨)
8. وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (الأنعام:١٣٤)
9. فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (الأنبياء:٨٠)
10. بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (الذاريات:٥٣)
11. وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (البقرة:٨)
12. هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ (بنی اسرائیل:٨٢)

مرکب اِضافی (حصہ اوّل)
(Relative Compound-1)

15:1 دو اسماء کا ایسا مرکب جس میں ایک اسم کو دوسرے اسم کی طرف نسبت دی گئی ہو مرکبِ اضافی کہلاتا ہے، جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں "لڑکے کی کتاب" اس مرکب میں کتاب کو لڑکے کی طرف نسبت دی گئی ہے، جو یہاں ملکیت ظاہر کر رہی ہے، اس لیے یہ مرکبِ اضافی ہے۔

15:2 یہ بات ذہن میں واضح رہنی چاہئے کہ دو اسماء کے درمیان ملکیت کے علاوہ اور بھی نسبتیں ہوتی ہیں، لیکن فی الحال ہم ملکیت کی نسبت کے حوالے سے مرکب اضافی کے قواعد سمجھیں گے اور ان کی مشق کریں گے، پھر آگے چل کر جب دوسری نسبتیں سامنے آئیں گی تو ان کو قواعد کے مطابق استعمال کرنے میں ان شاء اللہ کوئی مشکل نہیں ہو گی۔

15:3 جس اسم کو کسی کی طرف نسبت دی جاتی ہے اسے "**مُضَافٌ**" کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثال میں کتاب کو نسبت دی گئی ہے۔ اس لیے یہاں کتاب مضاف ہے۔ جس اسم کی طرف کوئی نسبت دی جاتی ہے اسے "**مُضَافٌ اِلَیْہِ**" کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں لڑکے کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اس لیے یہاں لڑکا مضاف الیہ ہے۔

15:4 عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اور مضاف الیہ بعد میں۔ اردو میں اس کے برعکس ہوتا ہے لہٰذا ترجمہ میں اس کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ مذکورہ مثال پر غور کریں۔ "لڑکے کی کتاب"۔ اس میں لڑکا جو مضاف الیہ ہے پہلے آیا ہے اور کتاب جو مضاف ہے بعد میں آئی ہے۔ اب چونکہ عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اس لیے ترجمہ کرتے وقت پہلے کتاب کا ترجمہ ہو گا جو مضاف ہے اور لڑکے کا ترجمہ بعد میں ہو گا جو مضاف الیہ ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہو گا کِتَابُ الْوَلَدِ۔

15:5 گذشتہ اسباق میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسم اگر نکرہ ہو تو اکثر اس پر تنوین آتی ہے جیسے کِتَابٌ۔ جب اس پر لامِ تعریف داخل ہوتا ہے تو تنوین ختم ہو جاتی ہے جیسے اَلْکِتَابُ۔ اب ذرا مذکورہ مثال میں لفظ "کِتَابُ" پر غور کریں، نہ تو اس پر لامِ تعریف ہے اور نہ ہی تنوین ہے۔ بس یہی خصوصیت مضاف کی ایک آسان سی پہچان ہے اور مرکب اضافی کا پہلا قاعدہ یہی ہے کہ مضاف پر نہ تو لامِ تعریف آتا ہے اور نہ ہی تنوین آتی ہے۔

15:6 مرکب اضافی کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاف الیہ ہمیشہ حالتِ جر میں ہوتا ہے۔ مذکورہ مثال کِتَابُ الْوَلَدِ میں دیکھیں اَلْوَلَدِ حالتِ جر میں ہے جس کا ترجمہ تھا "لڑکے کی کتاب"۔ یہی اگر کِتَابُ وَلَدٍ ہوتا تو ترجمہ ہوتا "کسی لڑکے کی کتاب"۔ مرکبِ اضافی کے کچھ اور بھی قواعد ہیں جن کا ہم مرحلہ وار مطالعہ کریں گے لیکن آگے بڑھنے سے پہلے مناسب ہے کہ پہلے ہم ان دو قواعد کی مشق کر لیں۔

مشق نمبر - 14

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں:

نوٹ: آنے والی تمام مشقوں میں خط کشیدہ جملے قرآنِ حکیم سے لیے گئے ہیں اور جن جملوں کے آخر میں علامت (ح) درج ہے ان کا انتخاب احادیث سے کیا گیا ہے۔

نَوًى	گٹھلی	مَخَافَةٌ / خَوْفٌ	خوف
فَرِيْضَةٌ	فرض	اِطَاعَةٌ	اطاعت
بَقَرٌ	گائے	عَالَمٌ	جہان
بَيْتٌ (ج بُيُوْتٌ)	گھر	نَصْرٌ	مدد
عَامِلٌ	عمل کرنے والا	ذِكْرٌ	یاد
وَلِيٌّ	دوست	فَالِقٌ	پھاڑنے والا
حَرْثٌ	کھیتی	حَبٌّ	دانہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. كِتٰبُ اللهِ ______
2. نِعْمَةُ اللهِ ______
3. طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ (ح) ______
4. لَحْمُ شَاةٍ ______
5. لَبَنُ بَقَرٍ ______
6. يَوْمُ الْجُمُعَةِ ______
7. لَبَنُ الْبَقَرِ وَلَحْمُ الشَّاةِ طَيِّبَانِ ______
8. عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ______

9. رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ

10. ذِكْرُ الرَّحْمٰنِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اللہ کا خوف
2. اللہ کا عذاب
3. لوگوں کے مال
4. کسی ہاتھی کا سر
5. ایک کتاب کا سبق
6. اللہ کا رنگ
7. اللہ کی مدد
8. رسول ﷺ کی دعا
9. کسی عمل کرنے والے کا عمل

قرآنی مثالیں

1. بُيُوْتَ النَّبِيِّ (الأحزاب: ٥٣)
2. فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ (النسآء: ٩٢)
3. نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (الصف: ١٤)
4. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح: ٢٩)
5. وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (الجاثية: ١٩)
6. اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور: ٣٥)
7. حَرْثَ الْاٰخِرَةِ (الشوریٰ: ٢٠)
8. رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الأعراف: ٥٤)

9. مَلِكِ النَّاسِ (الناس:۲)

10. دِيْنِ اللّٰهِ (النصر:۲)

11. عِبَادُ الرَّحْمٰنِ (الفرقان:۶۳)

12. اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى (الأنعام:۹۵)

13. اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ (النسآء:۱۴۰)

مرکب اِضافی (حصہ دوم)
(Relative Compound-2)

16:1 اب تک ہم نے کچھ سادہ مرکب اضافی کی مشق کرلی ہے۔ لیکن تمام مرکب اضافی اتنے سادہ نہیں ہوتے ہیں بلکہ بعض میں ایک سے زیادہ مضاف اور مضاف الیہ آتے ہیں۔ مثلاً اس جملہ پر غور کریں "اللہ کے گھر کا دروازہ"۔ اس میں دروازہ مضاف ہے جس کا مضاف الیہ گھر ہے لیکن گھر خود بھی مضاف ہے جس کا مضاف الیہ اللہ ہے۔ اب اس کا ترجمہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مرکّبِ توصیفی کی طرح مرکّبِ اضافی کا بھی الٹا ترجمہ کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے سب سے آخری لفظ "دروازہ" کا سب سے پہلے ترجمہ کرنا ہے اور یہ چونکہ مضاف ہے اس لیے اس پر نہ تو لامِ تعریف آسکتا ہے اور نہ ہی تنوین۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا "بَابُ" اس کے بعد درمیانی لفظ "گھر" کا ترجمہ کرنا ہے۔ یہ بَابُ کا مضاف الیہ ہے اس لیے حالتِ جر میں ہوگا لیکن ساتھ ہی یہ اللہ کا مضاف بھی ہے اس لیے اس پر نہ تو لامِ تعریف داخل ہوسکتا ہے اور نہ ہی تنوین آسکتی ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا "بَیْتِ"۔ اللہ مضاف الیہ ہے اور اس پر جر کا اعراب آئے گا۔ اس کا ترجمہ ہوگا "اَللّٰهِ"۔ اب اس مرکب کا ترجمہ بنے گا "بَابُ بَيْتِ اللّٰهِ"۔

16:2 پیراگراف 3:3 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ غیر منصرف اسماء حالتِ جر میں زیر قبول نہیں کرتے۔ اس قاعدے کا پہلا استثناء ہم نے پیراگراف 6:6 میں پڑھا کہ غیر منصرف اسم جب معرّف باللّام ہو تو حالتِ جر میں زیر قبول کرتا ہے۔ اب دوسرا استثناء بھی سمجھ لیں۔ کوئی غیر منصرف اسم اگر مضاف ہو تو حالتِ جر میں زیر قبول کرتا ہے۔ جیسے "اَبْوَابُ مَسَاجِدِ اللّٰهِ" (اللہ کی مسجدوں کے دروازے)۔ اب دیکھیں مَسَاجِدُ غیر منصرف ہے۔ اس مثال میں وہ لفظ اللہ کا مضاف ہے اس لیے اس پر لامِ تعریف نہیں آسکتا اور ابواب کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے، لہٰذا اس نے زیر قبول کرلی ہے۔

16:3 سبق نمبر 13 میں ہم نے پڑھا تھا کہ مبتدا اور خبر کبھی مفرد لفظ کے بجائے مرکب ناقص بھی ہوتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے وہاں ہم نے تمام مثالیں مرکب توصیفی کی دی تھیں۔ کیونکہ اس وقت آپ نے صرف مرکب توصیفی پڑھا تھا۔ اب سمجھ لیں کہ مرکب اضافی بھی کبھی مبتدا اور کبھی خبر بنتا ہے۔ جبکہ بعض اوقات کسی جملے میں مبتدا اور خبر دونوں مرکب اضافی ہوتے ہیں۔ مثلاً مَحْمُوْدٌ وَلَدُ الْمُعَلِّمِ (محمود استاد کا لڑکا ہے)۔ اس میں مَحْمُوْدٌ مفرد لفظ ہے اور مبتدا ہے۔ وَلَدُ الْمُعَلِّمِ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ (علم کی طلب فرض ہے)۔ اس میں طَلَبُ الْعِلْمِ مرکب اضافی ہے اور مبتدا ہے۔ فَرِيْضَةٌ مفرد لفظ ہے اور خبر ہے۔ اِطَاعَةُ الرَّسُوْلِ اِطَاعَةُ اللّٰهِ

(رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے)۔ اس میں مبتدا اور خبر دونوں مرکب اضافی ہیں۔

16:4 ہم پڑھ چکے ہیں کہ خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے۔ اس قاعدے کے دو استثناء بھی پیراگراف 14:6 میں سمجھ چکے ہیں۔ اب اس کا ایک اور استثناء نوٹ کرلیں۔ کوئی مرکب ناقص اگر خبر بن رہا ہو تو ایسی صورت میں خبر معرفہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سے مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے۔ لیکن کوئی مرکب ناقص اگر مبتدا بن رہا ہو تو وہ نکرہ بھی ہو سکتا ہے۔

مشق نمبر - 15

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

حِكْمَةٌ	دانائی	صَيْدٌ	شکار
بَرٌّ	خشکی	بَحْرٌ	سمندر
مِرْاٰةٌ	آئینہ	ظِلٌّ	سایہ
سَوْطٌ	کوڑا	جَزَاءٌ	جزا۔ بدلہ
ضَوْءٌ	روشنی	طَعَامٌ	کھانا
زَهْرٌ	کوئی پھول	وَرْدٌ	گلاب
مُلْكٌ	مالک	يَوْمُ الدِّيْنِ	بدلے کا دن
حُبٌّ	محبت	طَيِّبٌ	پاک

اردو میں ترجمہ کریں

1. بَابُ بَيْتِ غُلَامِ الْوَزِيْرِ
2. طَالِبَاتُ مَدْرَسَةِ الْبَلَدِ
3. لَحْمُ صَيْدِ الْبَرِّ
4. حَجُّ بَيْتِ اللهِ

5. رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ(ح)

6. مُعَلِّمَاتُ مَدْرَسَةِ الْبَلَدِ نِسَاءٌ مُّسْلِمَاتٌ

7. اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰةُ الْمُسْلِمِ (ح)

8. اِنَّ السُّلْطَانَ الْعَادِلَ ظِلُّ اللهِ(ح)

9. نَصْرُ اللهِ قَرِيْبٌ

10. طَعَامُ فُقَرَاءِ الْمَسَاجِدِ طَيِّبٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اللہ کے عذاب کا کوڑا

2. اللہ کے رسول ﷺ کی دُعا

3. اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی کی دُعا

4. ظالم بادشاہ اللہ کے عذاب کا کوڑا ہے۔

5. زمین اور آسمانوں کا نور

6. اللہ بدلے کے دن کا مالک ہے۔

7. اللہ کی مسجدوں کے علماء نیک ہیں۔

8. مومن کا دل اللہ کا گھر ہے۔

9. اچھی نصیحت آخرت کی کھیتی ہے۔

مرکب اِضافی (حصہ سوم)
(Relative Compound-3)

17:1 یہ بات ہم پڑھ چکے ہیں کہ مضاف پر تنوین اور لامِ تعریف نہیں آسکتے۔ اس کی وجہ سے ایک مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی مضاف کے نکرہ یا معرفہ ہونے کی پہچان کس طرح ہو۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ کوئی اسم جب کسی معرفہ کی طرف مضاف ہو تو اسے معرفہ مانتے ہیں۔ مثلاً غُلَامُ الرَّجُلِ (مرد کا غلام)، یہاں غُلَامُ مضاف ہے اَلرَّجُلِ کی طرف جو کہ معرفہ ہے۔ اس لیے اس مثال میں غُلَامُ معرفہ مانا جائے گا۔ اب دوسری مثال دیکھئے۔ غُلَامُ رَجُلٍ یہاں غُلَامُ مضاف ہے رَجُلٍ کی طرف جو کہ نکرہ ہے۔ اس لیے اس مثال میں غُلَامُ نکرہ مانا جائے گا۔

17:2 مرکّبِ اضافی کا ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان بالعموم کوئی لفظ نہیں آتا۔ اس کی وجہ سے ایک مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب مرکّبِ اضافی میں مضاف کی صفت بھی آرہی ہو مثلاً "مرد کا نیک غلام"۔ اب اگر اس کا ترجمہ ہم اس طرح کریں کہ غُلَامُ الصَّالِحُ الرَّجُلِ تو قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے کہ مضاف غُلَامُ اور مضاف الیہ اَلرَّجُلِ کے درمیان صفت آگئی اس لیے یہ ترجمہ غلط ہے۔ چنانچہ قاعدے کو قائم رکھنے کے لیے طریقہ یہ ہے کہ مضاف کی صفت مرکبِ اضافی کے بعد لائی جائے۔ اس لیے اس کا صحیح ترجمہ ہوگا۔ غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحُ۔

17:3 ایسی مثالوں کے ترجمہ کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ صفت یعنی "نیک" کو نظر انداز کر کے پہلے صرف مرکبِ اضافی یعنی "مرد کا غلام" کا ترجمہ کرلیں غُلَامُ الرَّجُلِ۔ اب اس کے آگے صفت لگائیں جو چاروں پہلوؤں سے غُلَامُ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اب نوٹ کریں کہ یہاں غُلَامُ مضاف ہے اَلرَّجُلِ کی طرف جو معرفہ ہے اس لیے غلام کو معرفہ مانا جائے گا۔ چنانچہ اس کی صفت صَالِحٌ نہیں بلکہ اَلصَّالِحُ آئے گی۔

17:4 دوسرا امکان یہ ہے کہ صفت مضاف الیہ کی آرہی ہو جیسے "نیک مرد کا غلام"۔ اس صورت میں بھی صفت مضاف الیہ یعنی اَلرَّجُلِ کے بعد آئے گی اور چاروں پہلوؤں سے اَلرَّجُلِ کا اتباع کرے گی۔ چنانچہ اب ترجمہ ہوگا غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ۔ دونوں مثالوں کے فرق کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے۔ دیکھئے! پہلی مثال میں الصَّالِحُ کا رفع بتا رہا ہے کہ یہ غُلَامُ کی صفت ہے اور دوسری مثال میں اَلصَّالِحِ کا جر بتا رہا ہے کہ یہ اَلرَّجُلِ کی صفت ہے۔

17:5 تیسرا امکان یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی صفت آرہی ہو جیسے "نیک مرد کا نیک غلام"۔ ایسی صورت میں دونوں صفات مضاف الیہ یعنی اَلرَّجُلِ کے بعد آئیں گی۔ پہلے مضاف الیہ کی صفت لائی جائے گی۔ چنانچہ اب ترجمہ ہوگا "غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ الصَّالِحُ"۔ آیئے اب اس قاعدے کی کچھ مشق کرلیں۔

مشق نمبر - 16

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

جَيِّدٌ	عمدہ	نَظِيفٌ	صاف۔ ستھرا
اَحْمَرُ	سرخ	مُوْقَدَةٌ	بھڑکائی ہوئی
حَارَةٌ	محلہ	تِلْمِيْذٌ (ج تَلَامِذَةٌ، تَلَامِيْذُ)	شاگرد
نَفِيْسٌ	پاکیزہ	مَشْهُوْرٌ	مشہور
لَوْنٌ	رنگ	مَشْغُوْلٌ	مصروف۔ مشغول

اردو میں ترجمہ کریں

1. وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ الصَّالِحُ
2. وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ الصَّالِحَةِ
3. وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ صَالِحٌ
4. مُعَلِّمَةُ الْوَلَدِ صَالِحَةٌ
5. غُلَامُ زَيْدٍ زَعْلَانٌ
6. غُلَامُ زَيْدِنِ الزَّعْلَانُ
7. غُلَامُ زَيْدِنِ الصَّادِقِ
8. نَجَّارُ الْحَارَةِ الصَّادِقُ
9. طِيْبُ الطَّعَامِ الطَّرِيِّ الْجَيِّدُ
10. لَوْنُ الْوَرْدِ اَحْمَرُ

عربی میں ترجمہ کریں

1. استاد کا نیک شاگرد
2. اللہ کی عظیم نعمت
3. محنتی استاد کا شاگرد نیک ہے۔

4. محنتی استانی کا نیک شاگرد
5. عذاب کا شدید کوڑا
6. سرخ پھول کی عمدہ خوشبو

7. اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ
8. گائے کا عمدہ گوشت
9. نیک مومنوں کے دل مطمئن ہیں۔

10. صاف ستھرے محلے کا محنتی نانبائی

قرآنی مثالیں

1. اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ (الحج:۱)
2. اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ (لقمان:۱۹)
3. اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (یونس:۵۵)
4. اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (الکهف:۴۶)
5. اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ (المائدة:۴)
6. حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ (الذاریات:۲۴)
7. اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِیْمِ (الدخان:۴۳،۴۴)

مرکب اِضافی (حصہ چہارم)

(Relative Compound-4)

18:1 مثنّٰی کے صیغوں یعنی ـَانِ اور ـَیْنِ اور جمع مذکّر سالم کے صیغوں یعنی ـُوْنَ اور ـِیْنَ کے آخر میں جو نون آتے ہیں انہیں نونِ اعرابی کہتے ہیں۔ مرکبِ اضافی کا ایک اور قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی اسم مذکورہ بالا صیغوں میں مضاف بن کر آتا ہے تو اس کا نونِ اعرابی گر جاتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "مکان کے دونوں دروازے صاف ستھرے ہیں"۔ اس کا ترجمہ اس طرح ہونا چاہئے تھا "بَابَانِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ" لیکن مذکورہ قاعدے کے تحت بَابَانِ کا نونِ اعرابی گر جائے گا۔ اس لیے ترجمہ ہو گا "بَابَا الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ"۔ اسی طرح "بے شک مکان کے دونوں دروازے صاف ہیں" کا ترجمہ ہونا چاہئے تھا "اِنَّ بَابَیْنِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ" لیکن بَابَیْنِ کا نونِ اعرابی گرنے کی وجہ سے یہ ہو گا اِنَّ بَابَیِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ۔

18:2 اب ہم جمع مذکّر سالم کی مثال پر اس قاعدہ کا اطلاق کر کے دیکھتے ہیں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "مسجدوں کے مسلمان سچے ہیں"۔ اس کا ترجمہ ہونا چاہئے تھا "مُسْلِمُوْنَ الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ" لیکن مُسْلِمُوْنَ کا نونِ اعرابی گرنے سے یہ ہو گا مُسْلِمُو الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ۔ اسی طرح اِنَّ مُسْلِمِیْنَ الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ کے بجائے اِنَّ مُسْلِمِی الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ ہو گا۔ اب ہم اس قاعدے کی بھی کچھ مشق کر لیتے ہیں۔

مشق نمبر - 17 (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں:

بَوَّابٌ	دربان	وَسِخٌ	میلا
جَبَلٌ (ج جِبَالٌ)	پہاڑ	جُنْدٌ (ج جُنُوْدٌ)	لشکر
رُمْحٌ (ج رِمَاحٌ)	نیزا	جَرِیٌّ	بہادر
وَجْهٌ (ج وُجُوْهٌ)	چہرہ	بَاسِرٌ	خوف سے بگڑا ہوا
عِنْدَ (ہمیشہ مضاف آتا ہے)	پاس	رَأْسٌ (ج رُؤُوْسٌ)	سر۔چوٹی

اردو میں ترجمہ کریں

1. هُمَا بَوَّابَانِ صَالِحَانِ
2. هُمَا بَوَّابَا الْقَصْرِ
3. اَبَوَّابَا الْقَصْرِ صَالِحَانِ؟
4. اِنَّ بَوَّابَيِ الْقَصْرِ صَالِحَانِ
5. يَدَانِ نَظِيْفَتَانِ وَ رِجْلَانِ وَسِخَتَانِ
6. يَدَا طِفْلَةِ زَيْدٍ وَسِخَتَانِ
7. رِجْلَا طِفْلِ الْمُعَلِّمَةِ الصَّغِيْرِ نَظِيْفَتَانِ
8. رُؤُوْسُ الْجِبَالِ الْجَمِيْلَةُ
9. اَمُعَلِّمُو الْمَدْرَسَةِ مُجْتَهِدُوْنَ؟
10. اِنَّ مُعَلِّمِي الْمَدْرَسَةِ مُجْتَهِدُوْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. وہ دونوں بہادر لشکر ہیں۔
2. کچھ بگڑے ہوئے چہرے
3. بے شک زید کی دونوں کتابیں مشکل ہیں۔
4. زید کی مشکل کتابیں محمود کے پاس ہیں۔
5. کیا محلہ کے مومن (جمع) نیک ہیں؟
6. یقیناً محلہ کے مومن (جمع) نیک ہیں۔
7. چھوٹی بکری کا گوشت اور گائے کا تازہ دودھ بہت ہی عمدہ ہیں۔

8. بے شک دونوں مردوں کے چہرے بگڑے ہوئے ہیں۔

9. حامد اور محمود خوشدل لڑکے ہیں اور وہ عالِم زید کے شاگرد ہیں۔

مشق نمبر - 17 (ب)

اب تک مرکبِ اضافی کے جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور انہیں زبانی یاد کریں۔

مرکب اِضافی (حصہ پنجم)
(Relative Compound-5)

19:1 سبق نمبر 13 جملہ اسمیہ (ضمائر) میں ہم نے ضمیروں کے استعمال کی ضرورت اور افادیت کو سمجھنے کے ساتھ ان کا استعمال بھی سمجھ لیا تھا۔ اب ان سے کچھ مختلف ضمیروں کا استعمال ہم نے اس سبق میں سیکھنا ہے۔ اس کے لیے اس مرکب پر غور کریں "لڑکے کی کتاب اور لڑکے کا قلم"۔ اس مرکب میں اسم "لڑکے" کی تکرار بُری لگتی ہے لہٰذا اس بات کی ادائیگی کا بہتر انداز یہ ہے "لڑکے کی کتاب اور اُس کا قلم"۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں "بچی کی استانی اور اس کا اسکول"۔ عربی میں ایسے مقامات پر جو ضمیریں استعمال ہوتی ہیں ان میں بھی غائب مخاطب اور متکلم کے علاوہ جنس اور عدد کے تمام صیغوں کا فرق نسبتاً زیادہ واضح ہے۔ اب ان ضمیروں کو یاد کرلیں۔

19:2 ضمائر مجرورہ متّصلہ

		واحد	مثنّٰی	جمع
غائب	مذکّر	هٗ ـ هِٖ (His, Him) اس (ایک مذکر) کا	هُمَا ـ هِمَا (Their, Them) ان (دو مذکر) کا	هُمْ ـ هِمْ (Their, Them) ان (سب مذکر) کا
	مؤنّث	هَا (Her) اس (ایک مؤنث) کا	هُمَا ـ هِمَا (Their, Them) ان (دو مؤنث) کا	هُنَّ ـ هِنَّ (Their, Them) ان (سب مؤنث) کا
مخاطب	مذکّر	كَ (Your, You) تیرا (ایک مذکر)	كُمَا (Your, You) تم دونوں (مذکر) کا	كُمْ (Your, You) تم سب (مذکر) کا
	مؤنّث	كِ (Your, You) تیرا (ایک مؤنث)	كُمَا (Your, You) تم دونوں (مؤنث) کا	كُنَّ (Your, You) تم (سب مؤنث) کا

متکلم	مذکّر و مؤنّث	یَ — یْ (My, Me) میرا	نَا (Ours, Us) ہمارا	نَا (Ours, Us) ہمارا

19:3 ان ضمیروں کا استعمال سمجھنے کے لیے اوپر دی گئی مثالوں کا ترجمہ کریں۔ پہلے مرکب کا ترجمہ ہوگا کِتَابُ الْوَلَدِ وَقَلَمُہٗ۔ اور دوسرے مرکب کا ترجمہ ہوگا مُعَلِّمَۃُ الطِّفْلَۃِ وَمَدْرَسَتُھَا۔ اب ان مثالوں پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ دیکھیں قَلَمُہٗ (اس کا قلم) اصل میں تھا "لڑکے کا قلم"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں ہٗ کی ضمیر لڑکے کے لیے آئی ہے جو اس مرکب میں مضاف الیہ ہے۔ اسی طرح مَدْرَسَتُھَا (اُس کا مدرسہ) اصل میں تھا "بچی کا مدرسہ"۔ چنانچہ یہاں ھَا کی ضمیر بچی کے لیے آئی ہے اور وہ بھی مضاف الیہ ہے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ یہ ضمیریں زیادہ تر مضاف الیہ بن کر آتی ہیں اور مضاف الیہ چونکہ ہمیشہ حالتِ جر میں ہوتا ہے اس لیے ان ضمائر کو حالتِ جر میں فرض کر لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائرِ مجرورہ ہے۔

19:4 یہ بھی نوٹ کر لیں کہ یہ ضمیریں زیادہ تر اپنے مضاف کے ساتھ ملا کر لکھی جاتی ہیں۔ جیسے رَبُّہٗ (اس کا رب)، رَبُّکَ (تیرا رب)، رَبِّیْ (میرا رب)، رَبُّنَا (ہمارا رب) وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائرِ متّصلہ بھی ہے۔

19:5 یہ بات نوٹ کر لیں کہ پہلی یعنی واحد مذکر غائب کی ضمیر ہٗ کو لکھنے اور پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ اس کا ایک عام اصول یہ کہ اس ضمیر سے پہلے اگر:

i) پیش یا زبر ہو تو ضمیر پر الٹا پیش (ـٗ) آتا ہے۔ جیسے اَوْلَادُہٗ ، حِسَابُہٗ

ii) علامتِ سکون ہو تو ضمیر پر سیدھا پیش آتا ہے۔ جیسے مِنْہُ

iii) یائے ساکن ہو تو ضمیر پر زیر آتی ہے۔ جیسے فِیْہِ

iv) زیر ہو تو ضمیر پر کھڑی زیر آتی ہے۔ جیسے بِہٖ

19:6 اسی طرح یہ بھی نوٹ کر لیں کہ واحد متکلم کی ضمیر "ی" کی طرف جب کوئی اسم مضاف ہوتا ہے تو تینوں اعرابی حالتوں میں اس کی ایک ہی شکل ہوتی ہے۔ مثلاً "میری کتاب نئی ہے" کا ترجمہ بنتا ہے کِتَابُ ی جَدِیْدٌ۔ اس کو لکھا جائے گا کِتَابِیْ جَدِیْدٌ۔ "یقیناً میری کتاب نئی ہے" کا ترجمہ بنتا ہے اِنَّ کِتَابَ ی جَدِیْدٌ۔ لیکن اس کو بھی اِنَّ کِتَابِیْ جَدِیْدٌ لکھا جائے گا۔ اور "میری کتاب کا ورق" کا ترجمہ بنتا ہے، وَرَقُ کِتَابِیْ۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ یائے متکلم اپنے مضاف کی رفع، نصب کھا جاتی ہے۔

19:7 ایک بات اور ذہن نشین کرلیں۔ اَبٌ (باپ)، اَخٌ (بھائی)، فَمٌ(منہ)، ذُوْ (والا۔ صاحب) یہ الفاظ جب مضاف بن کر آتے ہیں تو مختلف اعرابی حالتوں میں ان کی صورتیں مندرجہ ذیل ہوں گی:

لفظ	رفع	نصب	جر
اَبٌ	اَبُو	اَبَا	اَبِیْ
اَخٌ	اَخُو	اَخَا	اَخِیْ
فَمٌ	فُو	فَا	فِیْ
ذُوْ	ذُوْ	ذَا	ذِیْ

مثلاً اَبُوْهُ عَالِمٌ (اس کا باپ عالم ہے)۔اِنَّ اَبَاهُ عَالِمٌ (بیشک اس کا باپ عالم ہے)، کِتَابُ اَخِیْكَ جَدِیْدٌ (تیرے بھائی کی کتاب نئی ہے)۔ اس ضمن میں یاد کرلیں کہ لفظ ذُوْ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا بلکہ اسمِ ظاہر کی طرف ہوتا ہے۔ مثلاً ذُوْ مَالٍ (صاحبِ مال۔ مال والا) ذَا مَالٍ اور ذِیْ مَالٍ وغیرہ۔

مشق نمبر - 18

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

سَیِّدٌ	سردار۔ آقا	مُسْرِفٌ	فضول خرچ
خَصْمٌ / خَصِمٌ	جھگڑالو	فَوْقَ (مضاف آتا ہے)	اوپر
قَاهِرٌ	زبردست	تَحْتَ (مضاف آتا ہے)	نیچے
هُدًی	ہدایت	مَا (استفہامیہ)	کیا؟
لِسَانٌ	زبان	نُسُكٌ	عبادت۔ قربانی
مِنْضَدَةٌ	میز	صَوْتٌ	آواز

اردو میں ترجمہ کریں

1. إِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ
2. أُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ
3. اَلْقُرْاٰنُ كِتَابُكُمْ وَ كِتَابُنَا
4. عِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيْظٌ
5. اَللّٰهُ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ
6. رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
7. اَبُوْهُمَا صَالِحٌ
8. سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ (ح)
9. اَلْكِتَابُ فَوْقَ الْمِنْضَدَةِ
10. كِتَابِيْ فَوْقَ مِنْضَدَتِكَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. آسمان میرے سر کے اوپر ہے۔
2. ہماری کتابیں استاد کی میز کے نیچے ہیں۔
3. بے شک ہمارا رب رحیم غفور ہے۔
4. فاطمہ کے پاس ایک خوبصورت قلم ہے۔
5. تمہاری زبان عربی ہے اور ہماری زبان ہندی ہے۔

قرآنی مثالیں

1. إِنَّ أَرْضِيْ وَاسِعَةٌ (العنكبوت:٥٦)
2. إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (الحجر:٨٦)

3. وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ (القصص:٢٣)

4. رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ (الأنبياء:١١٢)

5. اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ (يوسف:٦٩)

6. اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات:٢٤)

7. وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا (آل عمران:١٢٢)

8. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الجمعة:٤)

9. اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (يوسف:٢٨)

10. اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (البقرة:١٤)

حرفِ ندا

(Interjection)

20:1 ہر زبان میں کسی کو پکارنے کے لیے کچھ الفاظ مخصوص ہوتے ہیں۔ انہیں حرفِ ندا کہتے ہیں اور جس کو پکارا جائے اسے منادیٰ کہتے ہیں۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں "اے بھائی"، "اے لڑکے"، اس میں "اے" حرفِ ندا ہے جبکہ "بھائی" اور "لڑکے" منادیٰ ہیں۔ عربی میں زیادہ تر "یَا" حرفِ ندا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور منادیٰ کی مختلف قسمیں ہیں جن کے اپنے قواعد ہیں۔ اس وقت ہم اپنی بات کو منادیٰ کی تین قسموں تک محدود رکھیں گے۔

20:2 ایک صورت یہ ہے کہ منادیٰ مفرد لفظ ہو جیسے زَیْدٌ یا رَجُلٌ۔ اس پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو اسے حالتِ رفع میں ہی رکھتا ہے لیکن تنوین ختم کر دیتا ہے۔ چنانچہ یہ ہو جائے گا یَا زَیْدُ (اے زید)، یَا رَجُلُ (اے مرد)۔

20:3 دوسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ معرّف باللّام ہو جیسے اَلرَّجُلُ یا اَلطِّفْلَۃُ ان پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو مذکّر کے ساتھ اَیُّھَا اور مؤنّث کے ساتھ اَیَّتُھَا کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ (اے مرد)، یَا اَیَّتُھَا الطِّفْلَۃُ (اے بچی)۔

20:4 تیسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ مرکبِ اضافی ہو۔ جیسے عَبْدُ اللّٰہِ، عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔ ان پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو مضاف کو نصب دیتا ہے۔ جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ، یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔ بعض اوقات حرفِ ندا "یَا" کے بغیر صرف عَبْدَ الرَّحْمٰنِ آتا ہے تب بھی اسے منادیٰ مانا جاتا ہے۔ یہ اسلوب اردو میں بھی موجود ہے۔ اکثر ہم لفظ "اے" کے بغیر صرف "عبد الرّحمٰن۔ن۔ن" کو ذرا کھینچ کر بولتے ہیں تو سننے والے سمجھ جاتے ہیں کہ اسے پکارا گیا ہے۔ اسی طرح عربی میں یَا کے بغیر عَبْدَ الرَّحْمٰنِ نصب کے ساتھ ہو تو اسے منادیٰ سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے رَبَّنَا کا ترجمہ ہے "اے ہمارے رب" جبکہ رَبُّنَا کا مطلب ہے "ہمارا رب"۔

20:5 عربی میں میم مشدد (مّ) بھی حرف ندا ہے۔ البتہ اس کے متعلق دو باتیں نوٹ کرلیں۔ ایک یہ کہ لفظ "یَا" منادیٰ سے پہلے آتا ہے، جبکہ میم مشدد منادیٰ کے بعد آتا ہے۔ دوسری اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسلام کے آغاز سے پہلے بھی عربی میں میم مشدد صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے مخصوص تھا اور آج تک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ اللہ کے علاوہ کسی اور لفظ کے ساتھ اس کا استعمال آپ کو نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے اصل میں لفظ بنتا ہے "اَللّٰہُ مَّ"۔ پھر اس کو ملا کر اَللّٰھُمَّ لکھتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے "اے اللہ"۔

مشق نمبر - 19

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

مَعْشَرٌ	جماعت، گروہ	سَارِقٌ	چور
اَلْعِيْرُ	قافلہ	فَاطِرٌ	پیدا کرنے والا

اردو میں ترجمہ کریں

1. يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ
2. فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
3. يَا اَيُّهَا الرَّجُلُ! مَا اسْمُكَ؟
4. يَا سَيِّدِیْ! اِسْمِیْ عَبْدُ اللهِ
5. يَا عَبْدَ اللهِ! هَلْ اَنْتَ خَيَّاطٌ اَوْ نَجَّارٌ
6. مَا اَنَا خَيَّاطًا اَوْ نَجَّارًا يَا سَيِّدِیْ! بَلْ اَنَا بَوَّابٌ
7. يَا اَبَانَا اَنْتَ كَرِيْمٌ
8. يَا زَيْدُ! دُرُوْسُ كِتَابِ الْعَرَبِیِّ سَهْلَةٌ جِدًّا

عربی میں ترجمہ کریں

1. اسرائیل کے بیٹے
2. اے اسرائیل کے بیٹو!
3. اے لڑکے! اُس (مؤنث) کا نام کیا ہے؟
4. اُس کا نام فاطمہ ہے۔

5. عبد الرحمٰن! کیا تمہارے پاس قیامت کا علم ہے؟ 6. نہیں میرے آقا! بلکہ وہ اللہ کے پاس ہے۔

قرآنی مثالیں

1. يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (الفجر:٢٧)
2. يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (الرحمٰن:٣٣)
3. يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ (الأعراف:١٥٨)
4. اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ (آل عمران:٢٦)
5. عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (الزمر:٤٦)
6. اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (يوسف:٧٠)

مرکب جاری

(Genitive Compound)

21:1 عربی میں کچھ حروف ایسے ہیں کہ جب وہ کسی اسم پر داخل ہوتے ہیں تو اسے حالتِ جر میں لے آتے ہیں۔ مثلاً ان میں سے ایک حرف "فِیْ" ہے جس کے معنی ہیں "میں"۔ یہ جب "اَلْمَسْجِدُ" پر داخل ہو گا تو ہم "فِی الْمَسْجِدِ" (مسجد میں) کہیں گے۔ ایسے حرف کو حرفِ جارّ کہتے ہیں اور ان کے کسی اسم پر داخل ہونے سے جو مرکب وجود میں آتا ہے اسے مرکب جاری کہتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ مثال میں "فِیْ" حرفِ جار ہے اور "فِی الْمَسْجِدِ" مرکب جاری ہے۔

21:2 آپ پڑھ چکے ہیں کہ صفت و موصوف مل کر مرکب توصیفی اور مضاف و مضاف الیہ مل کر مرکبِ اضافی بنتا ہے۔ اسی طرح مرکب جاری میں حرفِ جار کو "جار" کہتے ہیں اور جس اسم پر یہ حرف داخل ہو اسے "مجرور" کہتے ہیں۔ چنانچہ جار و مجرور مل کر مرکب جاری بنتا ہے۔

21:3 اس سبق میں ہم حروفِ جارّہ کے معنی یاد کریں گے اور ان کی مشق کریں گے۔ مشق کرتے وقت صرف یہ اصول یاد رکھیں کہ کوئی حرفِ جار جب کسی اسم پر داخل کریں تو اسے حالتِ جر میں لے آئیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ اسباق میں اب تک آپ جو قواعد پڑھ چکے ہیں انہیں ذہن میں تازہ کرلیں کیونکہ مرکب جاری کی مشق کرتے وقت ان میں سے بھی کسی کے اطلاق کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

21:4 مندرجہ ذیل چند حروف جارّہ کے معانی یاد کریں:

حروف	معنی	مثالیں
بِ	میں۔ سے۔ کو۔ ساتھ	بِرَجُلٍ (ایک مرد کے ساتھ)، بِالْقَلَمِ (قلم سے)
فِیْ	میں	فِیْ بَیْتٍ (کسی گھر میں)، فِی الْبُسْتَانِ (باغ میں)
عَلٰی	پر	عَلٰی جَبَلٍ (کسی پہاڑ پر)، عَلَی الْعَرْشِ (عرش پر)
اِلٰی	کی طرف۔ تک	اِلٰی بَلَدٍ (کسی شہر کی طرف)، اِلَی الْمَدْرَسَةِ (مدرسہ تک)
مِنْ	سے	مِنْ زَیْدٍ (زید سے)، مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے)

لِ	کے واسطے۔کو۔کے	لِزَیْدٍ (زید کے واسطے)
كَ	مانند۔جیسا	كَرَجُلٍ (کسی مرد کی مانند)، كَالْاَسَدِ (شیر کے جیسا)
عَنْ	کی طرف سے	عَنْ زَیْدٍ (زید کی طرف سے)

21:5 حرفِ جار "لِ" کے متعلق ایک بات ذہن نشین کر لیں۔ یہ حرف جب کسی معرّف باللّام پر داخل ہوتا ہے تو اس کا ہمزۃ الوصل لکھنے میں بھی گر جاتا ہے۔ مثلاً اَلْمُتَّقُوْنَ (متقی لوگ) پر جب لِ داخل ہو گا تو اسے لِالْمُتَّقِیْنَ لکھنا غلط ہو گا بلکہ اسے لِلْمُتَّقِیْنَ (متقی لوگوں کے لیے) لکھا جائے گا۔ اسی طرح اَلرِّجَالُ سے لِلرِّجَالِ اور اَللّٰہُ سے لِلّٰہِ ہو گا۔ مزید برآں "لِ" جب ضمائر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو لام پر زیر کے بجائے زبر آتا ہے جیسے لَہٗ، لَھُمْ، لَکُمْ، لَنَا وغیرہ۔ البتہ 'ی' کی ضمیر پر زیر کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے۔

مشق نمبر - 20

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

حَدِیْقَةٌ	باغ	تُرَابٌ	مٹی
بِرٌّ	نیکی	ظُلْمَةٌ	اندھیرا
یَمِیْنٌ	داہنے طرف	شِمَالٌ	بائیں طرف
مَعَ (مضاف آتا ہے)	ساتھ	ظِلٌّ	سایہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. فِیْ حَدِیْقَةٍ
2. فِی الْحَدِیْقَةِ
3. مِنْ تُرَابٍ

4. مِنَ التُّرَابِ
5. بِالْوَالِدَیْنِ
6. عَلٰی صِرَاطٍ

7. اِلَى الْمَسْجِدِ	8. لِعَرُوْسٍ	9. لِلْعَرُوْسِ
10. كَشَجَرَةٍ	11. كَظُلُمٰتٍ	12. لَكَ
13. لِیْ	14. مِنِّیْ	15. اِلَیَّ
16. عَلَيْنَا	17. بِیْ	18. عَلَى الْبِرِّ

اردو میں ترجمہ کریں

1. بِسْمِ اللّٰهِ

2. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

3. مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

4. اَلْمُحْسِنُ قَرِيْبٌ مِّنَ الْخَيْرِ وَبَعِيْدٌ مِّنَ الشَّرِّ

5. طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ (ح)

6. لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

7. هُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ

عربی میں ترجمہ کریں

1. قیامت کے دن تک

2. اندھیروں سے نور کی طرف

3. ایک نور پر ایک نور

4. داہنے اور بائیں طرف سے

5. جنت متقی لوگوں کے لیے ہے۔

6. بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

7. یقیناً اللہ کافروں کے واسطے دشمن ہے۔

8. جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

9. بے شک تیرے رب کی رحمت مومنوں سے قریب ہے اور کافروں سے دور ہے۔

قرآنی مثالیں

1. بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرة:۱۵۳)

2. عَلٰى قَلۡبِكَ (البقرة:۹۷)

3. عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ وَعَلَيۡنَا الۡحِسَابُ (الرعد:۴۰)

4. فِيۡهِمَا عَيۡنٰنِ (الرحمٰن:۵۰)

5. اِثۡمُهُمَاۤ اَكۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِهِمَا (البقرة:۲۱۹)

6. لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ (الأنفال:۴)

7. فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ (البقرة:۱۰)

8. عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ (ق:۱۷)

9. اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الأعراف:٥٦)

10. هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرة:١٨٧)

مرکب اشاری (حصہ اول)
(Demonstrative Compound-1)

22:1 ہر زبان میں کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کچھ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اردو میں "یہ۔وہ۔اِس۔اُس" وغیرہ ہیں۔ عربی میں ایسے الفاظ کو اسماء الاشارہ کہتے ہیں۔اسماء اشارہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (i) قریب کے لیے جیسے اردو میں "یہ" اور "اِس" (This/These) ہیں۔(ii) بعید کے لیے جیسے اردو میں "وہ" اور "اُس" (That/Those) ہیں۔

22:2 اشارہ قریب اور اشارہ بعید کے لیے استعمال ہونے والے عربی اسماء یہاں دیئے جارہے ہیں۔ پہلے آپ انہیں یاد کرلیں، پھر ہم ان کے کچھ قواعد پڑھیں گے اور مشق کریں گے۔

اشارہ قریب

		رفع	نصب	جر	ترجمہ
مذکر	واحد	هٰذَا	هٰذَا	هٰذَا	یہ ایک مذکر
	مثنّٰی	هٰذَانِ	هٰذَيْنِ	هٰذَيْنِ	یہ دو مذکر
	جمع	هٰٓؤُلَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	یہ سب مذکر
مؤنث	واحد	هٰذِهٖ	هٰذِهٖ	هٰذِهٖ	یہ ایک مؤنث
	مثنّٰی	هَاتَانِ	هَاتَيْنِ	هَاتَيْنِ	یہ دو مؤنث
	جمع	هٰٓؤُلَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	یہ سب مؤنث

اشارہ بعید

		رفع	نصب	جر	ترجمہ
مذکر	واحد	ذٰلِكَ	ذٰلِكَ	ذٰلِكَ	وہ ایک مذکر
	مثنّٰی	ذٰنِكَ	ذَيْنِكَ	ذَيْنِكَ	وہ دو مذکر
	جمع	أُولٰٓئِكَ	أُولٰٓئِكَ	أُولٰٓئِكَ	وہ سب مذکر

مؤنث	واحد	تِلْكَ	تِلْكَ	تِلْكَ	وہ ایک مؤنث
	مثنّٰی	تَانِكَ	تَيْنِكَ	تَيْنِكَ	وہ دو مؤنث
	جمع	أُولَٓئِكَ	أُولَٓئِكَ	أُولَٓئِكَ	وہ سب مؤنث

22:3 امید ہے کہ اوپر دیئے ہوئے اسماء اشارہ میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ مثنّٰی کے علاوہ بقیہ صیغوں میں یعنی واحد اور جمع میں تمام اسماءِ اشارہ مبنی ہیں۔ اسی طرح اب پیراگراف 6:4 جز (iii) میں پڑھا ہوا یہ سبق بھی دوبارہ ذہن نشین کرلیں کہ تمام اسماءِ اشارہ معرفہ ہوتے ہیں۔

22:4 اسم اشارہ کے ذریعہ جس چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اسے "مُشَارٌ اِلَيْهِ" کہتے ہیں۔ جیسے ہم کہتے ہیں "یہ کتاب"۔ اس میں کتاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو "کتاب" مشار الیہ ہے اور "یہ" اسم اشارہ ہے۔ اس طرح اشارہ و مشار الیہ مل کر مرکبِ اشاری بنتا ہے۔

22:5 عربی میں مشار الیہ عموماً معرف باللّام ہوتا ہے جیسے هٰذَا الْكِتَابُ (یہ کتاب)۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ هٰذَا معرفہ ہے اور اَلْكِتَابُ معرف باللّام ہے اور چونکہ مشار الیہ معرف باللّام ہوتا ہے، اس لیے هٰذَا الْكِتَابُ کو مرکب اشاری مان کر ترجمہ کیا گیا "یہ کتاب"۔

22:6 یہ بات نوٹ کرلیں کہ اسم اشارہ کے بعد والا اسم اگر نکرہ ہو تو اسے مرکب اشاری نہیں بلکہ جملہ اسمیہ مانیں گے۔ چنانچہ "هٰذَا كِتَابٌ" کا ترجمہ ہوگا "یہ ایک کتاب ہے"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ هٰذَا معرفہ ہے اور مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے كِتَابٌ نکرہ ہے اور خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے اس لیے "هٰذَا كِتَابٌ" کو جملہ اسمیہ مان کر اس کا ترجمہ کیا گیا "یہ ایک کتاب ہے"۔ اسی طرح تِلْكَ الطِّفْلَةُ مرکب اشاری ہے۔ اس کا ترجمہ ہوگا "وہ بچی" اور تِلْكَ طِفْلَةٌ جملہ اسمیہ ہے اس کا ترجمہ ہوگا "وہ ایک بچی ہے"۔ مرکب اشاری کے کچھ اور قواعد بھی ہیں جن کو ہم آئندہ اسباق میں سمجھیں گے۔ فی الحال ضروری ہے کہ مرکب اشاری اور جملہ اسمیہ کے فرق کو ذہن نشین کرنے کے لیے ہم کچھ مشق کرلیں۔ البتہ مشق کرنے سے پہلے نوٹ کرلیں کہ جنس، عدد اور حالت میں اشارہ اور مشار الیہ میں مطابقت ہوتی ہے۔ اگر مشار الیہ غیر عاقل کی جمع ہو تو اشارہ عموماً واحد مؤنث لایا جاتا ہے مثلاً تِلْكَ الْكُتُبُ (وہ کتابیں) وغیرہ۔

مشق نمبر - 21

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

أُمَّةٌ	امّت	فَاكِهَةٌ (ج فَوَاكِهُ)	پھل
سَيَّارَةٌ	موٹر کار	صُوْرَةٌ	تصویر
عُصْفُوْرٌ	چڑیا	دَرَّاجَةٌ	سائیکل
سَبُّوْرَةٌ	بلیک بورڈ	شُبَّاكٌ ـ نَافِذَةٌ	کھڑکی
حِزْبٌ (ج أَحْزَابٌ)	گروہ۔لشکر	سَاحِرٌ (ج سَحَرَةٌ)	جادوگر

اردو میں ترجمہ کریں

1. هٰذَا الصِّرَاطُ
2. هٰذَا صِرَاطٌ
3. تِلْكَ الْأُمَّةُ
4. تِلْكَ أُمَّةٌ
5. هٰذِهٖ فَاكِهَةٌ
6. هٰذَانِ رَجُلَانِ
7. هٰٓؤُلَآءِ الرِّجَالُ
8. ذَانِكَ دَرْسَانِ
9. هٰذَانِ الدَّرْسَانِ
10. هَاتَانِ النَّافِذَتَانِ
11. هٰذَانِ شُبَّاكَانِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. وہ قلم
2. یہ دو قلم ہیں۔
3. وہ ایک موٹر کار ہے۔
4. یہ موٹر کار
5. یہ تصویر
6. یہ دو استانیاں

7. وہ کچھ استانیاں ہیں۔ 8. یہ ایک کھڑکی ہے۔ 9. یہ ایک چڑیا ہے۔

10. وہ چڑیا 11. یہ سائیکل 12. وہ ایک بلیک بورڈ ہے۔

13. یہ موٹر کاریں 14. وہ کچھ موٹر کاریں ہیں۔ 15. یہ کچھ پھل ہیں۔

قرآنی مثالیں

1. هٰذِهٖ جَهَنَّمُ (یٰسٓ:٦٣)
2. هٰذٰنِ خَصْمٰنِ (الحج:١٩)
3. فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ (القصص:٣٢)
4. هٰذَا غُلٰمٌ (یوسف:١٩)
5. مَا هٰذَا بَشَرًا (یوسف:٣١)
6. أُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ (صٓ:١٣)
7. اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ (المزمل:١٩)
8. هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ (النحل:١١٦)
9. ذٰلِكَ الْكِتٰبُ (البقرة:٢)
10. تِلْكَ الْجَنَّةُ (مریم:٦٣)

مرکب اشاری (حصہ دوم)
(Demonstrative Compound-2)

23:1 پچھلے سبق میں ہم نے دیکھا کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا اسم اگر معرف باللّام ہوتا ہے تو وہ اس کا مشار الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہوتا ہے تو اس کی خبر ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ سبق میں ہم نے جو مشق کی ہے اس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والے تمام اسماء مفرد تھے مثلاً هٰذَا الصِّرَاطُ اور هٰذَا صِرَاطٌ میں صِرَاطٌ مفرد اسم ہے۔ اب یہ سمجھ لیں کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔

23:2 کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا مشار الیہ یا خبر اسم مفرد کے بجائے کوئی مرکب ہوتا ہے۔ مثلاً "یہ مرد" کہنے کے بجائے اگر ہم کہیں "یہ سچا مرد" تو یہاں "سچا مرد" مرکب توصیفی ہے اور اسم اشارہ "یہ" کا مشار الیہ ہے۔ اس کو عربی میں ہم کہیں گے هٰذَا الرَّجُلُ الصَّادِقُ۔ اب یہاں اَلرَّجُلُ الصَّادِقُ مرکب توصیفی ہے اور هٰذَا کا مشار الیہ ہونے کی وجہ سے معرف باللّام ہے۔

23:3 اوپر دی گئی مثال میں مرکب توصیفی اگر نکرہ ہو جائے یعنی رَجُلٌ صَادِقٌ ہو جائے تو اب یہ هٰذَا کا مشار الیہ نہیں ہو گا بلکہ نکرہ ہونے کی وجہ سے هٰذَا کی خبر بنے گا۔ یہی وجہ ہے کہ هٰذَا رَجُلٌ صَادِقٌ کا ترجمہ ہو گا "یہ ایک سچا مرد ہے"۔

23:4 اب تک ہم نے دیکھا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا اسم مفرد یا مرکب توصیفی اگر نکرہ ہو تو وہ خبر ہوتا ہے اور اسم اشارہ مبتدا ہوتا ہے۔ مثلا تِلْكَ طِفْلَةٌ میں تِلْكَ مبتدا ہے۔ اب یہ بات سمجھ لیں کہ کبھی تو مفرد اسم اشارہ مبتدا بن کر آتا ہے جیسے اوپر کی مثال میں تِلْكَ ہے اور کبھی پورا مرکب اشاری مبتدا بن کر آتا ہے جیسے تِلْكَ الطِّفْلَةُ جَمِيْلَةٌ۔ اس میں دیکھیں تِلْكَ الطِّفْلَةُ مرکب اشاری ہے اور مبتدا ہے۔ اس کے آگے جَمِيْلَةٌ اس کی خبر نکرہ آرہی ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ ہو گا "وہ بچی خوبصورت ہے"۔ اسی طرح هٰذَا الرَّجُلُ الصَّادِقُ جَمِيْلٌ کا ترجمہ ہو گا "یہ سچا مرد خوبصورت ہے"۔

23:5 ایک بات یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ اگر اسم اشارہ مبتدا ہو اور خبر غیر عاقل کی جمع ہو تو تب بھی اسم اشارہ عموماً واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً هٰذِهٖ كُتُبٌ (یہ کتابیں ہیں)۔

مشق نمبر - 22

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

رَخِیْصٌ	سستا	ثَمِیْنٌ	مہنگا۔قیمتی
لَذِیْذٌ	لذیذ۔خوش ذائقہ	مُفِیْدٌ	فائدہ مند
دَوَآءٌ	دوا	بَلَاغٌ	پیغام
غُرْفَةٌ	کمرہ	ضَیِّقٌ	تنگ
سَرِیْعٌ	تیز رفتار	شِرْذِمَةٌ	گروہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

2. هٰذَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ

3. هٰذَا الصِّرَاطُ مُسْتَقِيْمٌ

4. هَاتَانِ الْفَاكِهَتَانِ اللَّذِيْذَتَانِ

5. هَاتَانِ الْفَاكِهَتَانِ لَذِيْذَتَانِ

6. هَاتَانِ فَاكِهَتَانِ لَذِيْذَتَانِ

7. تِلْكَ الْكُتُبُ ثَمِيْنَةٌ

8. تِلْكَ كُتُبٌ ثَمِيْنَةٌ

9. تِلْكَ الْكُتُبُ الثَّمِيْنَةُ نَافِعَةٌ جِدًّا

10. هٰذِهِ الشَّجَرَةُ قَصِيْرَةٌ

11. تِلْكَ شَجَرَةٌ طَوِيْلَةٌ

12. ذٰلِكَ الدَّوَاءُ الْمُرُّ مُفِيْدٌ

13. هٰذَا بَلَاغٌ مُّبِيْنٌ

14. هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. یہ کچھ مہنگے قلم ہیں۔

2. وہ قلم سستے ہیں۔

3. وہ تیز رفتار موٹر کار تنگ ہے۔

4. وہ دو میٹھے پھل ہیں۔

5. یہ دوا کڑوی ہے اور وہ میٹھی دوا ہے۔

قرآنی مثالیں

1. هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ (الأنبياء:٥٠)

2. اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ (الأعراف:١٠٩)

3. اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ (الصّٰفّٰت:١٠٦)

4. اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ (هود:٧٢)

5. هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (النور:١٦)

6. هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (النحل:١٠٣)

7. هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ (الزخرف:٥١)

8. هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (النمل:١٣)

9. وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التين:٣)

10. تِلْكَ الْاَمْثَالُ (الحشر:٢١)

11. تِلْكَ الْقُرٰى (الكهف:٥٩)

12. اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ (الشعراء:٥٤)

مرکب اشاری (حصہ سوم)
(Demonstrative Compound-3)

24:1 گزشتہ اسباق میں ہم دو باتیں سمجھ چکے ہیں۔ (i) اسم اشارہ کے بعد اسم مفرد اگر معرّف باللّام ہو تو وہ اس کا مشار الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی خبر ہوتا ہے (ii) اسم اشارہ کے بعد مرکب توصیفی اگر معرف باللّام ہو تو وہ اس کا مشار الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی خبر ہوتا ہے۔

24:2 اس سبق میں ہم نے یہ سمجھنا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد اگر مرکب اضافی آرہا ہو تو ہم کیسے تمیز کریں گے کہ وہ اسم اشارہ کا مشار الیہ ہے یا خبر ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے پہلے اردو کے جملوں پر غور کریں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "لڑکے کی یہ کتاب"۔ یہ بات سن کر ہمیں معلوم ہو گیا کہ بات ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے اس لیے یہ ایک مرکب ہے اور اس میں لفظ "یہ" اسم اشارہ ہے جو لفظ "کتاب" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اس طرح اس کو ہم نے مرکب اشاری مان لیا۔ اب اگر ہم کہیں "یہ لڑکے کی کتاب ہے" تو اس میں لفظ "ہے" کی وجہ سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ بات مکمل ہو گئی ہے اس لیے یہاں اسم اشارہ "یہ" مبتدا ہے اور مرکب اضافی "لڑکے کی کتاب" اس کی خبر ہے۔ لیکن یہ سہولت ہمیں عربی میں حاصل نہیں ہوگی۔ وہاں مشار الیہ اور خبر میں تمیز کئے بغیر نہ تو صحیح ترجمہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ مذکورہ عبارت مرکب اشاری ہے یا جملہ اسمیہ۔

24:3 اب تک ہم نے یہ پڑھا کہ عربی میں مشار الیہ معرف باللاّم ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے "لڑکے کی یہ کتاب" کا ترجمہ ہونا چاہئے "هٰذَا الْكِتَابُ وَلَدٍ" یا "هٰذَا الْكِتَابُ الْوَلَدِ" لیکن یہ دونوں ترجمے غلط ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "كِتَابُ الْوَلَدِ" مرکب اضافی ہے جس میں "كِتَابُ" مضاف ہے جس پر لامِ تعریف داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مرکب اضافی اگر مشار الیہ ہو تو اسم اشارہ اس کے بعد لاتے ہیں۔ چنانچہ "لڑکے کی یہ کتاب" کا صحیح ترجمہ ہو گا "كِتَابُ الْوَلَدِ هٰذَا" اب یہ بات یاد کر لیں کہ اسم اشارہ اگر مرکب اضافی کے بعد آرہا ہو تو اسے مرکب اشاری مان کر اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں گے۔

24:4 دوسری بات یہ یاد کر لیں کہ اسم اشارہ اگر مرکب اضافی سے پہلے آرہا ہو تو اسے جملہ اسمیہ مان کر اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں گے۔ چنانچہ "هٰذَا كِتَابُ الْوَلَدِ" کا ترجمہ ہو گا "یہ لڑکے کی کتاب ہے"۔

24:5 مرکب اشاری کے ضمن میں آخری بات سمجھنے کے لیے اس مرکب پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ "كِتَابُ الْوَلَدِ هٰذَا" (لڑکے کی یہ کتاب)۔ اس میں اشارہ مضاف یعنی "كِتَابُ" کی طرف کرنا مقصود ہے اور مضاف پر لامِ تعریف داخل

نہیں ہوتا اس لیے ہمیں دقت پیش آئی اور اسم اشارہ کو مرکب اضافی کے بعد لانا پڑا۔ فرض کریں کہ اشارہ مضاف الیہ یعنی "اَلْوَلَدُ" (لڑکے) کی طرف کرنا مقصود ہو۔ مثلاً ہم کہنا چاہتے ہیں "اِس لڑکے کی کتاب"۔ اس صورت میں آپ کو معلوم ہے کہ مشار الیہ پر لام تعریف داخل ہوتا ہے اس لیے اسم اشارہ مضاف الیہ سے پہلے آئے گا۔ چنانچہ "اِس لڑکے کی کتاب" کا ترجمہ ہوگا "کِتَابُ هٰذَا الْوَلَدِ"۔

24:6 آپ کو یاد ہوگا کہ مرکب اضافی کے سبق (پیراگراف 17:2) میں ہم نے یہ قاعدہ پڑھا تھا کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان کوئی لفظ نہیں آتا۔ "کِتَابُ هٰذَا الْوَلَدِ" میں اسم اشارہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان آیا ہے۔ تو اب یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ یہ صورت مذکورہ قاعدہ کا ایک استثناء ہے۔

24:7 مرکبِ اضافی سے متعلق اسمِ اشارہ کے قواعد کا خلاصہ مندرجہ ذیل طریقہ سے یاد کرلیں تو ان شاءاللہ آپ کو آسانی ہوگی:

i) اسم اشارہ اگر مرکب اضافی سے پہلے آئے تو وہ مبتدا ہوتا ہے۔

ii) اسم اشارہ اگر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان آئے تو وہ مضاف الیہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

iii) اسم اشارہ اگر مرکب اضافی کے بعد آئے تو وہ مضاف کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

مشق نمبر - 23

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

اُسْتَاذٌ	استاد	ذَكِيٌّ	ذہین
نَاقَةٌ	اونٹنی	عَمٌّ	چچا
عَمَّةٌ	پھوپھی	خَالٌ	ماموں
خَالَةٌ	خالہ	وَسِخٌ	میلا۔ گندہ
اِمَامٌ	پیشوا	اَمَامَ (مضاف آتا ہے)	سامنے
تِيْنٌ	انجیر	هُدًى	ہدایت

اردو میں ترجمہ کریں

1. شُبَّاكُ الْغُرْفَةِ هٰذَا

2. هٰذَا شُبَّاكُ الْغُرْفَةِ

3. هٰذِهٖ سَيَّارَةُ مُعَلِّمِیْ

4. سَيَّارَةُ مُعَلِّمِیْ هٰذِهٖ

5. سَبُّوْرَةُ الْمَدْرَسَةِ تِلْكَ كَبِيْرَةٌ

6. سَبُّوْرَةُ تِلْكَ الْمَدْرَسَةِ صَغِيْرَةٌ

7. اَاَخُوْكَ هٰذَا عَالِمٌ؟

8. تَمْرُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ حُلْوٌ

9. هٰذَا الرَّجُلُ خَالِیْ وَتِلْكَ الْمَرْءَةُ خَالَتِیْ وَهٰذِهٖ عَمَّتِیْ

10. تِلْمِيْذُ الْمَدْرَسَةِ هٰذَا ذَكِیٌّ وَّهُوَ اِمَامُ الْجَمَاعَةِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اُس باغ کی انجیر میٹھی ہے۔

2. میرا یہ شاگرد محنتی ہے۔

3. استاد کا یہ لڑکا نیک ہے۔

4. اِس استاد کا لڑکا کلاس کا مانیٹر ہے۔

5. استاد کی وہ سائیکل تیز رفتار ہے۔

6. کیا یہ تمہاری پھوپھی ہیں؟

7. کھجور کا یہ درخت بہت پرانا ہے۔

____

8. اے عبد الرحمن، کیا وہ مرد تیرا ماموں ہے؟

____

9. اِس مدرسہ کا ذہین شاگرد مسجد کے سامنے کھڑا ہے۔

____

10. مدرسہ کی یہ شاگردہ نیک ہے اور ویسی ہی اِس کی استانی۔

____

قرآنی مثالیں

1. هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ (الأعراف:٧٣)

____

2. اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ (يوسف:٩٠)

____

3. هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ (يوسف:١٠٨)

____

4. تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ (البقرة:١٨٧)

____

5. هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى (طٰهٰ:٨٨)

____

6. كَبِيْرُهُمْ هٰذَا (الأنبياء:٦٣)

____

7. هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ (الأنعام:٧٨)

____

8. اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ (طٰهٰ:١١٧)

____

9. تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ (هود:٤٩)

____

10. كِتٰبِيْ هٰذَا (النمل:٢٨)

____

11. ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ (الأعراف:١٧٦)

____

12. تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ (القصص:٨٣)

____

13. هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ (هود:٧٨)

____

اسماءِ استفہام (حصہ اول)

(Interogative Pronouns-1)

25:1 پیراگراف نمبر 12:3 میں ہم نے پڑھا تھا کہ کسی جملہ کو سوالیہ جملہ بنانے کے لیے اس کے شروع میں أَ (کیا) یا هَلْ (کیا) کا اضافہ کرتے ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کر لیں کہ ان کو حروفِ استفہام کہتے ہیں۔ یہ حروف جملہ میں معنوی تبدیلی کے علاوہ نہ تو اعرابی تبدیلی لاتے ہیں اور نہ ہی یہ جملہ میں مبتدا یا فاعل بنتے ہیں۔

25:2 اس سبق میں ہم کچھ مزید الفاظ پڑھیں گے جو کسی جملہ کو سوالیہ جملہ بناتے ہیں۔ ان کو اسماءِ استفہام کہا جاتا ہے۔ یہ جملہ میں مبتدا، خبر یا مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کی مثال ہم اسی سبق میں آگے چل کر دیکھیں گے۔ فی الحال آپ اسماءِ استفہام اور ان کے معانی یاد کر لیں۔

مَا۔مَاذَا	کیا (What)	کَمْ	کتنا (How much)
مَنْ	کون (Who)	اَیْنَ	کہاں (Where)
کَیْفَ (حال پوچھنے کے لیے)	کیسا (How)	اَنّٰی	کہاں سے۔ کس طرح سے (From where)
اَیٌّ	کونسا (Which)	اَیَّةٌ	کونسی (Which)
مَتٰی (زمانے سے متعلق)	کب (When)	اَیَّانَ	کب (When)

مذکورہ بالا اسماءِ استفہام میں یہ بات نوٹ کر لیں کہ اَیٌّ اور اَیَّةٌ کے علاوہ باقی اسماءِ استفہام مبنی ہیں۔

25:3 اسماءِ استفہام اپنے بعد والے اسم کے ساتھ مل کر جملہ پورا کر دیتے ہیں۔ مثلاً "مَا هٰذَا؟" اس کا ترجمہ ہو گا "یہ کیا ہے؟" اسی طرح مَنْ اَبُوْكَ؟ (تیرا باپ کون ہے؟) اَیْنَ اَخُوْكَ؟ (تیرا بھائی کہاں ہے؟) وغیرہ۔ یہاں نوٹ کریں کہ چونکہ اردو میں اسماءِ استفہام شروع میں نہیں آتے لہٰذا ان کا ترجمہ بعد میں کیا گیا ہے۔

25:4 اَیٌّ اور اَیَّۃٌ عام طور پر مضاف بن کر آیا کرتے ہیں اور بعد والے اسم سے مل کر مرکّبِ اضافی بناتے ہیں جس کا ترجمہ میں لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اَیُّ رَجُلٍ (کون سا مرد)۔ اَیَّۃُ النِّسَاءِ (کون سی عورتیں) وغیرہ۔

25:5 اسماءِ استفہام کے چند قواعد مزید ہیں جن کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ اگلے اسباق میں کریں گے۔ فی الحال ہم اب تک پڑھے ہوئے قواعد کی مشق کر لیتے ہیں۔

مشق نمبر - 24

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

حِبْرٌ	روشنائی۔ سیاہی	قَلَمُ الْحِبْرِ	روشنائی کا قلم۔ فونٹین پین
رَصَاصٌ	سیسہ	قَلَمُ الرَّصَاصِ	سیسہ کا قلم۔ پنسل
ذَهَبَ	وہ گیا	جَآءَ	وہ آیا
اَلَا	سنو۔ آگاہ ہو جاؤ	اَلْئٰنَ	ابھی
دَوَاةٌ	سیاہی کی شیشی	يَسَارٌ	بایاں ہاتھ۔ بائیں
عَصَا	لاٹھی	وَرَآءَ (مضاف آتا ہے)	پیچھے

اردو میں ترجمہ کریں

1. مَاذٰلِكَ؟ ذٰلِكَ قَلَمُ الْحِبْرِ

2. مَاهٰذِهٖ؟ هٰذِهٖ دَوَاةٌ

3. وَمَاذَا فِی الدَّوَاةِ؟ فِی الدَّوَاةِ حِبْرٌ

4. مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا وَلَدٌ

5. مَا اسْمُ الْوَلَدِ؟ اِسْمُ الْوَلَدِ مَحْمُوْدٌ

6. كَيْفَ حَالُ مَحْمُوْدٍ؟ هُوَ بِخَيْرٍ

7. اَیْنَ اَخُوْکَ الصَّغِیْرُ؟ ھُوَ ذَھَبَ اِلَی الْمَدْرَسَةِ

8. مَتٰی ذَھَبَ؟ ذَھَبَ قَبْلَ سَاعَتَیْنِ

9. مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ؟ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. وہ کیا ہے؟ وہ محمود کی کار ہے۔

2. یہ کیا ہے؟ یہ ایک لڑکے کی سائیکل ہے۔

3. تیرا بڑا لڑکا کہاں ہے؟ وہ گھر میں ہے۔

4. وہ بازار سے کب آیا؟ وہ ابھی آیا ہے۔

اسمـاء استفہام (حصہ دوم)

(Interogative Pronouns-2)

26:1 اسماءِ استفہام کے شروع میں حروفِ جارّہ لگانے سے ان کے مفہوم میں حروفِ جارّہ کی مناسبت سے کچھ تبدیلی ہو جاتی ہے۔ آپ ان کو یاد کر لیں۔ ان الفاظ کو دائیں سے بائیں پڑھیں تو انہیں سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو گی۔

لِمَا۔ لِمَاذَا	کس لیے۔ کیوں	مِمَّا (مِنْ مَا)	کس چیز سے
فِيْمَا	کس چیز میں	عَمَّا (عَنْ مَا)	کس چیز کی نسبت سے کس چیز کے بارے میں
لِمَنْ	کس کا۔ کس کے لیے	مِمَّنْ (مِنْ مَنْ)	کس شخص سے
مِنْ اَيْنَ	کہاں سے	اِلٰى اَيْنَ	کہاں کو
اِلٰى مَتٰى	کب تک	بِكَمْ	کتنے میں

26:2 اس سبق کا قاعدہ سمجھنے سے پہلے ایک بات اور نوٹ کر لیں۔ مَا پر جب حروفِ جارّہ داخل ہوتے ہیں تو کبھی مَا الف کے بغیر بھی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ چنانچہ لِمَا سے لِمَ، فِيْمَا سے فِيْمَ، عَمَّا سے عَمَّ ہو جاتا ہے۔

مشق نمبر - 25

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

سَاعَةٌ	گھڑی۔ گھنٹہ	حَدِيْقَةُ الْحَيْوَانَاتِ	چڑیا گھر
رَاكِبٌ	سواری کرنے والا۔ سوار	سَمِيْنٌ	موٹا تازہ۔ فربہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. لِمَنْ هٰذَا الْكِتَابُ؟ هٰذَا الْكِتَابُ لِوَلَدٍ   2. بِكَمْ هٰذِهِ الْبَقَرَةُ السَّمِيْنَةُ؟

3. لِمَ اَنْتَ جَالِسٌ فِی الْبَیْتِ؟

4. فِیْمَ مَشْغُوْلٌ اِمَامُ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ؟

5. قَالَ یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ

6. لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ؟ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

7. اِلٰی اَیْنَ اَنْتَ ذَاهِبٌ؟ اَنَا ذَاهِبٌ اِلَی الْمَکْتَبَةِ

8. مِنْ اَیْنَ اَنْتَ؟ اَنَا مِنْ بَاکِسْتَانَ

اسمـــاء استفہـــام (حصہ سوم)

(Interogative Pronouns-3)

27:1 لفظ کَمْ کے دو استعمال ہیں۔ایک تو یہ اسمِ استفہام کے طور پر آتا ہے۔اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں "کتنا یا کتنے"۔دوسرے یہ خبر کے طور پر آتا ہے جسے "کَمْ خبریہ" کہتے ہیں۔اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں "کتنے ہی یا بہت سے"۔

27:2 کَمْ جب استفہام کے لیے آتا ہے تو اس کے بعد والا اسم منصوب، نکرہ اور واحد ہوتا ہے مثلاً کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكُمْ؟ (تمہارے پاس کتنے درہم ہیں؟) کَمْ سَنَةً عُمْرُكَ؟ (تیری عمر کتنے سال ہے؟) چنانچہ کسی جملہ میں اگر کَمْ کے بعد والا اسم منصوب اور واحد ہے تو ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ یہ کَمْ استفہامیہ ہے۔

27:3 "کَمْ" جب خبر کے لیے آتا ہے تو اس کے بعد والا اسم حالتِ جر میں ہوتا ہے۔یہ واحد بھی ہو سکتا ہے اور جمع بھی۔ مثلاً کَمْ عَبْدٍ اَعْتَقْتُ (کتنے ہی غلام میں نے آزاد کئے)، کَمْ مِّنْ دَنَانِيْرَ اَنْفَقْتُ عَلَى الْفُقَرَاءِ (بہت سے دینار میں نے فقیروں پر خرچ کئے)۔ چنانچہ کسی جملہ میں اگر کَمْ کے بعد والا اسم مجرور ہے، خواہ وہ واحد ہو یا جمع، تو ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کَمْ خبریہ ہے۔

مشق نمبر - 26

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

سَقِيْمٌ	بیمار	ذَبَحْتُ	میں نے ذبح کیا
شَاةٌ (ج شِيَاهٌ)	بکری	مَعْدُوْدَةٌ	گنی ہوئی۔گنتی کی چند

اردو میں ترجمہ کریں

1. کَمْ وَلَدًا لَكَ يَا خَالِدُ؟

2. لِيْ وَلَدَانِ وَبِنْتٌ وَّاحِدَةٌ

3. کَمْ تِلْمِيْذًا حَاضِرٌ فِي الْمَدْرَسَةِ؟

4. کَمْ تِلْمِيْذًا غَيْرُ حَاضِرٍ مِّنَ الْمَدْرَسَةِ؟

5. لِمَاذَا؟ کَمْ تِلْمِيْذٍ سَقِيْمٌ

6. کَمْ شَاةً عِنْدَكَ يَا اُسْتَاذِيْ؟

7. عِنْدِیْ شِيَاهٌ مَّعْدُوْدَةٌ

8. لِمَاذَا؟ كَمْ مِّنْ شَاةٍ ذَبَحْتُ لِلْفُقَرَاءِ

قرآنی مثالیں

1. مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ (الصف:۱۴)

2. مَا لَوْنُهَا (البقرة:۶۹)

3. اَیْنَ الْمَفَرُّ (القیامة:۱۰)

4. اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ (القلم:۴۰)

5. مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (یونس:۴۸)

6. اَیْنَ شُرَكَآءِیَ (القصص:۶۲)

7. فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ (الأنعام:۸۱)

8. اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى (الفجر:۲۳)

9. مَتٰى هُوَ (بنی اسرائیل:۵۱)

10. فَمَنْ رَّبُّكُمَا (طٰهٰ:۴۹)

11. لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَاۤ (المؤمنون:۸۴)

12. مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الرعد:۱۶)

13. وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰى (طٰهٰ:۱۷)

مادّہ اور وزن
(Root Word and Pattern)

28:1 اب تک تقریباً گیارہ اسباق میں، جو ذیلی تقسیم کے ساتھ کل ستائیس اسباق پر مشتمل تھے، ہم نے اسم اور اس پر مبنی مرکبات اور جملہ اسمیہ کے بارے میں پڑھا ہے۔ اب ہم عربی زبان میں فعل کے استعمال کے بارے میں کچھ بتانا شروع کریں گے۔ لیکن فعل کے بیان سے پہلے ضروری ہے کہ آپ کو "مادّہ" اور "وزن" کے بارے میں کچھ بتا دیا جائے۔ کیونکہ ان دو اصطلاحات کا ذکر بار بار آئے گا۔ نیز یہ کہ اگر آپ نے عربی زبان میں "مادّہ" اور "وزن" کے نظام کو سمجھ لیا تو پھر آپ کے لیے افعال کے استعمالات کو سمجھنا اور انہیں یاد رکھنا آسان ہو جائے گا۔

28:2 "مادّہ" اور "وزن" پر بات شروع کرنے سے پہلے مناسب ہو گا اگر آپ پہلے ذرا درج ذیل مجموعہ ہائے کلمات کو غور سے دیکھیں۔ یہ عربی الفاظ ہیں لیکن چونکہ ان میں سے بیشتر اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں اس لیے امید ہے کہ آپ کو ان کے معانی معلوم کر لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

i) عِلْمٌ ۔ مَعْلُوْمٌ ۔ عَالِمٌ ۔ تَعْلِيْمٌ ۔ عَلَّامَةٌ ۔ مُعَلِّمٌ ۔ اِعْلَامٌ ۔ عُلُوْمٌ ۔

ii) قِبْلَةٌ ۔ قَبُوْلٌ ۔ قَابِلٌ ۔ مَقْبُوْلٌ ۔ اِسْتِقْبَالٌ ۔ اِقْبَالٌ ۔ مُقَابَلَةٌ ۔ تَقَابُلٌ ۔

iii) ضَرْبٌ ۔ ضَارِبٌ ۔ مَضْرُوْبٌ ۔ مُضَارَبَةٌ ۔ مِضْرَابٌ ۔ اِضْطِرَابٌ ۔

iv) كِتَابٌ ۔ كَاتِبٌ ۔ مَكْتُوْبٌ ۔ كِتَابَةٌ ۔ مَكْتَبٌ ۔ مَكْتَبَةٌ ۔ كَتَبَةٌ ۔

v) قَادِرٌ ۔ تَقْدِيْرٌ ۔ مَقْدُوْرٌ ۔ قُدْرَةٌ ۔ قَدِيْرٌ ۔ مِقْدَارٌ ۔ مُقْتَدِرٌ ۔

مندرجہ بالا پانچ گروپوں کے الفاظ پر غور کیجیے اور بتائیے کہ ہر ایک گروپ کے الفاظ میں کون سے ایسے حروف ہیں جو اس گروپ کے تمام الفاظ میں پائے جاتے ہیں یعنی مشترک ہیں۔ اگر آپ ایک گروپ کے الفاظ پر نظر ڈال کر ہی ان کے مشترک حروف بتا سکتے ہیں تو ماشاء اللہ آپ ذہین ہیں۔

28:3 دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گروپ کے ہر ہر لفظ کے حروف الگ الگ کر کے لکھ لیں۔ مثلاً:

گروپ نمبر1	گروپ نمبر2	گروپ نمبر3	گروپ نمبر4	گروپ نمبر5
ع ل م	ق ب ل	ض ر ب	ك ت ا ب	ق ا د ر
م ع ل و م	ق ب و ل	ض ا ر ب	ك ا ت ب	ت ق د ی ر
ع ا ل م	ق ا ب ل	م ض ر و ب	م ك ت و ب	م ق د و ر
ت ع ل ی م	م ق ب و ل	م ض ا ر ب ة	ك ت ا ب ة	ق د ر ة
ع لّ ا م ة	ا س ت ق ب ا ل	م ض ر ا ب	م ك ت ب	ق د ی ر
م ع لّ م	ا ق ب ا ل	ا ض ط ر ا ب	م ك ت ب ة	م ق د ا ر
ا ع ل م	ت ق ا ب ل		ك ت ب ة	م ق ت د ر
ع ل و م				

اب آپ ہر کالم کے الفاظ کے ان تمام حروف کو "کراس" (x) لگادیں جو تمام الفاظ میں نہیں پائے جاتے، بلکہ بعض میں ہیں اور بعض میں نہیں ہیں، تو آپ کے پاس ہر لفظ کے صرف وہ حروف بچ جائیں گے جو تمام الفاظ میں مشترک ہیں۔

بہر حال آپ جس طرح بھی معلوم کریں بالآخر آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ:

i) گروپ نمبر1 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ع ل م" ہیں۔

ii) گروپ نمبر2 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ق ب ل" ہیں۔

iii) گروپ نمبر3 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ض ر ب" ہیں۔

iv) گروپ نمبر4 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ك ت ب" ہیں۔

v) گروپ نمبر5 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ق د ر" ہیں۔

گویا ہر گروپ کے الفاظ بنیادی طور پر ان تین حروف سے بنائے گئے ہیں جو ان میں مشترک ہیں۔ ان مشترک حروف کو ان الفاظ کا "مادّہ" کہتے ہیں۔ یعنی گروپ نمبر1 کے تمام الفاظ کا مادّہ "ع ل م" ہے۔ اس سے ہم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ عربی زبان میں تقریباً تمام کلمات (اسم ہوں یا فعل) کی بنیاد ایک تین حرفی "مادّہ" ہوتا ہے۔

28:4 عربی زبان کی تعلیم خصوصاً "علم الصرف" میں اس "مادّہ" کی بڑی اہمیت ہے۔ علم الصرف کا موضوع اور مقصد ہی یہ ہے کہ ایک مادّہ سے مختلف الفاظ (اسماء اور افعال) کیسے بنائے جاتے ہیں۔ کسی مادّہ سے جو مختلف الفاظ بنتے ہیں ان میں سے بیشتر تو مقررہ قواعد کے تحت بنتے ہیں۔ یعنی ایک مادّہ سے ایک خاص معنی دینے والا لفظ جس طرح ایک مادّہ سے بنے گا، تمام مادّوں

سے اسی قاعدے کے مطابق اس طرح کا لفظ بنایا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے مادّہ کے حروف پر نہ صرف بعض حرکات لگانی پڑتی ہیں بلکہ بعض حروف کا اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ جسے آپ پیراگراف 28:2 میں دیے گئے الفاظ پر نظر ڈال کر معلوم کرسکتے ہیں کیونکہ ان الفاظ کے مادے آپ کو بتائے جاچکے ہیں۔ مثلاً "ع ل م" مادّہ سے لفظ "تَعْلِيْمٌ" بنانے کا طریقہ یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ پہلے "تَ" لگاؤ۔ اسکے بعد مادّہ کے پہلے حرف "ع" کو سکون دے کر لکھو۔ "تَعْ" بن گیا۔ اب اس کے بعد مادہ کے دوسرے (درمیانی) حرف "ل" کو زیر دے کر لکھو اور اس کے بعد ایک ساکن "یْ" لگاؤ۔ یہاں تک لفظ "تَعْلِيْ" بن گیا۔ اب آخر پر مادّہ کا آخری حرف "م" لکھ کر اس پر تنوین رفع (ٌ) لگا دو یوں لفظ "تَعْلِيْمٌ" بن گیا۔

28:5 آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ کسی مادہ سے لفظ بنانے کا طریقہ اس طرح سمجھانا تو بڑا مشکل، طویل، اور پیچیدہ کام ہے۔ عربی زبان کے قواعد بنانے والوں نے اسی مشکل کو آسان کرنے کے لیے یہ طریقہ نکالا کہ انہوں نے مادّہ کے تین حرفوں (1، 2، 3) کا نام (ف ع ل) مقرر کر دیا ہے۔ یعنی مادوں کے حرفوں کو نمبر لگا کر 1، 2، 3 کہنے یا پہلا، درمیانی اور آخری کہنے کے بجائے نمبر 1 یا پہلے حرف کو "ف"، نمبر 2 یا درمیانی کو "ع" اور نمبر 3 یا آخری کو "ل" کہتے ہیں۔ مثلاً "ق د ر" میں فاکلمہ "ق" ہے، عین کلمہ "د" ہے اور لام کلمہ "ر" ہے۔ جس مادہ سے کوئی لفظ بنانا ہو تو پہلے "ف ع ل" سے اس طرح کا لفظ بطور نمونہ بنا لیا جاتا ہے اور پھر کسی بھی متعلقہ مادّہ سے اس "نمونے" کے مطابق لفظ بنایا جاسکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ نمونے کی "ف" کی جگہ مادّہ کا پہلا حرف، "ع" کی جگہ مادّہ کا دوسرا حرف اور "ل" کی جگہ تیسرا حرف رکھ دیں باقی حرکات اور زائد حروف "نمونے" کے مطابق لگا دیں۔ مثلاً فَاعِلٌ اور مَفْعُوْلٌ کے نمونے پر مختلف مادّوں سے جو الفاظ بنتے ہیں ان کی مثال درج ذیل ہے:

نمونے		مادہ
مَفْعُوْلٌ	فَاعِلٌ	ف ع ل
مَعْلُوْمٌ	عَالِمٌ	ع ل م
مَقْبُوْلٌ	قَابِلٌ	ق ب ل
مَضْرُوْبٌ	ضَارِبٌ	ض ر ب
مَكْتُوْبٌ	كَاتِبٌ	ك ت ب
مَقْدُوْرٌ	قَادِرٌ	ق د ر

28:6 اب ذرا یہ بات بھی سمجھ لیجئے بلکہ یاد رکھئے کہ "ف ع ل" سے نمونے کے طور پر بننے والے لفظ کو عربی گرامر کی زبان میں "وزن" کہتے ہیں۔ یعنی "فَاعِلٌ" ایک وزن ہے اور "مَفْعُوْلٌ" بھی ایک وزن ہے۔ اب آپ نے یہی سیکھنا ہے کہ کسی مادّہ سے مختلف اوزان (وزن کی جمع) کے مطابق لفظ کس طرح بناتے ہیں۔ مادّہ اور وزن کی اس پہچان کا تعلق عربی ڈکشنری یعنی لغت کے استعمال سے بھی ہے۔ جس پر آگے چل کر بات کریں گے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

مشق نمبر- 27 (الف)

ذیل میں کچھ مادّے اور ان کے ساتھ کچھ اوزان دیے جا رہے ہیں۔ آپ کو ہر مادّہ سے اس گروپ میں دیئے گئے تمام اوزان کے مطابق الفاظ بنانے ہیں۔

	مادّے	اوزان	الفاظ
گروپ نمبر1	ر ف ع	فَعَلَ	
	ج ر ح	يَفْعَلُ	
	ذ ه ب	فَعَلْتُمْ	
	ج ح د	يَفْعَلُوْنَ	
	ق ط ع	اِفْعَلْ	
گروپ نمبر2	ش ر ب	فَعِلَ	
	ح م د	فَعِلَتْ	
	ل ب ث	تَفْعَلُ	
	ف ه م	تَفْعَلِيْنَ	
	ض ح ك	اَفْعَلُ	

گروپ نمبر3	ق ر ب	فَعُلَ	
	ب ع د	فَعُلْنَ	
	ث ق ل	تَفْعُلْنَ	
	ح س ن	تَفْعُلَانِ	
	ع ظ م	اَفْعُلُ	

مشق نمبر- 27 (ب)

پیراگراف28:2 میں الفاظ کے پانچ گروپ دیے گئے ہیں۔ ہر گروپ کا مادّہ پیراگراف 28:3 میں آپ کو بتا دیا گیا ہے۔ اس علم کی بنیاد پر اب آپ ہر گروپ کے ہر لفظ کا وزن لکھیں۔ مثلاً پیراگراف28:2 کے گروپ نمبر4 میں ایک لفظ "مَكْتَبَةٌ" ہے۔ اور آپ کو بتا دیا گیا ہے کہ اس گروپ کے تمام الفاظ کا مادّہ "ك ت ب" ہے۔ اب آپ کو کرنا یہ ہے کہ لفظ " مَكْتَبَةٌ " میں مادے کے پہلے حرف "ك" کو "ف" سے تبدیل کر دیں۔ اسی طرح مادے کے دوسرے حرف "ت" کو "ع" سے اور آخری حرف "ب" کو "ل" سے تبدیل کر دیں۔ بقیہ حروف اپنی اپنی جگہ رہنے دیں اور زبر، زیر، پیش میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ اس طرح آپ کو لفظ کا وزن معلوم ہو جائے گا۔ یہ کام اس طرح کریں:

مَ كْ تَ بَ ةٌ = مَكْتَبَةٌ　　　　مَ فْ عَ لَ ةٌ = مَفْعَلَةٌ

ضروری ہدایت:

مذکورہ بالا مشقیں کرتے وقت الفاظ کے معانی کی بالکل فکر نہ کریں۔ آگے چل کر ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے معانی بھی معلوم ہو جائیں گے۔ فی الحال مادہ اور وزن کے نظام(System) کو سمجھنے اور اس کی مشق کرنے پر اپنی پوری توجہ کو مرکوز رکھیں۔ الفاظ کے معانی سمجھے بغیر اس نظام کی مشق کرنے سے آپ بہت جلد اس پر گرفت حاصل کر لیں گے۔

فعل ماضی معروف

(Past Tense Active Voice)

تعریف، وزن اور گردان

(Definition, Pattern and Conjugation)

29:1 گزشتہ سبق میں مادّہ اور وزن کا مفہوم سمجھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ مختلف مادّوں سے جو مختلف الفاظ (اسماء و افعال) بنتے ہیں ان کے مخصوص اوزان ہیں۔ عربی میں ایسے اوزان کی تعداد تو خاصی ہے لیکن خوش قسمتی سے زیادہ استعمال ہونے والے اوزان نسبتاً کم ہیں۔ ان کو یاد کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے اور آہستہ آہستہ بکثرت استعمال ہونے والے اوزان سے آپ کو آگاہ کرنا ہی ہمارا مقصد ہے۔

29:2 گزشتہ سبق میں آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ کسی مادّے سے الفاظ بناتے وقت مادّہ کے حروف میں کچھ زائد حروف کا اضافہ کرنا پڑتا ہے اور حرکات لگانی ہوتی ہیں۔ مثلاً "ق ب ل" مادّہ سے "قَابِلٌ" بنانے میں حرکات کے علاوہ ایک حرف "الف" کا اضافہ ہوا ہے۔ مگر اسی مادّہ سے لفظ "اِسْتِقْبَالٌ" بنانے میں حرکات کے علاوہ "ا س ت ا" کا اضافہ کرنا پڑا ہے۔ اِس صورت حال کے پیشِ نظر ایک طالبِ علم کے ذہن میں اُلجھن پیدا ہوتی ہے کہ وہ کس طرح معلوم کرے کہ کسی فعل یا اسم میں اس کے مادّے کے حروف کون سے ہیں؟ اِس اُلجھن کے حل کے لیے یہ بات یاد کر لیں کہ ایسا لفظ جس میں مادّے کے حروف سے زائد کوئی حرف نہ ہو عموماً فعلِ ماضی کا پہلا صیغہ ہوتا ہے۔ فعلِ ماضی کے پہلے صیغے کے متعلق اسی سبق میں آگے چل کر بات ہو گی۔

29:3 اب ہم "فعل" پر بحث کا باقاعدہ آغاز کر رہے ہیں۔ چنانچہ اب ہم مختلف مادّوں سے فعل بنانا سیکھیں گے اور مختلف افعال کے اوزان پڑھیں گے۔ لیکن اس سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں فعل کے استعمال کی چند بنیادی باتیں بیان کر دی جائیں۔

29:4 اس کتاب کے پیراگراف 1:8 میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ ایسا لفظ بھی اسم ہوتا ہے جس کے معنی میں کوئی کام کرنے کا مفہوم ہو لیکن اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جاتا ہو۔ ایسے اسم کو "مصدر" کہتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ بات دوبارہ ذہن نشین کر لیں کہ ہر زبان کی طرح عربی زبان کے افعال میں بھی وقت اور زمانہ کا مفہوم ہوتا ہے۔ محض کام کرنے کا مفہوم کافی نہیں ہے۔ مثلاً عِلْمٌ کے معنی ہیں "جاننا" اور ضَرْبٌ کے معنی ہیں "مارنا"۔ مگر عِلْمٌ یا

ضَرْبٌ فعل نہیں ہیں بلکہ یہ اسم ہی ہیں اور ان کے آخر پر اسم کی علامت "تنوین" بھی موجود ہے۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں عَلِمَ جس کے معنی ہیں "اس نے جان لیا" یا یَضْرِبُ جس کے معنی ہیں "وہ مارتا ہے"۔ تو اب عَلِمَ اور یَضْرِبُ فعل کہلائیں گے کیونکہ ایک میں گزشتہ وقت کا اور دوسرے میں موجودہ وقت کا تصوّر موجود ہے۔

29:5 دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح عربی میں بھی بلحاظ زمانہ فعل کی تقسیم سہ گانہ ہے یعنی

i) **فعل ماضی**: جس میں کسی کام کے گزشتہ زمانہ میں ہونے کا مفہوم ہو۔

ii) **فعل حال**: جس میں کسی فعل کے موجودہ زمانہ میں ہونے کا مفہوم ہو اور

iii) **فعل مستقبل**: جس میں کسی کام کے آئندہ آنے والے زمانہ میں ہونے یا کرنے کا مفہوم ہو۔

فعل کی بلحاظ زمانہ یہی تقسیم اردو اور فارسی میں بھی مستعمل ہے اور انگریزی میں اسی کو Past Tense، Present Tense اور Future Tense کہتے ہیں۔ کسی فعل سے مختلف زمانوں کا مفہوم رکھنے والے مختلف الفاظ (جنہیں صیغے کہتے ہیں) بنانا کسی زبان کو سیکھنے کا نہایت اہم حصّہ ہے۔ جس پر بہر حال طلبہ کو خاصی محنت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ اب ہم عربی زبان کے فعل ماضی کے صیغوں پر بات کرتے ہیں۔ فعل حال اور مستقبل پر ان شاء اللہ آگے چل کر بات ہو گی۔

29:6 اس کتاب کے پیراگراف 14:3 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ عربی میں ضمائر کے استعمال میں نہ صرف غائب، مخاطب اور متکلم کا فرق ملحوظ رکھا جاتا ہے بلکہ جنس اور عدد کی بھی تفریق ہوتی ہے۔ پھر عدد کے لیے واحد اور جمع کے علاوہ مثنّٰی کے لیے بھی الگ ضمیریں ہوتی ہیں۔ اس طرح عربی میں ضمائر کی کل تعداد 14 ہے۔ اسی طرح عربی میں فعل کے مختلف صیغوں کی تعداد بھی 14 ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر کی زبانوں میں کسی فعل کے مختلف صیغوں کی تعداد اس زبان میں استعمال ہونے والی ضمیروں کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ کسی زبان میں ضمیروں کے مطابق فعل کے صیغے بنانے کو اردو اور فارسی میں فعل کی "گردان" کہتے ہیں۔ عربی میں اسے فعل کی "تصریف" کہتے ہیں جبکہ انگریزی میں اسے Conjugation یا Persons of Verb کا نام دیا گیا ہے۔

29:7 دنیا کی بعض زبانوں میں فعل کی گردان میں ہر صیغے (Persons of Verb) کے فعل کو ایک مقررہ شکل کے ساتھ ہر دفعہ ضمیر بھی مذکور ہوتی ہے۔ مثلاً اردو میں ماضی کی گردان عموماً یوں ہوتی ہے:

وہ گیا۔ وہ گئے۔ تو گیا۔ تم گئے۔ میں گیا۔ ہم گئے۔

وہ گئی۔ وہ گئیں۔ تو گئی۔ تم گئیں۔ میں گئی۔ ہم گئیں۔

جبکہ بعض افعال کی گردان اس طرح ہوتی ہے کہ مذکر مونث یکساں رہتا ہے۔ مثلاً: اس نے مارا۔ انہوں نے مارا۔ تو نے

مارا۔ تم نے مارا۔ میں نے مارا۔ ہم نے مارا۔ انگریزی میں ماضی کی گردان یوں ہوتی ہے:

I WENT - WE WENT - YOU WENT - HE WENT - THEY WENT

آپ نے نوٹ کرلیا ہوگا کہ اردو گردان غائب کی ضمیروں سے شروع ہوکر متکلم کی ضمیروں پر ختم کرتے ہیں۔ اس کے برعکس انگریزی میں متکلم سے شروع کرکے غائب پر ختم کرنے کا رواج ہے۔

29:8 بعض زبانوں میں گردان کے ہر صیغے کے ساتھ بار بار ظاہراً ضمیر نہیں لائی جاتی۔ بلکہ صیغے ہی اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ ہر صیغے میں فاعل کی ضمیر اس صیغے کی بناوٹ سے سمجھی جاسکتی ہے۔ عربی اور فارسی میں فعل کی گردان اسی طریقے پر کی جاتی ہے۔ چنانچہ عربی میں ضمیروں کی مستعمل تعداد کے مطابق فعل کی گردان بھی چودہ صیغوں میں کی جاتی ہے۔ بظاہر یہ تعداد زیادہ نظر آتی ہے لیکن جب آپ اس کی یکسانیت اور باقاعدگی کا مقابلہ اردو افعال کی بے قاعدہ گردانوں اور انگریزی میں افعال کی بکثرت اور پیچیدہ صورتوں (TENSES) کے ساتھ کریں گے تو اسے بدرجہا آسان پائیں گے۔

29:9 عربی میں فعل ماضی کی گردان مختلف ضمیروں کے فاعل ہونے کے لحاظ سے یوں ہوگی۔

گردان فعل ماضی معروف

		واحد	مثنّٰی	جمع
غائب	مذکر	فَعَلَ	فَعَلَا	فَعَلُوْا
		اس (ایک مذکر) نے کیا	ان (دو مذکروں) نے کیا	ان (بہت سے مذکروں) نے کیا
	مؤنث	فَعَلَتْ	فَعَلَتَا	فَعَلْنَ
		اس (ایک مؤنث) نے کیا	ان (دو مؤنث) نے کیا	ان (بہت سی مؤنث) نے کیا
مخاطب	مذکر	فَعَلْتَ	فَعَلْتُمَا	فَعَلْتُمْ
		تو (ایک مذکر) نے کیا	تم (دو مذکر) نے کیا	تم (بہت سے مذکر) نے کیا
	مؤنث	فَعَلْتِ	فَعَلْتُمَا	فَعَلْتُنَّ
		تو (ایک مؤنث) نے کیا	تم (دو مؤنث) نے کیا	تم (بہت سی مؤنث) نے کیا
متکلم	مذکر	فَعَلْتُ	فَعَلْنَا	فَعَلْنَا
	مؤنث	میں نے کیا	ہم دو نے کیا	ہم سب نے کیا

29:10 اس گردان کو یاد کرنے اور ذہن میں بٹھانے کے لیے اسے کئی دفعہ زبان سے دہرانا بھی ضروری ہے۔ مگر ہر ایک صیغے میں ہونے والی تبدیلی کو ذیل کے نقشے کی مدد سے بھی ذہن میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس نقشے میں ف ع ل کلمات کو تین چھوٹی لکیروں سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس سے آپ تینوں کلمات کی حرکات (یعنی زبر، زیر وغیرہ) اور ان کے ساتھ ہر صیغے میں ہونے والے اضافے کو سمجھ سکتے ہیں۔

		واحد	تثنیٰ	جمع
غائب	مذکر	ـَـَـَ	ـَـَـَا	ـَـَـُوْا
	مؤنث	ـَـَـَتْ	ـَـَـَتَا	ـَـَـْنَ
مخاطب	مذکر	ـَـَـْتَ	ـَـَـْتُمَا	ـَـَـْتُمْ
	مؤنث	ـَـَـْتِ	ـَـَـْتُمَا	ـَـَـْتُنَّ
متکلم	مذکر و مؤنث	ـَـَـْتُ	ـَـَـْنَا	ـَـَـْنَا

29:11 اس نقشہ میں آپ نوٹ کریں کہ پہلے پانچ صیغوں میں لام کلمہ متحرک ہے۔ اس کے چھٹے صیغے سے جب لام کلمہ ساکن ہوتا ہے تو پھر آخر تک ساکن ہی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ضمائر مرفوعہ میں مخاطب کی چھ ضمیروں کو ذہن میں تازہ کریں، جو یہ ہیں: اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، اَنْتِ، اَنْتُمَا، اَنْتُنَّ۔ اب نوٹ کریں کہ مذکورہ گردان میں مخاطب کے صیغوں میں انہی ضمائر کے آخری حروف کا اضافہ ہوا ہے۔

29:12 اسی سبق کے پیراگراف 29:2 میں ہم نے کہا تھا کہ کسی لفظ کے مادّوں کی پہچان فعل ماضی کے پہلے صیغے سے ممکن ہوتی ہے۔ اب اس نقشے پر غور کرنے سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں صرف پہلا یعنی واحد مذکر غائب کا صیغہ ایسا ہے جس میں ف ع ل کلمات یعنی مادے کے حروف کے ساتھ کسی اور حرف کا اضافہ نہیں ہوا ہے، اسی لیے الفاظ کے مادّوں کی پہچان اس کے فعل ماضی کے پہلے صیغے سے کی جاتی ہے، جیسے طَلَبَ "اس (ایک مذکر) نے طلب کیا" کا مادّہ ط ل ب ہے۔ فَتَحَ "اس (ایک مذکر) نے کھولا" کا مادّہ ف ت ح ہے وغیرہ۔

29:13 دوسری بات یہ سمجھ لیں کہ فعل ماضی کے تین اوزان ہیں: فَعَلَ، فَعِلَ، فَعُلَ اوپر صرف فَعَلَ کی گردان دی گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو تین گردانیں یاد کرنی ہوں گی۔ گردان تو صرف ایک یاد کرنی ہے۔ اس لیے کہ گردان کا طریقہ ایک ہی ہے۔ بس یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ جو فعل فَعِلَ کے وزن پر آتا ہے اس کے تمام صیغوں میں مادے کے دوسرے حرف یعنی عین کلمہ پر کسرہ یعنی زیر (ـِ) لگانی اور پڑھنی ہوگی، جیسے فَعِلَ۔ فَعِلَا۔

فَعِلُوْا سے آخر تک۔ اسی طرح **فَعُلَ** کے وزن میں ہر جگہ عین کلمے پر پیش (ـُ) لگے گا۔ **فَعُلَ۔ فَعُلَا۔ فَعُلُوْا** سے آخر تک۔

29:14 ضمنی طور پر ایک بات اور سمجھ لیں کہ عربی میں زیادہ تر افعال تین حروف پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں "ثُلاثی" کہتے ہیں جبکہ کچھ افعال ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اصل مادّہ ہی چار حروف پر مشتمل ہوتا ہے، ان کو "رُباعی" کہتے ہیں۔ چونکہ عربی کے تقریباً 90 فیصد افعال سہ حرفی مادّوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لیے فی الحال ہم خود کو ثلاثی تک ہی محدود رکھیں گے۔

مشق نمبر- 28

مندرجہ ذیل افعال کی ماضی کی گردان لکھیں اور صیغہ کے معانی بھی لکھیں۔ گردان لکھتے وقت عین کلمے کی حرکت کا خیال رکھیں۔

دَخَلَ	وہ داخل ہوا	فَرِحَ	وہ خوش ہوا
غَلَبَ	وہ غالب ہوا	ضَحِكَ	وہ ہنسا
قَرُبَ	وہ قریب ہوا	بَعُدَ	وہ دور ہوا

فعل ماضی کے ساتھ فاعل کا استعمال
(Use of Subject with Past Tense)

30:1 اس مرحلے پر ضروری ہے کہ ہم چند ایسے جملوں کی مشق کریں جس میں فعل ماضی استعمال ہوا ہو۔ لیکن اس سے پہلے درج ذیل چند باتیں سمجھنا ضروری ہیں تاکہ آپ کو جملے بنانے میں آسانی ہو۔

30:2 اس کتاب کے پیراگراف 7:5 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ جس جملہ کی ابتدا کسی اسم سے ہو وہ جملہ اسمیہ ہوتا ہے اور جس کی ابتدا کسی فعل سے ہو وہ جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ اب یہ بھی سمجھ لیں کہ جس طرح جملہ اسمیہ کے کم از کم دو حصّے (مبتدا اور خبر) ہوتے ہیں اسی طرح ہر ایک جملہ فعلیہ کے بھی کم از کم دو حصّے ہوتے ہیں یعنی فعل اور فاعل۔ کسی جملہ کے دو سے زیادہ حصّے ہوسکتے ہیں لیکن کم از کم دو ضروری ہیں، جملہ اسمیہ میں مبتدا، خبر اور جملہ فعلیہ میں فعل، فاعل۔

30:3 اب آپ غور کریں کہ گردان کے جو چودہ صیغے آپ نے یاد کیے ہیں ان میں سے ہر ایک صیغہ مستقل جملہ فعلیہ ہے۔ اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک میں فعل کے علاوہ فاعل بصورت ضمیر موجود ہے۔ گردان کے دوسرے نقشے میں مادے ف ع ل کے بعد جہاں کہیں "ا"، "تَ"، "نَا" وغیرہ آئے ہیں تو وہ دراصل متعلقہ فاعلی ضمیر کی علامت ہیں۔ اور ان صیغوں کا ترجمہ کرتے وقت اس ضمیر کا ترجمہ ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور اگر فاعلی ضمیر والے اردو جملہ کا عربی میں ترجمہ کرنا ہو تو فعل کا متعلقہ صیغہ بنالینا ہی کافی ہے۔ مثلاً "ہم خوش ہوئے"۔ فَرِحْنَا "تو بیٹھا"۔ جَلَسْتَ وغیرہ۔

30:4 لیکن اکثر صورت یہ ہوتی ہے کہ فاعل کوئی اسم ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ضمیر کے بجائے کسی شخص یا چیز کا نام ہوتا ہے۔ نوٹ کرلیں کہ ایسی صورت میں عموماً فاعل، فعل کے بعد آتا ہے اور وہ ہمیشہ حالتِ رفع میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً فَرِحَ الْوَلَدُ (لڑکا خوش ہوا)۔ سَمِعَ اللّٰهُ (اللہ نے سن لیا) وغیرہ۔

30:5 فعل ماضی پر "مَا" لگا دینے سے اس میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مَا فَرِحَ "وہ (ایک مذکر) خوش نہیں ہوا"۔ مَا كَتَبْتَ "تونے نہیں لکھا"۔ مَا كَتَبَتِ الْمُعَلِّمَةُ (اُستانی نے نہیں لکھا) جو دراصل كَتَبَتْ الْمُعَلِّمَةُ تھا، جس میں اَلْمُعَلِّمَةُ کے ہمزۃ الوصل کی وجہ سے كَتَبَتْ کی ساکن "ت" کو آگے ملانے کے لیے حسبِ قاعدہ کسرہ (زیر) دیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ آپ پیراگراف 7:9 میں پڑھ چکے ہیں۔

ذخیرہ الفاظ

قَرَءَ	اس (ایک مذکر) نے پڑھا	کَتَبَ	اس(ایک مذکر) نے لکھا
فَتَحَ	اس(ایک مذکر) نے کھولا	اَکَلَ	اس(ایک مذکر) نے کھایا
سَمِعَ	اس(ایک مذکر) نے سنا	اَلْاٰنَ	اب، ابھی (نصب پر مبنی ہے)
اِلَی الْاٰنَ	اب تک	لِمَ	کیوں

مشق نمبر - 29

اردو میں ترجمہ کریں:

1. دَخَلَ مُعَلِّمٌ
2. فَرِحْتُنَّ
3. ضَحِكْتَا
4. كَتَبَ الْمُعَلِّمُ
5. لِمَ مَا اَكَلُوْا اِلَى الْاٰنَ
6. فَتَحَ الْبَوَّابُ
7. قَرَاَتْ فَاطِمَةُ
8. فَرِحْتُ الْاٰنَ
9. لِمَ بَعُدْتُّمْ
10. كَتَبْنَ
11. غَلَبْتُمَا
12. اَكَلَتْ طِفْلَةٌ
13. قَرُبَ بَوَّابٌ
14. ضَحِكَتِ الْاُمُّ
15. مَا ضَحِكَتِ الْمُعَلِّمَةُ
16. لِمَ مَا كَتَبْتُمْ اِلَى الْاٰنَ

عربی میں ترجمہ کریں:

1. ہم سب لوگ ہنسے۔
2. تو خوش ہوئی۔
3. ایک استانی نے پڑھا۔
4. تم لوگوں نے کیوں کھایا؟
5. ایک دربان دور ہوا۔
6. میں نے کھولا۔
7. تم سب داخل ہوئیں۔
8. جماعت غالب ہوئی۔

جملہ فعلیہ کے مزید قواعد
(More Rules of Verbal Sentence)

31:1 گزشتہ سبق میں آپ نے سادہ جملہ فعلیہ کی کچھ مشق کرلی ہے۔ آپ جملہ فعلیہ کا ایک اہم قاعدہ یاد کرلیں اور وہ یہ کہ جب فاعل کوئی اسم ظاہر ہو تو جملہ فعلیہ میں فعل ہمیشہ صیغہ واحد میں آئے گا۔ فاعل چاہے واحد ہو، مُثنّیٰ ہو، یا جمع ہو۔ یہ بات آپ آگے دی ہوئی مثالوں کی مدد سے خوب ذہن نشین کرلیں۔

31:2 مثلاً ہم کہیں گے **دَخَلَ الْمُعَلِّمُ** (استاد داخل ہوا)، **دَخَلَ الْمُعَلِّمَانِ** (دو استاد داخل ہوئے)، **دَخَلَ الْمُعَلِّمُوْنَ** (اساتذہ داخل ہوئے)۔ ان جملوں میں فاعل اسم ظاہر ہے اور وہ ہے لفظ "**اَلْمُعَلِّمُ**"۔ پہلے جملے میں یہ واحد ہے، دوسرے میں مُثنّیٰ اور تیسرے میں جمع۔ اب آپ غور کریں کہ تینوں جملوں میں فعل صیغہ واحد میں آیا ہے۔

31:3 مذکورہ بالا قاعدہ میں فعل واحد تو آئے گا لیکن جنس میں اس کا صیغہ فاعل کی جنس کے مطابق ہوگا۔ یعنی فاعل اگر مذکر ہے تو فعل واحد مذکر آئے گا۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں ہے۔ لیکن فاعل اگر مؤنث ہے تو فعل واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً **كَتَبَتْ مُعَلِّمَةٌ** (ایک استانی نے لکھا)، **كَتَبَتْ مُعَلِّمَتَانِ** (کوئی سی دو استانیوں نے لکھا) اور **كَتَبَتْ مُعَلِّمَاتٌ** (کچھ استانیوں نے لکھا)۔ مندرجہ بالا مثالوں میں فاعل کے معرفہ یا نکرہ ہونے کا فرق نوٹ کرلیں۔

31:4 اب مذکورہ قاعدہ کے دو استثناء بھی نوٹ کرلیں۔ اوّلاً یہ کہ اسم ظاہر (فاعل) اگر غیر عاقل کی جمع ہو تو فعل عموماً واحد مؤنث آیا کرتا ہے۔ مثلاً **ذَهَبَتِ الْجِمَالُ** (اونٹ گئے)، **ذَهَبَتِ النُّوْقُ** (اونٹنیاں گئیں) وغیرہ۔ ثانیاً یہ کہ تین صورتیں ایسی ہیں جب فعل واحد مذکر یا واحد مؤنث، دونوں میں سے کسی طرح بھی لانا جائز ہوتا ہے۔ وہ صورتیں حسبِ ذیل ہیں:

i) اگر اسم ظاہر (فاعل) کسی عاقل کی جمع ہو۔ مثلاً **طَلَبَ الرِّجَالُ** یا **طَلَبَتِ الرِّجَالُ** (مردوں نے طلب کیا) اور **طَلَبَ نِسْوَةٌ** یا **طَلَبَتْ نِسْوَةٌ** (کچھ عورتوں نے طلب کیا) وغیرہ، یہ دونوں جملے درست ہیں۔

ii) اگر اسم ظاہر (فاعل) کوئی اسم جمع ہو۔ مثلاً **غَلَبَ الْقَوْمُ** یا **غَلَبَتِ الْقَوْمُ** (قوم غالب ہوئی)۔ دونوں جملے درست ہیں۔

iii) اگر اسم ظاہر (فاعل) مؤنث غیر حقیقی ہو۔ مثلاً **طَلَعَ الشَّمْسُ** یا **طَلَعَتِ الشَّمْسُ** (سورج طلوع ہوا)۔ یہ دونوں جملے درست ہیں۔

31:5 ایک اہم بات یہ بھی نوٹ کرلیں کہ فاعل اگر فعل سے پہلے آئے تو وہ جملہ اسمیہ ہو گا اور ایسی صورت میں فعل، عدد اور جنس دونوں پہلوؤں سے فاعل کے مطابق ہو گا۔ مثلاً اَلْمُعَلِّمُ ضَرَبَ (استاد نے مارا)، اَلْمُعَلِّمَانِ ضَرَبَا (دو استادوں نے مارا)، اَلْمُعَلِّمَاتُ ضَرَبْنَ (استانیوں نے مارا)۔ ان مثالوں میں اسم "اَلْمُعَلِّمُ" مبتدا ہے اور ضَرَبَ اس کی خبر ہے۔ دراصل ضَرَبَ فعل اور پوشیدہ ضمیر فاعلی کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہے اور یہ پورا جملہ فعلیہ خبر بن رہا ہے۔ اسی لیے صیغہ فعل عدد اور جنس دونوں لحاظ سے مبتدا کے مطابق ہوتا ہے۔

31:6 امید ہے اوپر دی گئی مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہو گی کہ فاعل چاہے فعل سے پہلے آئے یا بعد میں، ترجمہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً ضَحِكَ الرَّجُلَانِ اور اَلرَّجُلَانِ ضَحِكَا دونوں کا ترجمہ ایک ہی ہے یعنی "دو آدمی ہنسے"۔ البتہ دونوں میں یہ باریک فرق ضرور ہے کہ ضَحِكَ الرَّجُلَانِ جملہ فعلیہ ہے اور اس سوال کا جواب ہے کہ کون ہنسا؟ جبکہ اَلرَّجُلَانِ ضَحِكَا جملہ اسمیہ ہے اور اس سوال کا جواب ہے کہ دو مردوں نے کیا کیا؟

31:7 یہ قاعدہ بھی نوٹ کرلیں کہ اگر فاعل ایک سے زیادہ (مثنّٰی یا جمع) ہوں اور ان کے ایک کام کے بعد دوسرے کام کا بھی ذکر ہو تو پہلے کام کے لیے تو فعل کا صیغہ واحد رہے گا کیونکہ وہ جملے کے شروع میں آرہا ہے مگر دوسرے کام کے لیے "فاعلوں کے مطابق" صیغہ لگے گا مثلاً جَلَسَ الرِّجَالُ وَ اَكَلُوْا "مرد بیٹھے اور انہوں نے کھایا" اور كَتَبَتِ الْبَنَاتُ ثُمَّ قَرَاْنَ "لڑکیوں نے لکھا پھر پڑھا" وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

جَلَسَ	وہ ایک مذکر بیٹھا	ذَهَبَ	وہ ایک مذکر گیا
قَدِمَ	وہ ایک مذکر آیا	نَجَحَ	وہ ایک مذکر کامیاب ہوا
مَرِضَ	وہ ایک مذکر بیمار ہوا	وَفْدٌ (ج وُفُوْدٌ)	وفد
ثُمَّ	پھر	عَدُوٌّ (ج اَعْدَاءٌ)	دشمن

مشق نمبر - 30

اردو میں ترجمہ کریں اور ترجمہ میں معرفہ اور نکرہ کا فرق ضرور واضح کریں۔

1. قَرُبَ الْاَوْلِيَاءُ
2. اَلْاَوْلِيَاءُ قَرُبُوْا

3. دَخَلَ الْوَلَدَانِ الصَّالِحَانِ

4. اَلْوَلَدَانِ الصَّالِحَانِ دَخَلَا

5. نَجَحَتِ الْبَنَاتُ فِی الْاِمْتِحَانِ وَ فَرِحْنَ جِدًّا

6. قَدِمَتِ الْوُفُوْدُ فِی الْمَدْرَسَةِ

7. اَلْمُعَلِّمَةُ الْمُجْتَهِدَةُ جَلَسَتْ عَلَی الْکُرْسِیِّ

8. جَلَسَتْ مُعَلِّمَةٌ مُّجْتَهِدَةٌ عَلَی الْکُرْسِیِّ

9. کَتَبَ الْمُعَلِّمُوْنَ عَلَی الْوَرَقِ ثُمَّ قَرَءُوْا

10. دَخَلَ فَاطِمَةُ وَزَیْنَبُ وَحَامِدٌ فِی الْبَیْتِ وَجَلَسُوْا عَلَی الْفَرْشِ

قوسین میں دی گئی ہدایت کے مطابق عربی میں ترجمہ کریں۔

1. دشمن (جمع) دور ہوئے۔ (جملہ اسمیہ وفعلیہ)

2. محنتی درزی بیمار ہوئے۔ (جملہ اسمیہ وفعلیہ)

3. دو نیک لڑکیاں آئیں پھر وہ بازار کی طرف گئیں۔ (جملہ اسمیہ وفعلیہ)

4. دل خوش ہوئے۔ (جملہ فعلیہ)

فعل لازم اور فعل متعدی

(Intransitive and Transitive Verb)

32:1 بعض فعل ایسے ہوتے ہیں جنہیں بات مکمل کرنے کے لیے کسی مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا) ایسے افعال کو "فعل لازم" کہتے ہیں۔ جبکہ بعض فعل بات مکمل کرنے کے لیے ایک مفعول بھی چاہتے ہیں جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) ایسے افعال کو "فعل متعدی" کہتے ہیں۔

32:2 اسی بات کو عام فہم بنانے کی غرض سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس فعل میں کام کا اثر خود فاعل پر ہو رہا ہو وہ فعل لازم ہوتا ہے، جیسے جَلَسَ (وہ بیٹھا) میں بیٹھنے کا اثر خود بیٹھنے والے پر ہو رہا ہے۔ اس لیے یہاں بات مفعول کے بغیر مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن جس فعل میں کام کا اثر فاعل کے بجائے کسی دوسرے پر ہو رہا ہو تو وہ فعل متعدی ہے، جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) میں مارنے والا کوئی اور ہے اور جس کو مارا جا رہا ہے وہ کوئی اور ہے۔ اس لیے یہاں پر بات مفعول کے ذکر کے بغیر نامکمل رہے گی۔

32:3 اردو زبان میں کسی فعل کے بارے میں یہ جاننا کہ وہ لازم ہے یا متعدی، بہت آسان ہے بلکہ درج بالا مثالوں کے مشاہدے سے آپ نے نوٹ بھی کر لیا ہوگا کہ اردو میں فعل لازم کے لیے غائب کے صیغوں میں "وہ" آتا ہے۔ جیسے "وہ بیٹھا"۔ جبکہ فعل متعدی کے لیے "اُس نے" آتا ہے۔ جیسے "اُس نے مارا"۔ دونوں قسم کے افعال کو پہچاننے کا ایک دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ فعل پر "کس کو؟" کا سوال کریں۔ اگر جواب ممکن ہے تو وہ فعل متعدی ہے ورنہ لازم۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا) پر سوال کریں "کس کو؟" اس کا جواب ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جَلَسَ فعل لازم ہے۔ جب کہ ضَرَبَ (اس نے مارا) پر سوال کریں "کس کو؟" یہاں جواب ممکن ہے کہ فلاں کو مارا۔ اس طرح معلوم ہو گیا کہ ضَرَبَ فعل متعدی ہے۔ انگریزی گرامر میں فعل لازم کو Intransitive Verb اور فعل متعدی کو Transitive Verb کہتے ہیں۔

32:4 پیراگراف نمبر 30:2 میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ کسی جملے کے کم از کم دو اجزاء ہوتے ہیں۔ جملہ اسمیہ میں مبتدا اور خبر کے علاوہ کچھ اور اجزا بھی ہوتے ہیں، جنہیں "متعلق خبر" کہتے ہیں۔ اسی طرح کوئی جملہ فعلیہ اگر فعل لازم سے شروع ہو رہا ہے تو اس میں بات مفعول کے بغیر مکمل ہو جائے گی۔ ایسے جملے میں اگر کچھ مزید اجزاء ہوں گے تو وہ "متعلق فعل" کہلائیں گے۔ مثلاً جَلَسَ زَيْدٌ عَلَى الْكُرْسِيِّ (زید کرسی پر بیٹھا) اس جملے میں عَلَى الْكُرْسِيِّ (مرکب جاری) متعلق فعل ہے۔ لیکن کوئی جملہ فعلیہ اگر فعل متعدی سے شروع ہو گا تو اس میں فاعل کے ساتھ کسی مفعول کی بھی ضرورت ہو گی۔ ایسے جملے میں فاعل اور مفعول کے علاوہ جو اجزاء ہوں گے وہ متعلق فعل کہلائیں گے۔

32:5 اب آپ دو باتیں ذہن نشین کرلیں۔ اوّلاً یہ کہ مفعول ہمیشہ حالت نصب میں ہو گا۔ ثانیًا یہ کہ جملہ فعلیہ میں عام طور پر پہلے فعل آتا ہے پھر فاعل اور اس کے بعد مفعول، اور جملے میں اگر کوئی متعلق فعل ہو تو وہ مفعول کے بعد آتا ہے، مثلاً ضَرَبَ زَيْدٌ وَلَدًا بِالسَّوْطِ (زید نے ایک لڑکے کو کوڑے سے مارا) اس جملے میں ضَرَبَ فعل ہے۔ زَيْدٌ حالت رفع میں ہے اس لیے فاعل ہے۔ وَلَدًا حالت نصب میں ہے اس لیے مفعول ہے۔ اور بِالسَّوْطِ مرکب جاری ہے اور متعلق فعل ہے۔

32:6 آپ کے ذہن میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ جملہ فعلیہ کی جو ترتیب آپ کو اوپر بتائی گئی ہے وہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طرزِ تحریر یا طرزِ خطاب کی مناسبت سے یا کسی اور وجہ سے یہ ترتیب حسبِ ضرورت بدل دی جاتی ہے۔ لیکن سادہ جملہ میں ترتیب عموماً وہی ہوتی ہے جو آپ کو بتائی گئی ہے چنانچہ اس وقت ہم اپنی مشق کو سادہ جملوں تک محدود رکھیں گے تاکہ جملوں کے مختلف اجزاء کی پہچان ہو جائے۔ اس کے بعد جملوں میں یہ اجزاء کسی بھی ترتیب سے آئیں آپ کو انہیں شناخت کرنے میں اور جملے کا صحیح مفہوم سمجھنے میں مشکل نہیں ہو گی۔

32:7 آخری بات یہ ہے کہ گزشتہ اسباق میں افعال کے معانی ہم نے صیغے کے مطابق لکھے تھے، لیکن اب ہم افعال کے سامنے ان کے "مصدری" معانی لکھا کریں گے، مثلاً دَخَلَ کے معنی "وہ ایک مذکر داخل ہوا" کے بجائے "داخل ہونا" لکھیں گے۔ اس طرح مصدر کے معنی یاد کرنے سے آپ کو صیغہ کے مطابق ترجمہ کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ ان شاء اللہ۔

ذخیرۂ الفاظ

گزشتہ اسباق میں آپ نے جتنے افعال یاد کیے ہیں ان ہی کو ذیل میں دوبارہ لکھ کر ان کے سامنے ان کے مصدری معنی دیئے گئے ہیں۔ نیز ان میں جو افعال لازم ہیں ان کے سامنے قوسین میں لام (ل) اور جو متعدی ہیں ان کے سامنے میم (م) بھی لکھ دیا گیا ہے تاکہ آپ نوٹ کرلیں کہ کون سا فعل لازم ہے اور کون سا متعدی۔ نیز ان کے مابین کے فرق کو بھی آپ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

دَخَلَ (ل)	داخل ہونا	فَرِحَ (ل)	خوش ہونا
غَلَبَ (ل)	غالب ہونا	ضَحِكَ (ل)	ہنسنا
قَرُبَ (ل)	قریب ہونا	بَعُدَ (ل)	دور ہونا
قَرَءَ (م)	پڑھنا	فَتَحَ (م)	کھولنا

کَتَبَ (م)	لکھنا	اَکَلَ (م)	کھانا
جَلَسَ (ل)	بیٹھنا	نَجَحَ (ل)	کامیاب ہونا
قَدِمَ (ل)	آنا	ذَهَبَ (ل)	جانا
مَرِضَ (ل)	بیمار ہونا	وَجَدَ (م)	پانا

مشق نمبر - 31

افعال کے صیغے اور جملوں کے اجزاء کی وضاحت کریں پھر ترجمہ کریں:

مثال: (۱) قَرَءَ اِبْرَاهِيْمُ الْقُرْاٰنَ فِي الْبَيْتِ

قَرَءَ: فعل ماضی ہے۔ صیغہ واحد مذکر غائب

اِبْرَاهِيْمُ: فاعل ہے۔ اس لیے حالت رفع میں ہے۔

اَلْقُرْاٰنَ: مفعول ہے۔ اس لیے حالت نصب میں ہے۔

فِي الْبَيْتِ: مرکب جاری ہے اور متعلق فعل ہے۔

یہ جملہ فعلیہ ہے۔ ترجمہ: ابراہیم نے گھر میں قرآن پڑھا۔

مثال: (۲) اِبْرَاهِيْمُ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فِي الْبَيْتِ

اِبْرَاهِيْمُ: مبتدا ہے۔

قَرَءَ: فعل ماضی ہے اور ضمیر فاعل هُوَ اس میں شامل ہے۔

اَلْقُرْاٰنَ: مفعول ہے۔ حالت نصب میں ہے۔

فِي الْبَيْتِ: مرکب جاری ہے اور متعلق فعل ہے۔ فعل، فاعل، مفعول اور متعلق فعل مل کر جملہ فعلیہ بن کر اِبْرَاهِيْمُ کی خبر ہے۔ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے مطابق ہوتی ہے، اس لیے فعل کا صیغہ واحد مذکر آیا ہے۔

یہ جملہ اسمیہ ہے۔ ترجمہ: ابراہیم نے گھر میں قرآن پڑھا۔

1. كَتَبَ مُعَلِّمٌ كِتَابًا بِقَلَمِ الرَّصَاصِ
2. قَرَأَتِ الرِّجَالُ الْقُرْاٰنَ فِي الْمَسَاجِدِ

3. اَلرِّجَالُ قَرَءُوا الْقُرْاٰنَ فِی الْمَسَاجِدِ

4. ذَهَبَ النِّسَاءُ اِلَی السُّوْقِ

5. اَلنِّسَاءُ ذَهَبْنَ اِلَی السُّوْقِ

6. اَقَرَئْتُنَّ الْقُرْاٰنَ الْيَوْمَ ؟

7. نَعَمْ ! قَرَئْنَا الْقُرْاٰنَ الْيَوْمَ

8. اَفَتَحْتِ الْبَابَ؟ لَا ! مَا فَتَحْتُ الْبَابَ

9. اَفَتَحَتِ الْبَابَ؟ نَعَمْ ! فَتَحَتِ الْبَابَ

10. قَدِمَ الْاَوْلَادُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ ذَهَبُوْا بَعْدَ الصَّلٰوةِ

11. دَخَلَتْ فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ فِی الْبَيْتِ وَاَكَلَتَا الطَّعَامَ

12. فَاطِمَةُ وَحَامِدٌ دَخَلَا فِی الْبَيْتِ وَاَكَلَا الطَّعَامَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. دربان آیا اور اس نے دروازہ کھولا۔ (جملہ اسمیہ و فعلیہ)

2. اساتذہ مسجد میں آئے اور انہوں نے قرآن پڑھا پھر وہ لوگ نماز کے بعد گئے۔ (جملہ فعلیہ و اسمیہ)

3. بچوں نے انجیر کھائی۔ (جملہ اسمیہ وفعلیہ)

4. کیا تو نے انار کھایا؟ جی نہیں، میں نے نہیں کھایا۔ (جملہ فعلیہ)

قرآنی مثالیں

1. فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ (الحجر:٣٠)

2. ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا (إبراهيم:٢٤)

3. صَدَقَ اللّٰهُ (آل عمران:٩٥)

4. وَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا (الكهف:٧٧)

5. قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ (البقرة:٢٥١)

6. نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (مريم:٢٦)

7. وَجَدَ اللّٰهَ (النور:٣٩)

8. خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ (البقرة:٧)

9. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (العلق:٢)

10. لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ (النسآء:٧٧)

11. وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا (البقرة:١٠٢)

جملہ فعلیہ میں مرکبات کا استعمال

(Use of Compounds in Verbal Sentence)

33:1 گزشتہ سبق میں آپ نے سادہ جملہ فعلیہ میں اس کے اجزاء کی ترتیب سمجھی تھی۔ اس ضمن میں یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جملہ فعلیہ میں فاعل، مفعول کبھی مفرد الفاظ ہوتے ہیں۔ مثلاً "استاد نے ایک لڑکے کو بلایا" کا عربی ترجمہ طَلَبَ الْاُسْتَاذُ وَلَدًا ہے اور اس میں اَلْاُسْتَاذُ اور وَلَدًا دونوں مفرد الفاظ ہیں۔ اَلْاُسْتَاذُ فاعل ہونے کی وجہ سے رفع میں ہے اور وَلَدًا مفعول ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کبھی مرکبات بھی فاعل یا مفعول ہوتے ہیں۔

33:2 اگر کسی جملہ فعلیہ میں مرکبات فاعل یا مفعول کے طور پر آ رہے ہوں تو ان کی اعرابی حالت بھی اسی لحاظ سے تبدیل ہوگی مثلاً طَلَبَ الْاُسْتَاذُ الصَّالِحُ وَلَدًا صَالِحًا (نیک استاد نے ایک نیک لڑکے کو بلایا) میں اَلْاُسْتَاذُ الصَّالِحُ مرکبِ توصیفی ہے اور فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے جب کہ وَلَدًا صَالِحًا بھی مرکب توصیفی ہے اور مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

33:3 مرکبِ توصیفی کا اعراب معلوم کرنے میں عموماً مشکل پیش نہیں آتی۔ البتہ مرکبِ اضافی کا اعراب معلوم کرنے کے لیے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ مرکبِ اضافی کا اعراب صرف مضاف پر ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً "اسکول کے لڑکے نے محلے کے لڑکے کو مارا" اس کا ترجمہ ہوگا ضَرَبَ وَلَدُ الْمَدْرَسَةِ وَلَدَ الْحَارَةِ۔ اس مثال میں وَلَدُ الْمَدْرَسَةِ میں وَلَدُ کا رفع بتا رہا ہے کہ پورا مرکبِ اضافی حالت رفع میں ہے اس لیے فاعل ہے اور وَلَدَ الْحَارَةِ میں وَلَدَ کا نصب بتا رہا ہے کہ پورا مرکبِ اضافی نصب میں ہے اس لیے مفعول ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ مرکبِ اضافی کے واحد، مثنّٰی یا جمع ہونے کا فیصلہ بھی مضاف کے عدد سے کیا جاتا ہے۔

33:4 ہم پڑھ چکے ہیں کہ فعل کے ہر صیغے میں فاعل کی ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔ مثلاً ضَرَبَ کے معنی ہیں (اُس ایک مذکر نے مارا) اس میں هُوَ کی ضمیر پوشیدہ ہے۔ اسی طرح ضَرَبُوْا میں هُمْ اور ضَرَبْتَ میں اَنْتَ کی ضمیریں پوشیدہ ہیں۔ چنانچہ آپ نوٹ کر لیں کہ پیراگراف نمبر 14:4 میں جو ضمائر مرفوعہ دی ہوئی ہیں وہ کبھی بطور فاعل بھی استعمال ہوتی ہیں۔

33:5 کسی جملہ فعلیہ میں اگر مفعول کی جگہ اس کی ضمیر استعمال کرنی ہو تو پیراگراف نمبر 19:2 میں دی گئی ضمائر استعمال ہوتی ہیں۔ یہ ضمائر جب بطور مفعول استعمال ہوتی ہیں تو موقع محل کے لحاظ سے یعنی محلًا منصوب مانی جاتی ہیں، اس لیے ان کو "ضمائر متصلہ منصوبہ" بھی کہتے ہیں۔ مثلاً ضَرَبَهٗ (اُس ایک مذکر نے اُس ایک مذکر کو مارا)، ضَرَبَهَا (اُس ایک مذکر نے اُس ایک مؤنث کو مارا) اور ضَرَبَكِ (اُس ایک مذکر نے تجھ ایک مؤنث کو مارا) وغیرہ۔

33:6 ضمائر کے بطور مفعول استعمال کے سلسلے میں دو باتیں مزید نوٹ کر لیں۔(1) اگر یہ کہنا ہو کہ "تم لوگوں نے اس ایک مذکر کی مدد کی" تو اس کا ترجمہ نَصَرْتُمْ ہُ نہیں بلکہ نَصَرْتُمُوْہُ ہو گا یعنی مفعولی ضمیر کے استعمال کے لیے جمع مخاطب مذکر کی ضمیر "تُمْ" سے "تُمُوْ" ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر مفعول اسم ظاہر ہو تو صیغۂ فعل اصلی حالت میں رہے گا۔ مثلاً "نَصَرْتُمْ زَیْدًا" وغیرہ۔(2) واحد متکلم کی ضمیر مفعولی "ی" کے بجائے "نِیْ" لگائی جاتی ہے۔ مثلاً "نَصَرَنِیْ" (اس ایک مذکر نے میری مدد کی) وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

قَعَدَ (ل)	بیٹھنا	مَکْتُوْبٌ	خط
رَفَعَ (م)	اٹھانا۔ بلند کرنا	طَعَامٌ	کھانا
ذَکَرَ (م)	یاد کرنا۔ یاد کرانا	فَ	پس۔ تو
سَمِعَ (م)	سننا	اِنَّا (اِنَّ نَا)	بے شک ہم نے
حَمِدَ (م)	تعریف کرنا	ذِکْرٌ	یاد
حَسِبَ (م)	گمان کرنا	اِنَّمَا ۔ اَنَّمَا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
خَلَقَ (م)	پیدا کرنا	عَبَثٌ	بے کار۔ بے مقصد
شَرِبَ (م)	پینا	مُفْسِدٌ	فسادی۔ شرارتی

مشق نمبر - 32

اردو میں ترجمہ کریں

1. وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ

2. قَرَءَ الْاَوْلَادُ الصَّالِحُوْنَ الْقُرْاٰنَ

3. وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

4. سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

5. قَدِمَ بَوَّابُ الْمَدْرَسَةِ وَفَتَحَ اَبْوَابَ الْمَدْرَسَةِ

---

6. هَلْ اَكَلْتِ طَعَامَكِ؟ نَعَمْ! اَكَلْتُ طَعَامِيْ

---

7. هَلْ كَتَبْتُمْ دَرْسَكُمْ وَقَرَءْتُمُوْهُ؟ نَعَمْ! كَتَبْنَا دَرْسَنَا لٰكِنْ مَّا قَرَئْنَاهُ اِلَى الْاٰنَ

---

8. لِمَ ضَرَبْتُمُوْنِيْ؟ ضَرَبْنَاكَ بِالْحَقِّ

---

9. ذَهَبْتُمْ اِلٰى حَدِيْقَةِ الْحَيْوَانَاتِ وَضَحِكْتُمْ عَلٰى نَاقَةٍ سَمِيْنَةٍ

---

10. اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ جَلَسَ فِى الدِّيْوَانِ اَمَامَ الرِّجَالِ

---

11. لِمَ قَعَدْتَّ اَمَامَ بَابِ الْحَدِيْقَةِ؟ ذَهَبَ بَوَّابُهَا اِلَى السُّوْقِ فَقَعَدْتُّ اَمَامَهٗ

---

12. اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا

عربی میں ترجمہ کریں

1. نیک بچی نے اپنا سبق پڑھا۔ (جملہ اسمیہ)

---

2. محلہ کی عورتیں مدرسہ میں داخل ہوئیں اور انہوں نے قرآن پڑھا۔ (جملہ فعلیہ)

---

3. مدرسہ کے اِس لڑکے نے اُس مدرسہ کے لڑکے کو مارا۔ (جملہ فعلیہ)

4. حامد اور محمود مدرسہ میں آئے اور اپنا سبق پڑھا۔ (جملہ اسمیہ وفعلیہ)

5. دو شاگرد اپنے مدرسہ سے نکلے۔ (جملہ فعلیہ)

6. کچھ مرد آئے پھر وہ بیٹھے اور انہوں نے دودھ پیا۔ (جملہ فعلیہ)

قرآنی مثالیں

1. دَخَلْتَ جَنَّتَكَ (الکھف:٣٩)

2. سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (النسآء:١٤٠)

3. اَللّٰهُ الَّذِىْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ (الرعد:٢)

4. حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ (البقرة:٢١٧)

5. خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (الأعراف:١٢)

فعل ماضی مجہول

(Passive Past Tense)

گردان اور نائب فاعل کا تصور

(Conjugation and Concept of Symbolic Subject)

34:1 اب تک ہم نے جتنے افعال پڑھے ہیں وہ "فعل معروف" یا "فعل معلوم" کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے افعال کا فاعل جانا پہچانا ہوتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "حامد نے ایک خط لکھا" (كَتَبَ حَامِدٌ مَكْتُوْبًا)۔ یہاں ہمیں معلوم ہے کہ خط لکھنے والا یعنی فاعل حامد ہے۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں "اس نے ایک خط لکھا" (كَتَبَ مَكْتُوْبًا) تو یہاں (هُوَ) "اُس نے" کی ضمیر بتارہی ہے کہ فاعل یعنی خط لکھنے والا کون ہے۔ لیکن اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ خط لکھنے والا کون ہے۔ صرف اتنا معلوم ہو کہ "خط لکھا گیا" تو اس جملے میں فاعل نامعلوم یعنی مجہول ہے۔ اس لیے ایسے فعل کو "فعل مجہول" کہتے ہیں۔ انگریزی زبان میں "فعل معروف" کو Active Voice اور "فعل مجہول" کو Passive Voice کہا جاتا ہے۔

34:2 کسی فعل کا ماضی مجہول بنانا بہت ہی آسان ہے، اس لیے کہ عربی میں ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے اور وہ ہے "فُعِلَ" یعنی ماضی معروف کا کوئی بھی وزن ہو، مجہول ہمیشہ فُعِلَ کے وزن پر ہی آئے گا۔ مثلاً نَصَرَ (اُس نے مدد کی) سے نُصِرَ (اُس کی مدد کی گئی) وغیرہ۔

34:3 فعل مجہول میں چونکہ فاعل مذکور نہیں ہوتا بلکہ اس کے بجائے مفعول کا ذکر ہوتا ہے، اس لیے عربی گرامر میں مجہول کے ساتھ مذکور مفعول کو مختصراً "نائب الفاعل" کہہ دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقرہ میں وہ فاعل کی طرح فعل کے بعد آتا ہے یعنی اسکی جگہ لیتا ہے۔ ویسے عربی گرامر میں نائب الفاعل کو "مَفْعُوْلٌ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ" کہتے ہیں۔ یعنی وہ مفعول جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو۔

34:4 یہ بات یاد رکھیں کہ نائب الفاعل، فاعل کی طرح حالت رفع میں ہوتا ہے۔ مثلاً كُتِبَ مَكْتُوْبٌ (ایک خط لکھا گیا) وغیرہ۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اگر جملہ میں یہ مذکور ہو کہ فاعل کون ہے تو اس صورت میں مفعول کو نائب الفاعل نہیں کہتے بلکہ اس صورت میں مفعول حالت نصب میں ہی آتا ہے۔ مثلاً كَتَبَ زَيْدٌ مَكْتُوْبًا میں فاعل "زَيْدٌ" مذکور ہے۔ یا كَتَبْتُ مَكْتُوْبًا میں پوشیدہ ضمیر اَنَا (میں نے) بتارہی ہے کہ فاعل کون ہے۔ اسی طرح كَتَبْتَ مَكْتُوْبًا میں اَنْتَ (تو نے) کی ضمیر جبکہ كَتَبَ مَكْتُوْبًا میں هُوَ (اُس نے) کی ضمیر فاعل کی نشاندہی کررہی ہے۔ اسی لیے ان سب

جملوں میں مَكْتُوْبًا مفعول ہے اور حالت نصب میں ہے۔

34:5 چنانچہ مذکورہ مثالوں کو ذہن میں رکھ کر یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ مَكْتُوْبٌ صرف اور صرف اس حالت میں نائب الفاعل کہلائے گا جب اس سے پہلے کوئی فعل مجہول ہو۔ مثلاً كُتِبَ (لکھا گیا)، سُمِعَ (سنا گیا)، قُرِءَ (پڑھا گیا)، فُهِمَ (سمجھا گیا) وغیرہ کے بعد اگر (مَكْتُوْبٌ) آئے گا تو یہ نائب الفاعل کہلائے گا اور یہ ہمیشہ حالت رفع میں ہو گا۔

34:6 یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ کسی جملہ میں اگر نائب الفاعل مذکور نہ ہو تو مجہول صیغہ میں موجود ضمائر ہی نائب الفاعل کی نشاندہی کریں گی۔ مثلاً شُرِبَ مَاءٌ (پانی پیا گیا) میں تو مَاءٌ نائب الفاعل ہے لیکن اگر ہم صرف شُرِبَ کہیں جس کا مطلب ہے (وہ پیا گیا)۔ تو یہاں "وہ" کی ضمیر اس چیز کی نشاندہی کر رہی ہے جو پی گئی ہے۔ اس لیے شُرِبَ میں هُوَ (وہ) کی ضمیر نائب الفاعل ہے۔ اسی طرح ضُرِبْتَ (تو مارا گیا) میں اَنْتَ (تو) کی ضمیر نائب الفاعل ہے۔

34:7 آپ ماضی معروف کی گردان سیکھ چکے ہیں، اب نوٹ کر لیں کہ ماضی مجہول کی گردان بھی اسی طرح کی جاتی ہے بلکہ اس میں یہ آسانی بھی ہے کہ صرف ایک ہی وزن فُعِلَ کی گردان ہو گی۔ یعنی فُعِلَ، فُعِلَا، فُعِلُوْا، فُعِلَتْ، فُعِلَتَا، فُعِلْنَ سے لے کر فُعِلْتُ، فُعِلْنَا تک۔ دوبارہ نوٹ کر لیں کہ ماضی معروف کی گردان کے ہر صیغہ میں موجود ضمیر فاعل کا کام دیتی ہے اور ماضی مجہول کے ہر صیغہ میں موجود ضمیر نائب الفاعل کا کام دے رہی ہوتی ہے۔

ذخیرہ الفاظ

عَسْكَرِيٌّ	فوجی۔ سپاہی	اَلْيَوْمَ	آج
مُحَارَبَةٌ	لڑائی	غَدًا	کل (آنے والا)
حُوْتٌ	مچھلی	بَعَثَ	اٹھانا۔ بھیجنا
اَرُزٌّ	چاول	ذَبَحَ	ذبح کرنا
بِالْاَمْسِ	کل (گزرا ہوا)	نَفَخَ	پھونک مارنا

مشق نمبر - 33 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے مجہول کی گردان کریں اور ہر صیغہ کا ترجمہ لکھیں:

1. طَلَبَ 2. حَمِدَ 3. نَصَرَ

مشق نمبر - 33 (ب)

مندرجہ ذیل افعال کے متعلق بتائیں کہ وہ لازم ہیں یا متعدی، معروف ہیں یا مجہول، اور ان کا صیغہ کیا ہے، پھر ان کا ترجمہ کریں۔

1. شَرِبْنَا
2. خُلِقَا
3. حُمِدْتَّ

4. طُلِبْنَ
5. قَعَدْتُّ
6. خَلَقْتَ

7. أُكِلَ التَّمْرُ
8. اَكَلْنَا الْحُوْتَ وَالْاَرُزَّ الْيَوْمَ
9. بُعِثَ وَلَدُهُ اِلٰى لَاهَوْرَ

10. هَلْ فُتِحَ بَابَا الْمَدْرَسَةِ
11. نَعَمْ! فَتَحَ الْبَوَّابُ بَابَيِ الْمَدْرَسَةِ

قرآنی مثالیں

1. يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ (الحج: ۷۳)
2. كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ (البقرة: ۲۱۶)

3. طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (التوبة: ۸۷)
4. وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ (الكهف: ۹۹)

5. وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (الغاشية: ۱۸-۲۰)

دو مفعول والے متعدی افعال کی مشق

(Exercise with Ditransitive Verb)

35:1 پیراگراف نمبر 32:1 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ فعلِ لازم میں مفعول کے بغیر صرف فاعل سے بات پوری ہو جاتی ہے، جبکہ فعلِ متعدی میں مفعول کے بغیر بات پوری نہیں ہوتی۔ اب نوٹ کرلیں کہ بعض متعدی افعال ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں بات پوری کرنے کے لیے دو مفعول کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ہم کہیں کہ حامد نے گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ) تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس کے متعلق گمان کیا؟ اب اگر ہم کہیں کہ حامد نے محمود کو گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ مَحْمُوْدًا) تب بھی بات ادھوری رہتی ہے۔ سوال باقی رہتا ہے کہ محمود کو کیا گمان کیا؟ جب ہم کہتے ہیں کہ حامد نے محمود کو عالم گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ مَحْمُوْدًا عَالِمًا) تب بات پوری ہوتی ہے۔ ایسے افعال کو اَلْمُتَعَدِّیْ اِلٰی مَفْعُوْلَیْنِ کہتے ہیں اور دوسرا مفعول بھی حالت نصب میں ہوتا ہے۔

35:2 اب یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ دو مفعول والے متعدی افعال کے لیے جب مجہول کا صیغہ آتا ہے تو پہلا مفعول قاعدے کے مطابق نائب الفاعل بن کر حالت رفع میں آتا ہے لیکن دوسرا مفعول بدستور حالت نصب میں ہی رہتا ہے۔ جیسے حُسِبَ مَحْمُوْدٌ عَالِمًا (محمود کو عالم گمان کیا گیا) وغیرہ۔

35:3 فعل لازم کی تعریف ایک مرتبہ پھر ذہن میں تازہ کریں۔ یعنی فعل لازم وہ فعل ہے جس کے ساتھ مفعول آ ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ فعل لازم کا مجہولی صیغہ بھی نہیں آتا۔

35:4 خیال رہے کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی فعل متعدی کا مفعول مذکور نہ ہو، مگر فعل لازم کے ساتھ تو مفعول آ ہی نہیں سکتا۔ مثلاً بَعَثَ مُعَلِّمٌ (ایک استاد نے بھیجا) ایک جملہ ہے مگر ہم اس میں مفعول کا اضافہ کر کے بَعَثَ مُعَلِّمٌ وَلَدًا (ایک استاد نے ایک لڑکے کو بھیجا) کہہ سکتے ہیں مگر جَلَسَ الْمُعَلِّمُ (استاد بیٹھا) کے بعد کوئی مفعول نہیں لگایا جاسکتا۔ اس لیے کہ جَلَسَ فعل لازم ہے۔ چنانچہ جَلَسَ کا مجہولی صیغہ جُلِسَ استعمال نہیں ہو سکتا۔ جبکہ بَعَثَ چونکہ فعل متعدی ہے اس لیے اس کا مجہول بُعِثَ استعمال کیا جاسکتا ہے باوجود اس کے کہ جملے میں اس کا مفعول نہ آیا ہو۔

35:5 اب آپ نوٹ کریں کہ مشق نمبر 33 (الف) میں آپ سے فَعَلَ اور فَعِلَ کے وزن پر آنے والے افعال کی مجہولی گردان کرائی گئی لیکن فَعُلَ کے وزن پر آنے والے کسی فعل کی مجہولی گردان نہیں کرائی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فَعُلَ کے وزن پر آنے والے تمام افعال ہمیشہ لازم ہوتے ہیں جبکہ فَعَلَ اور فَعِلَ کے وزن پر لازم اور متعدی دونوں طرح

کے افعال آتے ہیں۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا) لازم ہے اور رَفَعَ (اُس نے بلند کیا) متعدی ہے۔ اسی طرح فَرِحَ (وہ خوش ہوا) لازم ہے اور شَرِبَ (اُس نے پیا) متعدی ہے۔ لیکن فَعُلَ کے وزن پر آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں مثلاً بَعُدَ (وہ دور ہوا)، ثَقُلَ (وہ بھاری ہوا) وغیرہ۔ اس لیے اس وزن پر آنے والے کسی فعل کا مجہول استعمال نہیں ہوتا۔

ذخیرہ الفاظ

سَئَلَ	پوچھنا۔ مانگنا	صِيَامٌ	روزہ رکھنا
وَجِلَ	خوف محسوس کرنا	مَسْكَنَةٌ	فقیری۔ کمزوری
شَهَادَةٌ	گواہی	إِذَا	جب بھی
وَاجِبَاتُ الْمَدْرَسَةِ	ہوم ورک	مَوْؤُوْدَةٌ	زندہ دفن کی ہوئی لڑکی

مشق نمبر - 34

اردو میں ترجمہ کریں

1. حَسِبُوْا حَامِدًا عَالِمًا
2. حُسِبَ حَامِدٌ عَالِمًا
3. أَأَنْتَ شَرِبْتَ لَبَنًا؟
4. شُرِبَ لَبَنٌ
5. هَلْ طَلَبْتَنِيْ فِي الدِّيْوَانِ؟ لَا! مَا طَلَبْتُكَ فِي الدِّيْوَانِ
6. كَتَبَ وَلَدُكَ وَوَلَدُهُ وَاجِبَاتِ الْمَدْرَسَةِ ثُمَّ بُعِثَا إِلَى السُّوْقِ
7. لِمَ طُلِبْتَ فِي الدِّيْوَانِ؟ طُلِبْتُ لِلشَّهَادَةِ

8. كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

9. ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

10. اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

11. وَاِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ

عربی میں ترجمہ کریں

1. ایک شخص نے ایک بڑے شیر کو قتل کیا۔
2. ایک بڑا شیر قتل کیا گیا۔
3. میں نے حامد کے لڑکے کو طلب کیا۔
4. حامد کا لڑکا طلب کیا گیا۔
5. حامد نے محمود کو نیک گمان کیا۔
6. محمود کو نیک گمان کیا گیا۔

فعل مضارع

(Imperfective Tense)

مضارع معروف کی گردان اور اوزان

(Conjugation of Active Voice and Patterns)

36:1 سبق نمبر 29 کے پیراگراف 29:5 میں ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ عربی میں بھی بلحاظ زمانہ فعل کی تقسیم سہ گانہ ہے یعنی ماضی، حال اور مستقبل۔ اس کے بعد ہم نے فعل ماضی کے متعلق کچھ باتیں سمجھی تھیں۔ اب ہم نے حال اور مستقبل کے متعلق کچھ باتیں سمجھنی ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ عربی میں حال اور مستقبل دونوں کے لیے ایک ہی فعل استعمال ہوتا ہے جسے "فعل مضارع" کہتے ہیں۔ مثلاً فعل ماضی "**فَتَحَ**" (اس نے کھولا) کا مضارع **یَفْتَحُ** بنتا ہے اور اس کے معنی ہیں "وہ کھولتا ہے یا وہ کھولے گا"۔ گویا فعل مضارع میں بیک وقت حال اور مستقبل دونوں کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔

36:2 فعل ماضی سے فعل مضارع بنانے کے لیے کچھ علامتیں استعمال ہوتی ہیں جو چار ہیں یعنی ی، ت، ا، ن (ان کو ملاکر "یَتَانِ" کہتے ہیں)۔ کس صیغے پر کون سی علامت لگائی جاتی ہے، اس کا علم آپ کو ذیل میں دی گئی فعل مضارع کی گردان سے ہوگا۔ اس لیے پہلے آپ گردان کا مطالعہ کرلیں پھر اس کے حوالہ سے کچھ باتیں آپ کو سمجھنی ہوں گی۔

گردان فعل مضارع معروف

		واحد	مثنّیٰ	جمع
غائب	مذکر	یَفْعَلُ	یَفْعَلَانِ	یَفْعَلُوْنَ
		وہ ایک (مذکر) کرتا ہے یا کرے گا	وہ دو (مذکر) کرتے ہیں یا کریں گے	وہ سب (مذکر) کرتے ہیں یا کریں گے
	مؤنث	تَفْعَلُ	تَفْعَلَانِ	یَفْعَلْنَ
		وہ ایک (مؤنث) کرتی ہے یا کرے گی	وہ دو (مؤنث) کرتی ہیں یا کریں گی	وہ سب (مؤنث) کرتی ہیں یا کریں گی

مخاطب	مذکر	تَفْعَلُ تو ایک (مذکر) کرتا ہے یا کرے گا	تَفْعَلَانِ تم دو (مذکر) کرتے ہو یا کرو گے	تَفْعَلُوْنَ تم سب (مذکر) کرتے ہو یا کرو گے
	مؤنث	تَفْعَلِيْنَ تو ایک (مؤنث) کرتی ہے یا کرے گی	تَفْعَلَانِ تم دو (مؤنث) کرتی ہو یا کرو گی	تَفْعَلْنَ تم سب (مؤنث) کرتی ہو یا کرو گی
متکلم	مذکر و مؤنث	اَفْعَلُ میں کرتا / کرتی ہوں یا کروں گا / گی	نَفْعَلُ ہم دو کرتے / کرتی ہیں یا کریں گے / گی	نَفْعَلُ ہم سب کرتے / کرتی ہیں یا کریں گے / گی

36:3 اب ذیل میں دیے ہوئے نقشے پر غور کر کے مختلف صیغوں میں ہونے والی تبدیلیوں کو ذہن نشین کر لیں۔ حسب معمول اس میں ف ع ل کلمات کو تین چھوٹی لکیروں سے ظاہر کیا گیا ہے۔

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	یَـ ـْـ ـَـ ـُـ	یَـ ـْـ ـَـ ـَـانِ	یَـ ـْـ ـَـ ـُـوْنَ
	مؤنث	تَـ ـْـ ـَـ ـُـ	تَـ ـْـ ـَـ ـَـانِ	یَـ ـْـ ـَـ ـْـنَ
مخاطب	مذکر	تَـ ـْـ ـَـ ـُـ	تَـ ـْـ ـَـ ـَـانِ	تَـ ـْـ ـَـ ـُـوْنَ
	مؤنث	تَـ ـْـ ـَـ ـِـیْنَ	تَـ ـْـ ـَـ ـَـانِ	تَـ ـْـ ـَـ ـْـنَ
متکلم	مذکر و مؤنث	اَـ ـْـ ـَـ ـُـ	نَـ ـْـ ـَـ ـُـ	نَـ ـْـ ـَـ ـُـ

36:4 مذکورہ نقشے پر غور کرنے سے ایک بات یہ سمجھنی چاہیے کہ ماضی سے فعل مضارع کا پہلا صیغہ بنانے کے لیے ماضی پر علامت مضارع "ی" لگا کر فا کلمہ کو جزم دیتے ہیں اور لام کلمہ پر ضمّہ (ـُ) لگاتے ہیں۔ صیغوں کی تبدیلی کی وجہ سے لام کلمہ کی

حرکات میں تبدیلی ہوتی ہے لیکن علامت مضارع کا فتحہ (ـَ) اور فا کلمہ کا جزم بر قرار رہتے ہیں، جبکہ عین کلمہ پر تینوں حرکتیں یعنی ضمہ (ـُ)، فتحہ (ـَ) اور کسرہ (ـِ) آتی ہیں۔ گویا جس طرح ماضی کے تین اوزان **فَعَلَ، فَعِلَ** اور **فَعُلَ** تھے، اسی طرح مضارع کے بھی تین اوزان **یَفْعَلُ، یَفْعِلُ** اور **یَفْعُلُ** ہیں۔ جن کے متعلق تفصیلی بات ان شاء اللہ اگلے سبق میں ہو گی۔ (اس سبق کی مشق کرتے وقت آپ مشق میں دیے گئے فعل مضارع کی عین کلمہ کی حرکت کا خاص خیال رکھیں اور اس کے مطابق گردان کریں۔)

36:5 مذکورہ بالا نقشہ کی مدد سے دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ علامت مضارع "ی" مذکر غائب کے تینوں صیغوں کے علاوہ صرف جمع مؤنث غائب کے صیغہ میں لگائی جاتی ہے جبکہ علامت "ا" صرف واحد متکلم اور علامت "ن" ثنیٰ متکلم اور جمع متکلم میں لگتی ہے۔ باقی آٹھ صیغوں میں علامت "ت" لگتی ہے۔

36:6 امید ہے کہ آپ نے یہ بھی نوٹ کر لیا ہو گا کہ گردان میں "**تَفْعَلُ**" دو صیغوں میں اور **تَفْعَلَانِ** تین صیغوں میں مشترک ہے۔ اس کی وجہ سے پریشان نہ ہوں کیونکہ یہ جب جملوں میں استعمال ہوتے ہیں تو عبارت کے سیاق و سباق (Context) کی مدد سے صحیح صیغہ کے تعین میں مشکل پیش نہیں آتی۔

36:7 فعل مضارع کے متعلق مزید باتیں سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ مضارع کی گردان یاد کر لیں اور اس کی مشق کر لیں۔

مشق نمبر - 35

ذیل میں چھ افعال مضارع ایسے دیئے جا رہے ہیں جن کے ماضی کے معنی آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان سب کی مضارع کی گردان (مع ترجمہ) کرتے وقت عین کلمہ کی حرکت کا خاص خیال رکھیں۔

1. یَبْعَثُ
2. یَفْرَحُ
3. یَحْسِبُ
4. یَغْلِبُ
5. یَدْخُلُ
6. یَقْرُبُ

مضارع میں صرف مستقبل یا نفی کے معنی پیدا کرنا اور مضارع مجہول بنانا

(Future Tense, Negative of Imperfect and Imperfect Passive)

37:1 مضارع کی گردان یاد کر لینے اور اس کے صیغوں کو پہچان لینے کے بعد مناسب ہے کہ آپ ان کو جملوں میں استعمال کرنے کی مشق کر لیں۔ لیکن مشق شروع کرنے سے پہلے مضارع کے متعلق چند مزید باتیں ذہن نشین کر لیں۔

37:2 اگر فعل مضارع میں مستقبل کے معنی مخصوص کرنے ہوں تو مضارع سے پہلے سَ لگا دیتے ہیں، مثلاً یَفْتَحُ کے معنی ہیں "وہ کھولتا ہے یا کھولے گا"۔ لیکن سَيَفْتَحُ کے صرف ایک معنی ہیں "وہ کھولے گا"۔

37:3 مضارع کو مستقبل سے مخصوص کرنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ اس سے قبل سَوْفَ کا اضافہ کر دیتے ہیں جس کے معنی ہیں "عنقریب"، مثلاً سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (عنقریب یعنی جلد ہی تم جان لوگے) وغیرہ۔

37:4 ماضی میں اگر نفی کے معنی پیدا کرنے ہوں تو اس سے پہلے مَا لگاتے تھے، جیسے مَا ذَهَبْتُ (میں نہیں گیا)۔ اب نوٹ کریں مضارع میں نفی کے معنی پیدا کرنے کے لیے لَا لگایا جاتا ہے، مثلاً لَا تَذْهَبُ (تو نہیں جاتا ہے یا نہیں جائے گا)۔ استثنائی صورتوں میں مَا بھی لگا دیا جاتا ہے، جیسے مَا يَعْلَمُ (وہ نہیں جانتا ہے یا نہیں جانے گا)۔

37:5 مضارع کا مجہول بنانے میں بھی وہی آسانی ہے جو ماضی مجہول میں ہے یعنی مضارع معروف تو يَفْعَلُ، يَفْعِلُ اور يَفْعُلُ، میں سے کسی وزن پر بھی آئے ان سب کے مجہول کا ایک ہی وزن يُفْعَلُ ہوگا، مثلاً يَفْتَحُ (وہ کھولتا ہے یا کھولے گا) سے يُفْتَحُ (وہ کھولا جاتا ہے یا کھولا جائے گا)، يَضْرِبُ (وہ مارتا ہے یا مارے گا) سے يُضْرَبُ (وہ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا)، يَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا مدد کرے گا) سے يُنْصَرُ (وہ مدد کیا جاتا ہے یا مدد کیا جائے گا) وغیرہ۔

مشق نمبر - 36

اردو میں ترجمہ کریں

1. هَلْ تَفْهَمُ الْقُرْاٰنَ؟ لَا اَفْهَمُ الْقُرْاٰنَ

---

2. هَلْ يَفْهَمُوْنَ اللِّسَانَ الْعَرَبِيَّ؟ نَعَمْ! يَفْهَمُوْنَهٗ

---

3. هَلْ كَتَبْتُمْ وَاجِبَاتِ الْمَدْرَسَةِ ؟ لَا ! بَلْ سَوْفَ نَكْتُبُهَا

4. هَلْ تَشْرَبْنَ الْقَهْوَةَ ؟ نَحْنُ لَا نَشْرَبُ الْقَهْوَةَ

5. هَلْ بُعِثْتُمَا إِلَى الدِّيْوَانِ الْيَوْمَ ؟ لَا ! بَلْ نُبْعَثُ غَدًا

6. اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ

7. فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

8. اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا

9. قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. آج باغ کا دروازہ کھولا جائے گا۔

2. آج باغ کا دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔

3. دربان کہاں گیا؟ میں نہیں جانتا وہ کہاں گیا۔

4. تم لوگ کس کی عبادت کرتے ہو؟ ہم سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

5. کیا تو جانتا ہے کس نے تجھ کو خلق کیا؟ میں جانتا ہوں اللہ نے مجھ کو خلق کیا۔

6. تم لوگ جانتے ہو جو میں کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو تم لوگ کرتے ہو۔

قرآنی مثالیں

1. يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ (إبراهيم: ٢٥)

2. وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرة: ٢١٦)

3. اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (هود: ٧٣)

4. وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا (مريم: ٦٠)

5. يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ (الرحمٰن: ٤١)

6. فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ (التوبة: ١١١)

7. اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ (الصّٰفّٰت: ١٠٢)

8. اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر: ٥٣)

9. نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ (الأنعام: ١٥١)

10. يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (البقرة: ٦١)

11. يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (الحشر: ٨)

12. وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (الأنعام: ٣)

13. مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا (لقمان: ٣٤)

14. وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ (الأنعام: ٣١)

15. وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (البقرة: ٤٨)

ابواب ثلاثی مجرد

(Groups of Trilateral Verbs)

38:1 گزشتہ اسباق میں آپ نے یہ سمجھا تھا کہ عین کلمہ پر حرکات کی تبدیلی کی وجہ سے ماضی کے تین وزن بنتے ہیں یعنی **فَعَلَ**، **فَعِلَ** اور **فَعُلَ**۔ اور اسی طرح مضارع کے بھی تین وزن بنتے ہیں یعنی **یَفْعَلُ**، **یَفْعِلُ** اور **یَفْعُلُ**۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی فعل کا ماضی ہمیں معلوم ہو تو اس کا مضارع ہم کس وزن پر بنائیں؟ اس سبق میں ہم نے یہی بات سمجھنی اور سیکھنی ہے۔

38:2 اگر ایسا ہوتا کہ ماضی میں عین کلمہ پر جو حرکت ہے مضارع میں بھی وہی رہتی یعنی **فَعَلَ** سے **یَفْعَلُ**، **فَعِلَ** سے **یَفْعِلُ** اور **فَعُلَ** سے **یَفْعُلُ** بنتا تو ہمارا اور آپ کا کام بہت آسان ہو جاتا۔ لیکن صورت حال ایسی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی صورتحال کچھ اس طرح ہے کہ مثال کے طور پر جو افعال ماضی میں **فَعَلَ** کے وزن پر آتے ہیں ان میں سے کچھ کا مضارع تو **یَفْعَلُ** کے وزن پر ہی آتا ہے لیکن کچھ کا **یَفْعِلُ** اور کچھ کا **یَفْعُلُ** کے وزن پر بھی آتا ہے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر طلبہ کی اکثریت پریشان ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ اتنی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ اس سبق میں ہمارا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کی پریشانی دور کی جائے اور آپ کو بتایا جائے کہ آپ مضارع کا وزن کیسے معلوم کریں گے اور اسے کیسے یاد رکھیں گے۔ لیکن یہ طریقہ سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ اطمینان سے اور پوری توجہ کے ساتھ حقیقی صورت حال کا مکمل خاکہ ذہن نشین کر لیں۔ پھر ان شاءاللہ آپ کو مشکل پیش نہیں آئے گی۔

38:3 اوپر دی ہوئی مثال میں آپ نے دیکھا کہ **فَعَلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے تمام افعال تین گروپ میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور یہ تقسیم ان کے مضارع کے وزن کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یعنی (1) **فَعَلَ، یَفْعَلُ** (2) **فَعَلَ، یَفْعِلُ** اور (3) **فَعَلَ، یَفْعُلُ**۔ اسی طرح اگر ہم **فَعِلَ** اور **فَعُلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے تمام افعال تین تین کے گروپ میں تقسیم کر لیں تو کل نو (9) گروپ وجود میں آتے ہیں۔ یعنی (4) **فَعِلَ، یَفْعَلُ** (5) **فَعِلَ، یَفْعِلُ** (6) **فَعِلَ، یَفْعُلُ** اور (7) **فَعُلَ، یَفْعَلُ** (8) **فَعُلَ، یَفْعِلُ** (9) **فَعُلَ، یَفْعُلُ**۔ لیکن نوٹ کر لیں کہ عربی میں نو (9) نہیں بلکہ صرف چھ (6) گروپ استعمال ہوتے ہیں۔

38:4 اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا نو گروپ میں سے کون سے چھ گروپ استعمال ہوتے ہیں اور کون سے

تین گروپ استعمال نہیں ہوتے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل باتوں کو سمجھ کر ذہن نشین کرلیں تو ان شاء اللہ باقی باتیں سمجھنا اور یاد رکھنا آسان ہو جائیں گی۔

i) **فَعَلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں تینوں گروپ استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی (۱) **فَعَلَ، یَفْعَلُ** (۲) **فَعَلَ، یَفْعِلُ** اور (۳) **فَعَلَ، یَفْعُلُ**۔

ii) **فَعِلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں دو گروپ استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی (۴) **فَعِلَ، یَفْعَلُ** اور (۵) **فَعِلَ، یَفْعِلُ**۔ جبکہ **فَعِلَ، یَفْعُلُ** استعمال نہیں ہوتا۔

iii) **فَعُلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں صرف ایک گروپ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی (۶) **فَعُلَ، یَفْعُلُ** جبکہ **فَعُلَ، یَفْعَلُ** اور **فَعُلَ، یَفْعِلُ** استعمال نہیں ہوتے۔

38:5 اب مسئلہ آتا ہے چھ میں سے ہر گروپ کی پہچان مقرر کرنے کا۔ اس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ اگر ہمیں بتایا جاتا کہ مادہ **ف ت ح** گروپ نمبر 1 سے متعلق ہے تو ہم سمجھ جاتے کہ اس کا ماضی **فَتَحَ** اور مضارع **یَفْتَحُ** آئے گا۔ اسی طرح اگر بتایا جائے کہ ض ر ب کا تعلق گروپ نمبر 2 سے ہے تو ہم ماضی **ضَرَبَ** اور مضارع **یَضْرِبُ** بنالیتے۔ **علیٰ ھٰذا القیاس**

38:6 لیکن عربی قواعد مرتب کرنے والوں نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ ہر گروپ کا نام "باب" رکھا اور ہر باب میں استعمال ہونے والے افعال میں سے کسی ایک فعل کو منتخب کر کے اسے اس باب (گروپ) کا نمائندہ مقرر کر دیا اور اسی پر اس باب کا نام رکھ دیا۔ مثلاً گروپ نمبر 1 کا نام باب **فَتَحَ** اور گروپ نمبر 2 کا باب **ضَرَبَ** رکھ دیا وغیرہ۔ اب ذیل میں ہر "مستعمل گروپ" کے مقرر کردہ نام دیئے جارہے ہیں اور ہر ایک باب کے ساتھ اس کے لیے استعمال کی جانے والی مختصر علامت بھی دی جارہی ہے جو کہ متعلقہ باب کے نام کا پہلا حرف ہی ہے۔ ان کو مجموعی طور پر "**اَبْوَاب ثُلَاثِی مُجَرّد**" (صرف مادّے کے تین حروف سے بننے والے ابواب) کا نام دیا گیا ہے۔

گروپ نمبر	وزن	عین کلمہ کی حرکت		باب کا نام	علامت
		ماضی	مضارع		
1.	فَعَلَ - يَفْعَلُ	ـَ	ـَ	فَتَحَ — يَفْتَحُ	(ف)
2.	فَعَلَ - يَفْعِلُ	ـَ	ـِ	ضَرَبَ - يَضْرِبُ	(ض)
3.	فَعَلَ - يَفْعُلُ	ـَ	ـُ	نَصَرَ - يَنْصُرُ	(ن)
4.	فَعِلَ - يَفْعَلُ	ـِ	ـَ	سَمِعَ - يَسْمَعُ	(س)
5.	فَعِلَ - يَفْعِلُ	ـِ	ـِ	حَسِبَ - يَحْسِبُ	(ح)
6.	فَعُلَ - يَفْعُلُ	ـُ	ـُ	كَرُمَ - يَكْرُمُ	(ک)

38:7 ثلاثی مجرّد کے ابواب کا نام عموماً ماضی اور مضارع کا پہلا پہلا صیغہ بول کر لیا جاتا ہے، جیسا کہ اوپر نقشے میں لکھا گیا ہے۔ تاہم اختصار کے لیے کبھی صرف ماضی کا صیغہ بول دینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے مثلاً باب نَصَرَ، باب سَمِعَ وغیرہ۔ گویا یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ سننے والا ماضی کے صیغے سے اس کا مضارع سمجھ جاتا ہے۔ اس لیے آپ ان ابواب کو مندرجہ بالا نقشے کی مدد سے خوب اچھی طرح یاد کرلیں۔ کیونکہ ان کی آگے کافی ضرورت پڑے گی۔

38:8 امید ہے عربی میں استعمال ہونے والے افعال کے چھ گروپ یا چھ ابواب کا خاکہ آپ کے ذہن میں واضح ہو گیا ہو گا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں یہ کس طرح معلوم ہو کہ کوئی فعل کس باب سے آتا ہے یعنی ماضی اور مضارع میں اس کے عین کلمہ کی حرکت کیا ہو گی؟ تو اب نوٹ کر لیجیے کہ اس علم کا ذریعہ اہل زبان ہیں۔ یعنی وہ کسی فعل کا ماضی اور مضارع جس طرح استعمال کرتے ہیں، ہمیں اسی طرح سیکھنا اور یاد کرنا ہوتا ہے۔ اس کی مثال انگریزی کے فعل کی تین شکلیں ہیں جو اہل زبان کے استعمال کے مطابق یاد کرنی پڑتی ہیں اور اہل زبان کے اس استعمال کا پتہ لغت یعنی ڈکشنری سے چلتا ہے۔ ڈکشنری سے جہاں ہم کسی فعل کے معنی یاد کرتے ہیں وہیں اس کا باب بھی یاد کر لیتے ہیں اور اگر کسی فعل کے معنی اور باب ہم نے کسی کتاب وغیرہ سے یاد کیے تھے لیکن بھول گئے یا شبہہ میں پڑ گئے، تو اس وقت بھی ڈکشنری سے مدد لے لیتے ہیں۔

38:9 عربی لغت کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں الفاظ حروف تہجّی کی ترتیب سے نہیں لکھے ہوتے بلکہ ان کے

مادے حروف تہجی کی ترتیب سے دیے ہوتے ہیں۔ مثلاً تَفْرَحْنَ کا لفظ آپ کو "ت" کی پٹی میں نہیں ملے گا۔ اس کا مادہ ف ر ح ہے۔ اس لیے یہ آپ کو ف کی پٹی میں مادہ "ف ر ح" کے تحت ملے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ نشاندہی بھی موجود ہوگی کہ یہ مادہ کس باب سے آتا ہے۔

38:10 عربی لغت میں مادہ کے ساتھ باب کا نام ظاہر کرنے کے دو طریقے ہیں۔ (1) پرانی ڈکشنریوں میں عموماً مادہ کے ساتھ قوسین (بریکٹ) میں متعلقہ باب کی علامت لکھ دی جاتی ہے۔ مثلاً فرح (س) خوش ہونا، یعنی باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے فَرِحَ یَفْرَحُ آتا ہے۔ اب آپ گردان کے صیغے کو سمجھ کر تَفْرَحْنَ کا ترجمہ "تم سب عورتیں خوش ہوں گی" کرلیں گے۔ (2) جدید ڈکشنریوں میں ماضی کا صیغہ تو عین کلمہ کی حرکت سے لکھتے ہیں پھر ایک لکیر دے کر اس پر مضارع کی عین کلمہ کی حرکت لکھ دیتے ہیں۔ مثلاً فَرِحَ۔َ کا مطلب بھی فَرِحَ یَفْرَحُ ہے۔ ہم اس کتاب میں آپ کو کسی فعل کا باب بتانے کے لیے پہلا طریقہ استعمال کریں گے مثلاً فَرِحَ کے آگے (س) لکھا ہوگا اور معنی لکھے ہوں گے "خوش ہونا" اور (س) دیکھ کر آپ سمجھ جائیں گے کہ اس کا ماضی فَرِحَ اور مضارع یَفْرَحُ ہے۔ اسی طرح باب فَتَحَ کے لیے (ف)، ضَرَبَ کے لیے (ض) وغیرہ لکھا ہوا ملے گا۔ اس سبق کے ذخیرۂ الفاظ میں ہم گزشتہ اسباق کے افعال دوبارہ لکھ کر ان کے ابواب کی نشاندہی کر رہے ہیں تاکہ ان کے معانی آپ اس طریقہ سے یاد کریں جو آپ کو بتایا جارہا ہے۔

38:11 اب ہم اس سوال پر آگئے ہیں کہ کسی فعل کے باب کو یاد کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اب آپ افعال کے معنی پرانے طریقے سے یاد نہ کریں۔ یعنی یوں نہ کہیں کہ "فَرِحَ" کے معنی خوش ہونا اور "کَتَبَ" کے معنی لکھنا وغیرہ، بلکہ اس کا ماضی مضارع دونوں بول کر "مصدری" معنی بولیں۔ یعنی یوں کہیں کہ "فَرِحَ یَفْرَحُ کے معنی خوش ہونا۔ کَتَبَ یَکْتُبُ کے معنی لکھنا" وغیرہ۔ ذخیرۂ الفاظ میں لکھا ہوگا "دَخَلَ (ن) داخل ہونا"۔ لیکن آپ اس کو اس طرح یاد کریں "دَخَلَ یَدْخُلُ کے معنی داخل ہونا"۔ کہیں بھول چوک لگ جائے تو ڈکشنری دیکھیں۔ گویا اب آپ ڈکشنری دیکھنے کے قابل ہوگئے ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ابھی سے لغت کے استعمال کو عادت بنالیں۔

38:12 اگرچہ یہ سبق کافی طویل ہوگیا ہے لیکن آپ کی دلچسپی اور سہولت کی خاطر چند ابواب کی خصوصیات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نوٹ کرلیں کہ باب سَمِعَ سے آنے والے ابواب میں زیادہ تر (ہمیشہ نہیں) کسی ایسی صفت یا بات کا ذکر ہوتا ہے جو وقتی اور عارضی ہوتی ہیں۔ مثلاً فَرِحَ (خوش ہونا)۔ حَزِنَ (غمگین ہونا) وغیرہ۔ نیز یہ کہ اس باب میں آنے والے افعال زیادہ تر (تمام نہیں) لازم ہوتے ہیں جبکہ باب کَرُمَ سے آنے والے افعال میں کسی ایسی صفت

یا بات کا ذکر ہوتا ہے جو عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوتی ہیں مثلاً حَسُنَ (خوبصورت ہونا)۔ شَجُعَ (بہادر ہونا)۔ نیز یہ کہ اس باب سے آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں۔ باب فَتَحَ کی خصوصیت کا تعلق مادہ کے حروف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں عین کلمہ یا لام کلمہ کی جگہ حروف حلقی (ء، ھ، ع، ح، غ، خ) میں سے کوئی ایک حرف ضرور ہوتا ہے۔ صرف چند مادے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ باب حَسِبَ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے گنتی کے صرف چند افعال آتے ہیں، اس لیے اس کا استعمال بہت کم ہے۔

ذخیرہ الفاظ

دَخَلَ (ن)	داخل ہونا	فَرِحَ (س)	خوش ہونا
غَلَبَ (ض)	غالب ہونا	ضَحِكَ (س)	ہنسنا
قَرُبَ (ک)	قریب ہونا	بَعُدَ (ک)	دور ہونا
قَرَءَ (ف)	پڑھنا	فَتَحَ (ف)	کھولنا
كَتَبَ (ن)	لکھنا	اَكَلَ (ن)	کھانا
جَلَسَ (ض)	بیٹھنا	نَجَحَ (ف)	کامیاب ہونا
قَدِمَ (س)	آنا	مَرِضَ (س)	بیمار ہونا، مریض ہونا
ذَهَبَ (ف)	جانا	ضَرَبَ (ض)	مارنا
قَعَدَ (ن)	بیٹھنا	رَفَعَ (ف)	بلند کرنا
ذَكَرَ (ن)	یاد کرنا	سَمِعَ (س)	سننا
حَمِدَ (س)	تعریف کرنا	حَسِبَ (س)	گمان کرنا
خَلَقَ (ن)	پیدا کرنا	شَرِبَ (س)	پینا
بَعَثَ (ف)	بھیجنا	ذَبَحَ (ف)	ذبح کرنا

سَئَلَ (ف)	سوال کرنا، مانگنا	وَجِلَ (س)	خوف محسوس کرنا
طَلَعَ (ن)	طلوع ہونا، چڑھنا	شَكَرَ (ن)	شکر کرنا
مَنَحَ (ف)	عطا کرنا	طَلَبَ (ن)	مانگنا
عَلِمَ (س)	جاننا	لَبِثَ (س)	قیام کرنا، ٹھہرنا
نَهَضَ (ف)	اُٹھ جانا	صَدَقَ (ن)	سچ کہنا
لَعِبَ (س)	کھیلنا	هَزَمَ (ض)	شکست دینا
رَزَقَ (ن)	دینا، عطا کرنا	فَطُوْرٌ / فُطُوْرٌ	ناشتہ
صَيْفٌ	گرمی کا موسم	شِتَاءٌ	سردی کا موسم
جَائِزَةٌ	انعام	اِعَانَةٌ	مدد

مشق نمبر - 37

مندرجہ ذیل جملوں میں سے نمبر (1) افعال کا مادہ بتائیں۔ نمبر (2) ماضی / مضارع اور معروف / مجہول کی وضاحت کریں۔ نمبر (3) صیغہ بتائیں اور جہاں ایک سے زیادہ کا امکان ہو وہاں تمام ممکنہ صیغے لکھیں۔ اور نمبر (4) پھر اسی لحاظ سے ترجمہ کریں۔

نمبر	افعال	مادہ	زمانہ	معروف / مجہول	صیغہ	ترجمہ
.1	تَفْتَحَانِ					
.2	نَصْدُقُ					
.3	يَلْعَبْنَ					
.4	طَلَبْتُمُوْهُمْ					
.5	هَزَمْتُمُوْنِيْ					
.6	تُرْزَقِيْنَ					

7.	تَطْلُعُ الشَّمْسُ					
8.	رُزِقُوا					
9.	طَلَبْنَا					
10.	طَلَبَنَا					
11.	طُلِبْنَ					
12.	دَخَلْتَ					
13.	سَيَغْلِبُوْنَ					
14.	ذُكِرَ					
15.	ثَقُلَتْ					

ماضی کی اقسام (حصہ اول)

(Types of Past Tense-1)

39:1 آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ماضی کے بعد تو مضارع شروع ہو گیا تھا۔ لیکن اب درمیان میں پھر ماضی کا سبق کیوں آگیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ چونکہ ماضی کی مختلف اقسام میں ایک خاص فعل استعمال ہوتا ہے، جس کا ماضی ہے کَانَ (وہ تھا) اور مضارع ہے یَکُوْنُ (وہ ہوتا ہے یا ہو گا)۔ اس لیے ضروری تھا کہ آپ کو کَانَ سے متعارف کرانے سے قبل مضارع بھی سمجھا دیا جائے۔

39:2 دوسری وجہ یہ تھی کہ کَانَ یَکُوْنُ کی گردانیں ماضی، مضارع کی عام گردانوں سے تھوڑی سی مختلف ہیں، ایسا کیوں ہے۔ اس کی وجہ تو ان شاء اللہ آپ کو اس وقت سمجھ میں آئے گی جب آپ "حروفِ علّت" اور ان کے قواعد پڑھ لیں گے۔ فی الحال آپ معمولی فرق کے ساتھ ہی ان کی گردانیں یاد کرلیں تاکہ اگلے سبق میں آپ ماضی کی اقسام کے بیان میں ان کا استعمال سمجھ سکیں۔

فعل ماضی کَانَ کی گردان

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	کَانَ	کَانَا	کَانُوْا
		وہ ایک (مذکر) تھا	وہ دو (مذکر) تھے	وہ سب (مذکر) تھے
	مؤنث	کَانَتْ	کَانَتَا	کُنَّ
		وہ ایک (مؤنث) تھی	وہ دو (مؤنث) تھیں	وہ سب (مؤنث) تھیں
مخاطب	مذکر	کُنْتَ	کُنْتُمَا	کُنْتُمْ
		تو ایک (مذکر) تھا	تم دو (مذکر) تھے	تم سب (مذکر) تھے
	مؤنث	کُنْتِ	کُنْتُمَا	کُنْتُنَّ
		تو ایک (مؤنث) تھی	تم دو (مؤنث) تھیں	تم سب (مؤنث) تھیں
متکلم	مذکر و مؤنث	کُنْتُ	کُنَّا	کُنَّا
		میں تھا / تھی	ہم دو تھے / تھیں	ہم سب تھے / تھیں

فعل مضارع یَکُوْنُ کی گردان

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکر	یَکُوْنُ	یَکُوْنَانِ	یَکُوْنُوْنَ
		وہ ایک (مذکر) ہو گا	وہ دو (مذکر) ہوں گے	وہ سب (مذکر) ہوں گے
	مؤنث	تَکُوْنُ	تَکُوْنَانِ	یَکُنَّ
		وہ ایک (مؤنث) ہو گی	وہ دو (مؤنث) ہوں گی	وہ سب (مؤنث) ہوں گی
مخاطب	مذکر	تَکُوْنُ	تَکُوْنَانِ	تَکُوْنُوْنَ
		تو ایک (مذکر) ہو گا	تم دو (مذکر) ہو گے	تم سب (مذکر) ہو گے
	مؤنث	تَکُوْنِیْنَ	تَکُوْنَانِ	تَکُنَّ
		تو ایک (مؤنث) ہو گی	تم دو (مؤنث) ہو گی	تم سب (مؤنث) ہو گی
متکلم	مذکر و مؤنث	اَکُوْنُ	نَکُوْنُ	نَکُوْنُ
		میں ہوں گا / گی	ہم دو ہوں گے / گی	ہم سب ہوں گے / گی

39:3 یاد رکھئے کہ کَانَ (ماضی) بمعنی "تھا" عموماً ماضی ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یَکُوْنُ (مضارع) بمعنی "ہو گا یا ہو جائے گا" عموماً صرف مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی حال کے لیے بمعنی "ہے" "یَکُوْنُ استعمال نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے زیادہ تر جملہ اسمیہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً "زید بیمار تھا" کے لیے آپ کَانَ استعمال کریں گے اور "زید بیمار ہو جائے گا" کے لیے یَکُوْنُ استعمال ہو گا۔ (کَانَ یَکُوْنُ) کے استعمال کے کچھ قواعد ہیں جو آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔ مگر "زید بیمار ہے" کا ترجمہ آپ "زَیْدٌ مَّرِیْضٌ" ہی کریں گے۔

39:4 شاید آپ کو یاد ہو کہ سبق نمبر 11 میں جب ہم آپ کو جملہ اسمیہ نافیہ بنانا سکھا رہے تھے تو ہم نے "لَیْسَ" کے استعمال کے سلسلے میں یہ پابندی لگا دی تھی کہ صرف واحد مذکر غائب کے صیغہ میں اس کا استعمال کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ "لَیْسَ" کا استعمال صیغہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اب موقع ہے کہ آپ اس کی گردان بھی یاد کر لیں تاکہ جملہ اسمیہ میں آپ "لَیْسَ" کا درست استعمال کر سکیں۔

لَیْسَ کی گردان

		واحد	مثنّٰی	جمع
غائب	مذکر	لَیْسَ	لَیْسَا	لَیْسُوْا
		وہ ایک (مذکر) نہیں ہے	وہ دو (مذکر) نہیں ہیں	وہ سب (مذکر) نہیں ہیں
	مؤنث	لَیْسَتْ	لَیْسَتَا	لَسْنَ
		وہ ایک (مؤنث) نہیں ہے	وہ دو (مؤنث) نہیں ہیں	وہ سب (مؤنث) نہیں ہیں
مخاطب	مذکر	لَسْتَ	لَسْتُمَا	لَسْتُمْ
		تو ایک (مذکر) نہیں ہے	تم دو (مذکر) نہیں ہو	تم سب (مذکر) نہیں ہو
	مؤنث	لَسْتِ	لَسْتُمَا	لَسْتُنَّ
		تو ایک (مؤنث) نہیں ہے	تم دو (مؤنث) نہیں ہو	تم سب (مؤنث) نہیں ہو
متکلم	مذکر و مؤنث	لَسْتُ	لَسْنَا	لَسْنَا
		میں نہیں ہوں	ہم دو نہیں ہیں	ہم سب نہیں ہیں

39:5 کَانَ اور لَیْسَ کی گردان میں یہ بنیادی فرق ذہن نشین کر لیں کہ کَانَ سے ماضی اور مضارع دونوں کی گردان ہوتی ہے۔ یعنی یہ فعل دونوں طرح آتا ہے۔ جبکہ لَیْسَ سے صرف ماضی کی گردان ہوتی ہے۔ یعنی اس فعل کا مضارع استعمال نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ لَیْسَ کے معنی "نہیں تھا" کے بجائے "نہیں ہے، نہیں ہیں" وغیرہ ہوتے ہیں۔ یعنی اس فعل کی گردان تو ماضی جیسی ہے مگر یہ ہمیشہ حال کے معنی دیتا ہے۔

39:6 سبق نمبر 11 میں یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ جملہ اسمیہ پر جب لَیْسَ داخل ہوتا ہے تو معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ جملہ میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں اور اعرابی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ خبر حالتِ نصب میں آجاتی ہے یا خبر پر "بِ" لگا کر اسے مجرور کر دیا جاتا ہے۔ یعنی لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَۃُ قَائِمَۃً اور لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَۃُ بِقَائِمَۃٍ دونوں کا ترجمہ "استانی کھڑی نہیں ہے" ہو گا۔ اب آپ یہ بات بھی یاد کر لیں کہ جملہ اسمیہ پر کَانَ بھی داخل ہوتا ہے اور جب کسی جملہ اسمیہ پر کَانَ داخل ہوتا ہے تو معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ جملہ میں عموماً "ہے" کے بجائے "تھا" کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور لَیْسَ

کی طرح کَانَ بھی خبر کو حالتِ نصب میں لے جاتا ہے۔ مثلاً کَانَ الْمُعَلِّمُ قَائِمًا (استاد کھڑا تھا) وغیرہ۔ تاہم لَیْسَ کی مانند کَانَ کی خبر پر "بِ" نہیں لگا سکتے۔ یہ فرق اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

39:7 کَانَ اور لَیْسَ کے بارے میں ایک بات اور نوٹ کریں کہ یہ دونوں فعل کی طرح استعمال تو ہوتے ہیں مگر ان کے فاعل کو "اسم" کہتے ہیں۔ یعنی لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَةُ قَائِمَةً میں اَلْمُعَلِّمَةُ کو لَیْسَتْ کا فاعل نہیں بلکہ نحو کی اصطلاح کے مطابق لَیْسَ کا اسم کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کَانَ الْمُعَلِّمُ قَائِمًا میں بھی اَلْمُعَلِّمُ کو کَانَ کا فاعل نہیں بلکہ اسے کَانَ کا اسم کہا جاتا ہے۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ قَائِمَةً اور قَائِمًا بھی مفعول نہیں بلکہ بالترتیب لَیْسَ اور کَانَ کی خبر ہیں۔ اور اگرچہ لَیْسَ اور کَانَ ایک طرح کے فعل ہیں لیکن ان کے جملے کے شروع میں آنے سے یہ جملہ فعلیہ نہیں بنتا، بلکہ جیسا کہ آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ لَیْسَ اور کَانَ دونوں جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس میں معنوی اور اعرابی تبدیلی لاتے ہیں۔

39:8 کَانَ اور لَیْسَ بھی دیگر افعال کی طرح دونوں طریقوں سے استعمال ہوتے ہیں یعنی اگر کَانَ یا لَیْسَ کا اسم کوئی اسمِ ظاہر ہو تو ان کا صیغہ واحد ہی رہے گا۔ البتہ مذکر کے لیے واحد مذکر اور مؤنث کے لیے واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً کَانَ الْوَلَدَانِ صَالِحَیْنِ (دونوں لڑکے نیک تھے)، کَانَتِ الْبَنَاتُ صَالِحَاتٍ (لڑکیاں نیک تھیں)، لَیْسَ الرِّجَالُ مُجْتَهِدِیْنَ (مرد محنتی نہیں ہیں) اور لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَاتُ مُجْتَهِدَاتٍ (استانیاں محنتی نہیں ہیں) وغیرہ۔

39:9 اور اگر کَانَ اور لَیْسَ کا اسم، ظاہر نہ ہو بلکہ صیغہ میں، ضمیر کی صورت میں پوشیدہ ہو تو ایسی صورت میں جو ضمیر پوشیدہ ہو گی اسی کے مطابق صیغہ استعمال ہو گا۔ مثلاً کُنْتُمْ ظَالِمِیْنَ (تم لوگ ظالم تھے)۔ یہاں کُنْتُمْ میں اَنْتُمْ کی ضمیر کَانَ کا اسم ہے۔ اسی طرح لَسْنَا ظَالِمِیْنَ (ہم لوگ ظالم نہیں ہیں) میں نَحْنُ کی ضمیر لَیْسَ کا اسم ہے۔

مشق نمبر - 38

اردو میں ترجمہ کریں

1. کَانَتْ زَیْنَبُ قَائِمَةً
2. کَانَ الرِّجَالُ جَالِسِیْنَ
3. هَلْ کُنْتُمْ مُعَلِّمِیْنَ؟

_______ _______ _______

4. لَسْنَا کَاذِبِیْنَ
5. لَیْسُوْا صَادِقِیْنَ

_______ _______

6. مَتٰی تَکُوْنُ مُدَرِّسًا؟ اَکُوْنُ مُدَرِّسًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فِیْ ھٰذَا الْعَامِ

7. لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ
8. اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ
9. کَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ

10. اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ
11. کَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا
12. اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا

13. وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

قرآنی مثالیں

1. وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (البقرۃ:۳۴)
2. وَ کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (یونس:۹۱)
3. وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ (الأنعام:۲۳)
4. کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً (البقرۃ:۲۱۳)
5. اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ (آل عمران:۴۰)
6. وَ کَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ (التحریم:۱۲)
7. اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا (النسآء:۱۱)
8. وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا (النسآء:۳۰)
9. وَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (الأنفال:۵۱)
10. اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ (ھود:۷۸)
11. لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ (الغاشیۃ:۲۲)
12. اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (الأعراف:۱۷۲)

13. يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ (المائدۃ:٦٨)

14. لَسْتَ مُؤْمِنًا (النسآء:٩٤)

15. مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران:٦٧)

16. مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ:٩٨)

17. مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الأحزاب:٤٠)

ماضی کی اقسام (حصہ دوم)

(Types of Past Tense-2)

40:1 ماضی کی جو چھ اقسام ہیں ان کا تعلق اصلاً تو اردو اور فارسی گرامر سے ہے، کیونکہ عربی گرامر میں ماضی کی اقسام کو اس انداز سے بیان ہی نہیں کیا جاتا۔ البتہ ان اقسام کے مفہوم کو عربی میں کیسے بیان کیا جاتا ہے، یہ سمجھانے کے لیے ہم ذیل میں ان اقسام کے قواعد بیان کر رہے ہیں:

40:2 *(1)* **ماضی بعید:** فعل ماضی پر کَانَ لگا دینے سے اس میں ماضی بعید کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے ذَھَبَ کے معنی ہیں "وہ گیا"۔ جبکہ کَانَ ذَھَبَ کے معنی ہوں گے "وہ گیا تھا"۔ یاد رہے کہ کَانَ کی گردان متعلقہ فعل ماضی کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ بات ذیل میں دی گئی ماضی بعید کی گردان سے مزید واضح ہو جائے گی۔

واحد	تثنیہ	جمع
كَانَ ذَهَبَ	كَانَا ذَهَبَا	كَانُوْا ذَهَبُوْا
وہ ایک (مذکر) گیا تھا	وہ دو (مذکر) گئے تھے	وہ سب (مذکر) گئے تھے
كَانَتْ ذَهَبَتْ	كَانَتَا ذَهَبَتَا	كُنَّ ذَهَبْنَ
وہ ایک (مؤنث) گئی تھی	وہ دو (مؤنث) گئی تھیں	وہ سب (مؤنث) گئی تھیں
كُنْتَ ذَهَبْتَ	كُنْتُمَا ذَهَبْتُمَا	كُنْتُمْ ذَهَبْتُمْ
تو ایک (مذکر) گیا تھا	تم دو (مذکر) گئے تھے	تم سب (مذکر) گئے تھے
كُنْتِ ذَهَبْتِ	كُنْتُمَا ذَهَبْتُمَا	كُنْتُنَّ ذَهَبْتُنَّ
تو ایک (مؤنث) گئی تھی	تم دو (مؤنث) گئی تھیں	تم سب (مؤنث) گئی تھیں
كُنْتُ ذَهَبْتُ	كُنَّا ذَهَبْنَا	كُنَّا ذَهَبْنَا
میں گیا تھا / گئی تھی	ہم دو گئے تھے / گئی تھیں	ہم سب گئے تھے / گئی تھیں

40:3 *(2)* **ماضی استمراری:** ماضی استمراری اس کو کہتے ہیں جس میں ماضی میں کام کے مسلسل ہوتے رہنے کا مفہوم ہو۔ مثلاً اردو میں ہم کہتے ہیں "وہ لکھتا تھا" مراد یہ ہے کہ "وہ لکھا کرتا تھا" یا "لکھ رہا تھا"۔ عربی میں فعل

مضارع پر کَانَ لگانے سے ماضی استمراری کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کَانَ یَکْتُبُ (وہ لکھتا تھا یا لکھ رہا تھا یا وہ لکھا کرتا تھا)۔ یہاں بھی کَانَ اور متعلقہ فعل مضارع کی گردان ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ ذیل میں دی گئی ماضی استمراری کی گردان سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جائے گی:

واحد	مثنّٰی	جمع
کَانَ یَکْتُبُ	کَانَا یَکْتُبَانِ	کَانُوْا یَکْتُبُوْنَ
وہ ایک (مذکر) لکھتا تھا	وہ دو (مذکر) لکھتے تھے	وہ سب (مذکر) لکھتے تھے
کَانَتْ تَکْتُبُ	کَانَتَا تَکْتُبَانِ	کُنَّ یَکْتُبْنَ
وہ ایک (مؤنث) لکھتی تھی	وہ دو (مؤنث) لکھتی تھیں	وہ سب (مؤنث) لکھتی تھیں
کُنْتَ تَکْتُبُ	کُنْتُمَا تَکْتُبَانِ	کُنْتُمْ تَکْتُبُوْنَ
تو ایک (مذکر) لکھتا تھا	تم دو (مذکر) لکھتے تھے	تم سب (مذکر) لکھتے تھے
کُنْتِ تَکْتُبِیْنَ	کُنْتُمَا تَکْتُبَانِ	کُنْتُنَّ تَکْتُبْنَ
تو ایک (مؤنث) لکھتی تھی	تم دو (مؤنث) لکھتی تھیں	تم سب (مؤنث) لکھتی تھیں
کُنْتُ اَکْتُبُ	کُنَّا نَکْتُبُ	کُنَّا نَکْتُبُ
میں لکھتا تھا / لکھتی تھی	ہم دو لکھتے تھے / لکھتی تھیں	ہم سب لکھتے تھے / لکھتی تھیں

ماضی بعید اور ماضی استمراری میں موجود اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ماضی بعید میں کَانَ کے ساتھ اصل فعل کا ماضی کا صیغہ آتا ہے جبکہ ماضی استمراری میں کَانَ کے ساتھ اصل فعل کا مضارع آتا ہے۔

40:4 (3) **ماضی قریب**: اس میں کسی کام کے زمانہ حال میں مکمل ہو جانے کا مفہوم ہوتا ہے مثلاً "وہ گیا ہے"، "اس نے لکھا ہے" یا "وہ لکھ چکا ہے" وغیرہ۔ یعنی جانے یا لکھنے کا کام تھوڑی دیر پہلے یعنی ماضی قریب میں ہوا ہے۔ فعل ماضی کے شروع میں حرف "قَدْ" لگانے سے نہ صرف یہ کہ ماضی قریب کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ اس میں ایک زور (تاکید کا مفہوم) بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً قَدْ ذَھَبَ (وہ گیا ہے یا وہ جا چکا ہے) وغیرہ۔

40:5 (4) **ماضی شکیہ**: جب زمانہ ماضی میں کسی کام کے ہونے کے متعلق شک پایا جاتا ہو تو اسے ماضی شکّیہ

کہتے ہیں۔ جیسے "اس نے لکھا ہو گا" یا "وہ لکھ چکا ہو گا" وغیرہ۔ عربی میں ماضی شکّیہ کے معنی پیدا کرنے کے لیے اصل فعل کے ماضی سے پہلے یَکُوْنُ لگاتے ہیں۔ جیسے یَکُوْنُ کَتَبَ (اس نے لکھا ہو گا یا وہ لکھ چکا ہو گا)۔ نوٹ کر لیں کہ اس میں کَانَ کے مضارع یَکُوْنُ اور اصل فعل کے صیغۂ ماضی کی گردان ساتھ ساتھ چلے گی۔ مثلاً یَکُوْنُ کَتَبَ۔ یَکُوْنُوْنَ کَتَبُوْا۔ تَکُوْنُ کَتَبَتْ وغیرہ۔

40:6 یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو:

i) یَکُوْنُ یا تَکُوْنُ (مذکر یا مؤنث) تو صیغۂ واحد ہی لگے گا۔

ii) اس کے بعد فاعل یعنی اسم ظاہر آئے گا جو اب کَانَ کا اسم کہلائے گا۔

iii) اس کے بعد اصل فعل اسم ظاہر کے صیغہ کے مطابق (واحد جمع، مذکر مؤنث وغیرہ) آئے گا۔ مثلاً یَکُوْنُ الْمُعَلِّمُ کَتَبَ۔ یَکُوْنُ الْمُعَلِّمُوْنَ کَتَبُوْا۔ تَکُوْنُ الْمُعَلِّمَاتُ کَتَبْنَ وغیرہ۔

40:7 لفظ لَعَلَّ (شاید) کے استعمال سے بھی ماضی شکّیہ کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن لَعَلَّ کے استعمال کے متعلق دو اہم باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اوّلاً یہ کہ لَعَلَّ کبھی کسی فعل سے پہلے نہیں آتا بلکہ یہ ہمیشہ کسی اسم ظاہر پر یا کسی ضمیر پر داخل ہو گا۔ ثانیاً یہ کہ لَعَلَّ بھی اِنَّ کی طرح اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔ مثلاً لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ کَتَبَ مَکْتُوْبًا (شاید استاد نے ایک خط لکھا ہو گا) یا لَعَلَّهٗ کَتَبَ مَکْتُوْبًا (شاید اس نے ایک خط لکھا ہو گا) وغیرہ۔

40:8 مذکورہ مثالوں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس قسم کے جملوں کو عربی میں "فعل ماضی" کی کوئی قسم کہنا درست نہیں ہے۔ یہ دراصل جملہ اسمیہ پر لَعَلَّ داخل کرنے کا مسئلہ ہے جس کے ذریعہ عربی میں فعل ماضی شکّیہ کا مفہوم پیدا ہوتا ہے وہ بھی اس صورت میں جب جملہ اسمیہ کی خبر کوئی فعل ماضی کا صیغہ ہو۔ جیسے اَلْمُعَلِّمُ کَتَبَ (استاد نے لکھا) اسے لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ کَتَبَ (شاید استاد نے لکھا ہو گا)۔ ایسے جملہ اسمیہ کی خبر کوئی فعل مضارع ہو تو مفہوم تو شک کا پیدا ہو گا مگر زمانہ مستقبل میں۔ مثلاً لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ یَکْتُبُ (شاید استاد لکھے گا)۔

40:9 (5) **ماضی شرطیه**: ماضی شرطیہ میں ہمیشہ دو فعل آتے ہیں۔ پہلے میں شرط بیان ہوتی ہے اور دوسرے میں اس کا جواب ہوتا ہے۔ مثلاً "اگر تو بوتا تو کاٹتا"۔ اس میں "بوتا" اور "کاٹتا" دو فعل ہیں۔ "بوتا" شرط ہے اور "کاٹتا" جوابِ شرط ہے۔ عربی میں فعل ماضی میں شرط کے معنی پیدا کرنے کے لیے پہلے فعل یعنی شرط پر "لَوْ" (اگر) لگاتے ہیں جبکہ دوسرے فعل یعنی جوابِ شرط کے شروع میں اکثر (ہمیشہ نہیں) "لَ" لگاتے ہیں مثلاً لَوْ زَرَعْتَ لَحَصَدْتَّ (اگر تُو بوتا تو کاٹتا)۔

40:10 ماضی شرطیہ میں کبھی لَوْ کے بعد کَانَ کا اضافہ بھی کرتے ہیں اور کَانَ کے بعد اگر فعل ماضی آئے تو شرط کے ساتھ ماضی بعید کا مفہوم پیدا ہوتا ہے اور اگر کَانَ کے بعد فعل مضارع آئے تو شرط کے ساتھ ماضی استمراری کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں معانی کا جو فرق پڑتا ہے اُسے ذیل کی مثالوں سے سمجھ لیں۔ *(i)* لَوْكُنْتَ حَفِظْتَ دُرُوْسَكَ لَنَجَحْتَ " اگر تو نے اپنے اسباق یاد کئے ہوتے تو ضرور کامیاب ہوتا۔ *(ii)* لَوْكُنْتَ تَحْفَظُ دُرُوْسَكَ لَنَجَحْتَ " اگر تو اپنے اسباق یاد کرتا رہتا تو ضرور کامیاب ہوتا۔

40:11 *(6)* **ماضی تمنی یا تمنّائی:** فعل ماضی کے شروع میں لَيْتَ لگانے سے جملہ میں خواہش اور تمنا (چاہے ممکنات میں سے ہو یا نہیں) کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ لَعَلَّ کی طرح لَيْتَ بھی کسی فعل پر داخل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کسی اسم یا ضمیر پر داخل ہوتا ہے اور اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔ مثلاً لَيْتَ زَيْدًا نَجَحَ (کاش کہ زید کامیاب ہوتا)۔ يَا لَيْتَنِيْ نَجَحْتُ (اے کاش میں کامیاب ہوتا)۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی دراصل جملہ اسمیہ ہی ہوتا ہے جس کی خبر کوئی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ مبتدا کے شروع میں "لَيْتَ" لگتا ہے اور اب مبتدا کو لَيْتَ کا اسم کہتے ہیں۔ جو اِنَّ اور لَعَلَّ کے اسم کی طرح منصوب ہوتا ہے۔

40:12 لفظ "لَوْ" کبھی "کاش" کے معنی بھی دیتا ہے، جس سے جملہ میں ماضی تمنی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ ایسی صورت میں جملے میں جوابِ شرط نہیں آتا۔ جیسے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (کاش وہ لوگ جانتے ہوتے)۔

ذخیرہ الفاظ

رَجَعَ (ض)	لوٹنا	نَجَحَ (ف)	کامیاب ہونا
حَفِظَ (س)	یاد کرنا	سَمِعَ (س)	سننا
غَضِبَ (س)	غصّہ ہونا	عَقَلَ (ض)	سمجھنا
زَرَعَ (ف)	کھیتی بونا	حَصَدَ (ن)	کھیتی کاٹنا
صَاحِبٌ (ج أَصْحَابٌ)	ساتھی - والا	سَعِيْرٌ	دہکتی ہوئی آگ - دوزخ
كُلَّ يَوْمٍ	ہر روز	قُبَيْلَ	ذرا پہلے

مشق نمبر - 39

اردو میں ترجمہ کریں۔ نیز بتائیں کہ جملے میں ماضی کی کون سی قسم استعمال ہوئی ہے۔

1. یَا زَیْدُ ! لِمَ غَضِبَتِ الْمُعَلِّمَةُ عَلٰی اُخْتِكَ ؟ مَا کَانَتْ حَفِظَتْ دُرُوْسَهَا

2. هَلْ اَنْتَ تَحْفَظُ کُلَّ یَوْمٍ دَرْسَكَ ؟ اَنَا کُنْتُ اَحْفَظُ کُلَّ یَوْمٍ لٰكِنْ بِالْاَمْسِ مَا حَفِظْتُ

3. هَلْ وَلَدُكَ فِی الْبَیْتِ ؟ قَدْ خَرَجَ الْاٰنَ

4. وَ اَیْنَ یُوْسُفُ ؟ لَعَلَّهٗ ذَهَبَ اِلَی الْمَسْجِدِ

5. وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا

6. وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ

7. لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ

8. لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ

9. لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ

10. وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ کَانُوْا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ

11. وَیَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا

12. ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اسکول کے لڑکے باغ میں گئے ہیں۔ شاید وہ مغرب سے ذرا پہلے لوٹ آئیں۔

2. کیا تم نے کل اپنا سبق یاد نہیں کیا تھا؟

3. کیوں نہیں! میں نے کل اپنا سبق یاد کیا تھا۔

4. کیا مریم نے آج ہوم ورک لکھ لیا ہے؟

5. جی ہاں! اس نے لکھ لیا ہے۔

6. ہم لوگ ہوم ورک کل کریں گے۔

7. محلہ کے لڑکے ہر روز اپنے اسباق یاد کیا کرتے تھے۔ وہ سب امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

قرآنی مثالیں

1. يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ (النساء:٧٣)

2. وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ (سبأ:٥٣)

3. لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (آل عمران:١٢٣)

4. وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرة:٧٢)

5. كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ (الأنبياء:٧٤)

6. اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (النحل:٢٨)

7. لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الفتح:١٨)

8. وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (البقرة:١٠)

9. لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (البقرة:١٣٤)

10. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (البقرۃ:۶۱)

---

11. قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق:۳)

ضروری ہدایات:

اب ضرورت ہے کہ اردو سے عربی ترجمہ کرنے سے پہلے آپ اردو جملے کے اجزاء کو پہچان کر انہیں عربی جملہ کی ترتیب کے مطابق مرتب کرلیا کریں پھر اسی ترتیب سے ترجمہ کریں یعنی فعل، پھر فاعل (اگر اسم ظاہر ہو)، پھر مفعول (اگر مذکور ہو) اور پھر متعلق فعل۔ مثلاً مشق کے پہلے جملہ پر غور کریں۔ اس میں دو جملے شامل ہیں۔ عربی میں ترجمہ کرنے سے پہلے جملہ کی ترتیب اس طرح ہو گی۔ گئے ہیں (فعل ماضی قریب)، اسکول کے لڑکے (فاعل) باغ میں (متعلق فعل)۔اب آپ اسی ترتیب سے ترجمہ کریں۔

اسی طرح دوسرے جملہ میں پہلے آپ "شاید وہ لوٹ آئیں" کا ترجمہ کریں، اس کے بعد "مغرب سے ذرا پہلے" کا ترجمہ کریں۔

مضارع کے تغیّرات

(Moods of Imperfect)

41:1 فعل کے اعراب کے حوالے سے نوٹ کرلیں کہ عربی کے افعال میں سے فعل ماضی مبنی ہوتا ہے۔ یعنی اس کے پہلے صیغہ واحد مذکر غائب (**فَعَلَ**) میں لام کلمہ کا فتحہ (ـَ) تبدیل نہیں ہوتا۔ گردان میں اگرچہ اس پر ضمہ (ـُ) بھی آتا ہے، جیسے صیغہ جمع مذکر غائب (**فَعَلُوْا**) میں۔ اور بہت سے صیغوں میں یہ ساکن بھی ہو جاتا ہے۔ مگر چونکہ پہلے صیغے میں فعل ماضی کے لام کلمہ کی حرکت فتحہ (ـَ) ہی رہتی ہے اور کسی وجہ سے تبدیل نہیں ہوتی اس لیے کہا جاتا ہے کہ فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔

41:2 فعل ماضی کے برعکس فعل مضارع منصرف ہے۔ یعنی اس کے پہلے صیغے **یَفْعَلُ** میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کے لام کلمہ پر عموماً تو ضمہ (ـُ) ہوتا ہے، تاہم بعض صورتوں میں ضمہ کے بجائے اس پر فتحہ (ـَ) بھی آسکتا ہے اور بعض صورتوں میں اس پر علامتِ سکون (ـْ) بھی لگ سکتی ہے، یعنی مضارع کا پہلا صیغہ **یَفْعَلُ** سے تبدیل ہو کر **یَفْعَلَ** بھی ہو سکتا ہے اور **یَفْعَلْ** بھی۔ مضارع میں ان تبدیلیوں کا اس کی گردان پر بھی اثر پڑتا ہے جو بعد میں بیان ہو گا۔

41:3 جس طرح اسم کی تین اعرابی حالتیں رفع، نصب اور جر ہوتی ہیں، اسی طرح فعل مضارع کی بھی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ ان کو رفع، نصب اور جزم کہتے ہیں۔ فعل مضارع جب حالت رفع میں ہو تو مضارع مرفوع کہلاتا ہے۔ اسی طرح نصب کی حالت میں مضارع منصوب اور جزم کی صورت میں مضارع مجزوم کہلاتا ہے۔

41:4 آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی عبارت میں کسی اسم کے مرفوع، منصوب یا مجرور ہونے کی کچھ وجوہ ہوتی ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کرلیجئے کہ فعل مضارع میں نصب اور جزم کی تو کچھ وجوہ ہوتی ہیں مگر فعل مضارع میں رفع کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب نصب یا جزم کی کوئی وجہ نہ ہو تو مضارع مرفوع ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ جب فعل مضارع اپنی اصلی حالت میں ہو (جیسا کہ آپ گردان میں پڑھ آئے ہیں) تو وہ مرفوع کہلاتا ہے۔ البتہ کسی وجہ کی بنیاد پر یہ منصوب یا مجزوم ہو جاتا ہے۔ دراصل گرامر والوں نے اسم کی تین حالتوں کے مقابلہ پر فعل مضارع کی تین حالتیں مقرر کی ہیں ورنہ فعل مضارع کی حالت رفع کسی تبدیلی کے نتیجے میں نہیں ہوتی۔ تبدیلی کی وجہ صرف نصب اور جزم میں ہوتی ہے (جس کا بیان آگے آرہا ہے)۔

41:5 یہ بھی نوٹ کیجئے کہ رفع اور نصب تو اسم میں بھی ہوتے ہیں اور فعل مضارع میں بھی، مگر جزم صرف مضارع کی ایک حالت ہوتی ہے جبکہ جرّ صرف اسم میں ہوتا ہے۔ اسم میں رفع، نصب اور جرّ کی پہلے آپ نے علامات یعنی آخری حرف کی تبدیلی کے لحاظ سے اسم کی مختلف شکلیں پڑھی تھیں، اس کے بعد رفع، نصب اور جرّ کے بعض اسباب کا مطالعہ کیا تھا۔

اسی طرح فعل مضارع میں بھی پہلے ہم آپ کو اس میں رفع، نصب اور جزم کی صورت یا شکل کے بارے میں بتائیں گے پھر ان کے اسباب کی بات کریں گے۔

41:6 مضارع مرفوع وہی ہے جو آپ "فعل مضارع" کے نام سے پڑھ چکے ہیں، اور اس کی گردان کے صیغوں سے بھی آپ واقف ہیں، جبکہ مضارع منصوب یا اس کی حالت نصب ایک تبدیلی ہے جو فعل مضارع کے آخری حصّہ میں واقع ہوتی ہے اور اس کی تین علامات یا شکلیں ہیں جو درج ذیل نقشہ سے سمجھی جا سکتی ہیں:

مضارع منصوب کی گردان

		واحد	مثنّٰی	جمع
غائب	مذکر	يَفْعَلَ	يَفْعَلَا	يَفْعَلُوْا
	مؤنث	تَفْعَلَ	تَفْعَلَا	يَفْعَلْنَ
مخاطب	مذکر	تَفْعَلَ	تَفْعَلَا	تَفْعَلُوْا
	مؤنث	تَفْعَلِيْ	تَفْعَلَا	تَفْعَلْنَ
متکلم	مذکر و مؤنث	اَفْعَلَ	نَفْعَلَ	نَفْعَلَ

امید ہے مذکورہ نقشہ میں آپ نے نوٹ کر لیا ہو گا کہ:

i) مضارع مرفوع کے جن پانچ (۵) صیغوں میں لام کلمہ پر ضمہ (ـُ) آتا ہے، حالتِ نصب میں ان پر فتحہ لگتا ہے۔ یعنی يَفْعَلُ سے يَفْعَلَ اور تَفْعَلُ سے تَفْعَلَ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اَفْعَلَ اور نَفْعَلَ بھی۔

ii) مضارع کی گردان میں جن نو (۹) صیغوں میں آخر پر نون (ن) آتا ہے، ان میں سے دو کو چھوڑ کر باقی سات صیغوں کا یہ نون، جس کو "نونِ اعرابی" کہتے ہیں، حالتِ نصب میں گر جاتا ہے۔ مثلاً يَفْعَلُوْنَ سے يَفْعَلُوْا اور تَفْعَلِيْنَ سے تَفْعَلِيْ وغیرہ رہ جاتا ہے۔

iii) نون والے باقی دو (۲) صیغے ایسے ہیں جن کا نون حالتِ نصب میں نہیں گرتا، یعنی یہ دو صیغے حالتِ نصب میں بھی حالتِ رفع کی طرح رہتے ہیں۔ اور یہ دونوں جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں صیغے جمع مؤنث (عورتوں) کے لیے آتے ہیں اس لیے ان صیغوں کے آخری نون کو "نون النسوةِ" (عورتوں والا نون) کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مضارع منصوب کی گردان میں آنے والے نون (ماسوائے نون النسوہ کے) گر جاتے ہیں۔

41:7 مضارع مجزوم یا اس کی حالتِ جزم بھی مضارع مرفوع میں ایک تبدیلی ہے جو فعل مضارع کے آخری حصہ میں واقع ہوتی ہے اور اس کی بھی تین علامات یا شکلیں ہیں، یعنی:

i) مضارع مرفوع کے جن پانچ (۵) صیغوں میں لام کلمہ پر ضمہ (ـُ) آتا ہے، حالتِ جزم میں ان پر علامتِ سکون (ـْ) لگتی ہے۔ یعنی يَفْعَلُ سے يَفْعَلْ اور اَفْعَلُ سے اَفْعَلْ وغیرہ ہو جاتا ہے۔

ii) مضارع مرفوع کی گردان میں جن نو (۹) صیغوں کے آخر پر نون آتا ہے ان میں سے دو کو چھوڑ کر باقی سات صیغوں کا نون اعرابی گر جاتا ہے یعنی يَكْتُبُوْنَ سے يَكْتُبُوْا اور تَكْتُبِيْنَ سے تَكْتُبِيْ وغیرہ ہو جاتا ہے۔

iii) نصب کی طرح حالتِ جزم میں بھی نون النسوہ والے دونوں صیغے اپنی اصلی حالت پر یعنی مضارع مرفوع کی طرح ہی رہتے ہیں۔

مضارع مجزوم کی گردان کی صورت یوں ہو گی:

مضارع مجزوم کی گردان

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	يَفْعَلْ	يَفْعَلَا	يَفْعَلُوْا
	مؤنث	تَفْعَلْ	تَفْعَلَا	يَفْعَلْنَ
مخاطب	مذکر	تَفْعَلْ	تَفْعَلَا	تَفْعَلُوْا
	مؤنث	تَفْعَلِيْ	تَفْعَلَا	تَفْعَلْنَ
متکلم	مذکر و مؤنث	اَفْعَلْ	نَفْعَلْ	نَفْعَلْ

41:8 مندرجہ بالا بیان سے آپ یہ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ:

i) مضارع منصوب اور مضارع مجزوم میں مشترک بات یہ ہے کہ دونوں کی گردان میں سات صیغوں میں نون اعرابی گر جاتا ہے جبکہ نون النسوہ والے دونوں صیغوں کا نون برقرار رہتا ہے۔

ii) اور دونوں گردانوں میں فرق یہ ہے کہ مضارع مرفوع میں لام کلمہ کے ضمہ والے پانچ صیغوں پر مضارع کی حالت نصب میں فتحہ (ـَ) اور حالتِ جزم میں علامت سکون (ـْ) لگتی ہے۔

41:9 یہاں یہ بات بھی نوٹ کر لیجئے کہ چونکہ مضارع مجزوم کے پانچ صیغوں میں آخر پر علامتِ سکون (ـْ) آتی ہے اس لیے علامتِ سکون (ـْ) کو جزم کہنے کی غلطی عام ہو گئی، جس طرح حرکات کو غلطی سے اعراب کہہ دیا جاتا ہے۔ یاد رہے "جزم" تو فعل

مضارع کی حالت کا نام ہے جس کا اثر اس کی گردان پر بھی پڑتا ہے۔ جزم (حرکات کی طرح) کوئی علامتِ ضبط نہیں ہے۔ مضارع مجزوم کے مذکورہ پانچ صیغوں کے لام کلمہ پر جزم نہیں بلکہ علامتِ سکون (ـْ) ہوتی ہے جو ان پانچ صیغوں میں فعل کے مجزوم ہونے کی علامت ہے۔ اور جس حرف پر علامتِ سکون ہوتی ہے اسے مجزوم نہیں بلکہ "ساکن" کہتے ہیں۔

41:10 یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ بعض دفعہ کسی اسم یا فعل ماضی کے پہلے صیغہ کے بعد کوئی علامتِ وقف ہو (یعنی آیت پر ٹھہرنا ہو) تو ایسی صورت میں آخری حرف کو ساکن ہی پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً کِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○۔ وَمَا كَسَبَ○۔ ایسی صورت میں "ن" یا "ب" کو ساکن کی طرح پڑھتے ہیں لیکن اس سے وہ اسم یا فعل مجزوم نہیں کہلاتا، اسی طرح بعض دفعہ مضارع مجزوم کے آخری ساکن حرف کو آگے ملانے کے لیے کسرہ (ـِ) دیا جاتا ہے، جیسے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ۔ یہاں دراصل "نَجْعَلْ" ہے، جسے آگے ملانے کے لیے کسرہ دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں مضارع مجرور نہیں کہلاتا۔ اس لیے کہ حالتِ جرّ کا تو فعل سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ تو اسم کی ایک حالت ہوتی ہے جس کی ایک علامت بعض دفعہ کسرہ (ـِ) ہوتی ہے۔

41:11 اب ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ کن اسباب اور عوامل کی بناء پر مضارع میں یہ تغیرات ہوتے ہیں۔ بتایا جا چکا ہے کہ مضارع مرفوع کا تو کوئی سبب نہیں ہوتا، البتہ مضارع مرفوع کے حالتِ نصب یا حالتِ جزم میں تبدیل ہونے کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم مضارع میں نصب یا جزم کے اسباب اور عوامل کی بات کریں آپ کچھ مشق کر لیں۔

مشق نمبر - 40

مندرجہ ذیل افعال میں سے مرفوع اور منصوب کو علیحدہ علیحدہ کریں:

1. يَنْجَحُوْنَ	2. نَسْمَعَ	3. تَكْتُبِيْ	4. يَاْكُلْنَ
5. تَنْصُرُ	6. يَضْحَكَا	7. تَدْخُلَانِ	8. تَضْرِبُوْا
9. اَفْتَحَ	10. تَشْرَبُوْا	11. يَذْبَحُ	12. تَجْلِسْنَ

مندرجہ ذیل افعال میں سے مرفوع اور مجزوم کو علیحدہ علیحدہ کریں:

1. نَقْعُدُ	2. يَشْرَبْنَ	3. يَشْكُرُوْنَ	4. تَطْلُبِيْ
5. تَضْرِبِيْنَ	6. اَفْتَحُ	7. نَعْلَمُ	8. يَشْرَبْ
9. نَفْتَحُ	10. تَلْعَبَانِ	11. تَسْمَعْنَ	12. يَدْخُلُوْا

مضارع منصوب

(Mansub Imperfect)

42:1 فعلِ مضارع کے منصوب ہونے کی متعدد وجوہ میں سے بعض اہم وجوہ کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ نوٹ کیجئے کہ چار حروف فعلِ مضارع کے "ناصب" کہلاتے ہیں۔ یعنی یہ اگر مضارع کے شروع میں آجائیں تو مضارع منصوب ہو جاتا ہے۔ وہ چار حروف یہ ہیں۔ (1) لَنْ (2) اَنْ (3) اِذَنْ (جو قرآن کریم میں اِذًا لکھا جاتا ہے) اور (4) کَیْ۔ اب ہم ان سب پر الگ الگ بات کر کے ان حروف سے پیدا ہونے والی لفظی اور معنوی تبدیلیوں کا بیان کریں گے۔ البتہ آپ یہ یاد رکھیں کہ اصل نواصب یہی چار حروف ہیں۔ چونکہ ان میں سے کثیر الاستعمال "لَنْ" ہے اس لیے پہلے اس پر بات کرتے ہیں۔

42:2 حرف "لَنْ" کے اپنے کوئی الگ معنی نہیں ہیں مگر مضارع پر "لَنْ" داخل ہونے سے اس میں دو طرح کی معنوی تبدیلی آتی ہے۔ اوّلاً یہ کہ اس میں زور دار نفی کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور ثانیاً یہ کہ اس کے معنی زمانہ مستقبل کے ساتھ مخصوص ہو جاتے ہیں۔ یعنی لَنْ یَّفْعَلَ کا ترجمہ ہو گا "وہ ہرگز نہیں کرے گا"۔ آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ " لَنْ " کے معنی ایک طرح سے "ہرگز نہیں ہو گا" کے ہوتے ہیں۔ اب ہم ذیل میں مضارع مرفوع اور مضارع منصوب بِلَنْ (بِ + لَنْ = لَنْ کے ساتھ) کی گردان دے رہے ہیں، تاکہ آپ ہر صیغہ میں ہونے والی تبدیلیوں کو ایک دفعہ پھر اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

مضارع مرفوع		مضارع منصوب بِلَنْ	
یَفْعَلُ	(وہ ایک مذکر کرتا ہے یا کرے گا)	لَنْ یَّفْعَلَ	(وہ ایک مذکر ہرگز نہیں کرے گا)
یَفْعَلَانِ	(وہ دو مذکر کرتے ہیں یا کریں گے)	لَنْ یَّفْعَلَا	(وہ دو مذکر ہرگز نہیں کریں گے)
یَفْعَلُوْنَ	(وہ سب مذکر کرتے ہیں یا کریں گے)	لَنْ یَّفْعَلُوْا	(وہ سب مذکر ہرگز نہیں کریں گے)
تَفْعَلُ	(وہ ایک مؤنث کرتی ہے یا کرے گی)	لَنْ تَفْعَلَ	(وہ ایک مؤنث ہرگز نہیں کرے گی)
تَفْعَلَانِ	(وہ دو مؤنث کرتی ہیں یا کریں گی)	لَنْ تَفْعَلَا	(وہ دو مؤنث ہرگز نہیں کریں گی)

يَفْعَلْنَ	(وہ سب مؤنث کرتی ہیں یا کریں گی)	لَنْ يَّفْعَلْنَ	(وہ سب مؤنث ہر گز نہیں کریں گی)
تَفْعَلُ	(تو ایک مذکر کرتا ہے یا کرے گا)	لَنْ تَفْعَلَ	(تو ایک مذکر ہر گز نہیں کرے گا)
تَفْعَلَانِ	(تم دونوں مذکر کرتے ہو یا کرو گے)	لَنْ تَفْعَلَا	(تم دونوں مذکر ہر گز نہیں کرو گے)
تَفْعَلُوْنَ	(تم سب مذکر کرتے ہو یا کرو گے)	لَنْ تَفْعَلُوْا	(تم سب مذکر ہر گز نہیں کرو گے)
تَفْعَلِيْنَ	(تو ایک مؤنث کرتی ہے یا کرے گی)	لَنْ تَفْعَلِيْ	(تو ایک مؤنث ہر گز نہیں کرے گی)
تَفْعَلَانِ	(تم دونوں مؤنث کرتی ہو یا کرو گی)	لَنْ تَفْعَلَا	(تم دونوں مؤنث ہر گز نہیں کرو گی)
تَفْعَلْنَ	(تم سب مؤنث کرتی ہو یا کرو گی)	لَنْ تَفْعَلْنَ	(تم سب مؤنث ہر گز نہیں کرو گی)
اَفْعَلُ	(میں کرتا ہوں یا کروں گا)	لَنْ اَفْعَلَ	(میں ہر گز نہیں کروں گا)
نَفْعَلُ	(ہم کرتے ہیں یا کریں گے)	لَنْ نَّفْعَلَ	(ہم ہر گز نہیں کریں گے)

42:3 امید ہے کہ مذکورہ گردانوں میں آپ نے نوٹ کر لیا ہو گا (۱) لام کلمہ کے ضمہ (ـُ) والے صیغوں میں اب فتحہ (ـَ) آ گیا (۲) جمع مؤنث کے دونوں صیغوں نے تبدیلی قبول نہیں کی اور ان کے نون نسوہ بر قرار رہے۔ جبکہ (۳) باقی سات صیغوں سے ان کے نونِ اعرابی گر گئے۔ یہاں ایک اور اہم بات یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جمع مذکر کے دونوں صیغوں سے جب نونِ اعرابی گرتا ہے (یعنی مضارع منصوب یا مجزوم میں) تو ان کے آگے ایک الف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ الف پڑھا نہیں جاتا صرف لکھا جاتا ہے۔ یعنی يَفْعَلُوْنَ اور تَفْعَلُوْنَ سے نونِ اعرابی گرنے کے بعد انہیں يَفْعَلُوْ اور تَفْعَلُوْ ہونا چاہیے تھا لیکن ان کے آگے ایک الف کا اضافہ کر کے يَفْعَلُوْا اور تَفْعَلُوْا لکھا جاتا ہے۔

42:4 یہی قاعدہ فعل ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب (فَعَلُوْا) کا بھی تھا۔ جمع مذکر کے ان سب صیغوں میں آنے والی واؤ کو "واوُ الجمع" کہتے ہیں۔ نوٹ کر لیں کہ اگر واوُ الجمع والے صیغہ فعل (ماضی یا مضارع منصوب و مجزوم) کے بعد اگر کوئی ضمیر مفعولی آئے تو یہ الف نہیں لکھا جاتا۔ مثلاً ضَرَبُوْهُ (ان سب مذکر نے اسے مارا)۔ اسی طرح لَنْ يَّنْصُرُوْهُ (وہ سب مذکر اس کی ہر گز مدد نہیں کریں گے)۔

42:5 یہ بھی نوٹ کیجئے کہ واوُ الجمع کے آگے ایک زائد الف لکھنے کا قاعدہ صرف افعال میں جمع مذکر کے صیغوں کے

لیے ہے۔ کسی اسم کے جمع مذکر سالم سے بھی، جب وہ مضاف بنتا ہے، نونِ اعرابی گرتا ہے لیکن وہاں الف کا اضافہ نہیں ہوتا۔ یعنی مُسْلِمُوْنَ سے مُسْلِمُوْ ہو گا۔ جیسے مُسْلِمُوْ مَدِيْنَةٍ (کسی شہر کے مسلمان)۔ اسی طرح صَالِحُوْنَ سے صَالِحُوْ ہو گا، جیسے صَالِحُوْ الْمَدِيْنَةِ (مدینہ کے نیک لوگ) وغیرہ۔

42:6 لَنْ کے علاوہ باقی تین نواصب مضارع (جو شروع میں دیئے گئے ہیں) بھی جب مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو اسے نصب دیتے ہیں اور اس کے مختلف صیغوں میں اوپر بیان کردہ تبدیلیاں لاتے ہیں۔ یعنی ان کے ساتھ بھی مضارع کی گردان اسی طرح ہو گی جیسے لَنْ کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اب آپ ان حروف کے معانی اور مضارع کے ساتھ ان کے استعمال سے پیدا ہونے والی معنوی تبدیلی کو سمجھ لیں۔

42:7 حرف اَنْ (کہ) کسی فعل کے بعد آتا ہے، جیسے اَمَرْتُهٗ اَنْ يَّذْهَبَ (میں نے اسے حکم دیا کہ وہ جائے)، جبکہ حرف اِذَنْ یا اِذًا (تب تو، پھر تو)، جو قرآن میں اِذًا لکھا جاتا ہے، سے پہلے ایک جملہ آتا ہے جس کا نتیجہ یا ردِ عمل اِذَنْ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یعنی اِذَنْ يَنْجَحَ (پھر تو وہ کامیاب ہو گا) یا اِذَنْ تَفْرَحُوْا (تب تم سب خوش ہو جاؤ گے) وغیرہ سے قبل کوئی جملہ تھا جس کا نتیجہ یا ردِ عمل اِذَنْ کے بعد آیا ہے۔ اور آخری حرف كَيْ (تاکہ) بھی کسی فعل کے بعد آتا ہے اور اس فعل کا مقصد بیان کرتا ہے۔ مثلاً اَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ كَيْ اَفْهَمَهٗ (میں قرآن پڑھتا ہوں تاکہ میں اسے سمجھوں) وغیرہ۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ اصل نواصبِ مضارع تو مذکورہ بالا یہی چار حروف ہیں۔ ان کے علاوہ جو دو حروفِ ناصب ہیں، دراصل ان کے ساتھ مذکورہ چار نواصبِ مضارع میں سے کوئی ایک مُقَدَّرْ (یعنی خود بخود موجود یا Understood) ہوتا ہے۔ وہ دو حروف یہ ہیں: (1) "لِ" (تاکہ) اور (2) "حَتّٰى" (یہاں تک کہ)۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

42:8 "لِ" کو لام کَیْ کہتے ہیں، کیونکہ یہ كَيْ (تاکہ) کا ہی کام دیتا ہے، معنی کے لحاظ سے بھی اور مضارع کو منصوب کرنے کے لحاظ سے بھی، جیسے مَنَحْتُكِ كِتَابًا لِتَقْرَئِيْ (میں نے تجھ عورت کو ایک کتاب دی تاکہ تو پڑھے)۔ نوٹ کرلیں کہ "لِ"، "كَيْ" اور "لِكَيْ" ایک ہی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

42:9 بعض دفعہ "لِ" "اَنْ" کے ساتھ مل کر بصورت "لِاَنْ" (تاکہ) بھی استعمال ہوتا ہے۔ "لِاَنْ" عموماً مضارع منفی سے پہلے آتا ہے اور اس صورت میں "لِاَنْ لَا" کو "لِئَلَّا" لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ مثلاً مَنَحْتُكَ كِتَابًا لِئَلَّا تَجْهَلَ (میں نے تجھ کو ایک کتاب دی تاکہ تو جاہل نہ رہے)۔

42:10 اسی طرح کا ایک ناصب مضارع "حَتّٰى" ہے۔ یہ بھی دراصل "حَتّٰى اَنْ" (یہاں تک کہ) ہوتا ہے جس

میں اَنْ محذوف (غیر مذکور) ہو جاتا ہے اور صرف "حَتّٰی" استعمال ہوتا ہے لیکن مضارع کو نصب اسی محذوف اَنْ کی وجہ سے آتی ہے۔ جیسے حَتّٰی یَفْرَحَ (یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے)۔ نوٹ کر لیں کہ "حَتّٰی" کا استعمال بھی اِذَنْ اور کَیْ کی طرح ایک سابقہ جملہ کے بعد آنے والے جملے میں ہوتا ہے کیونکہ یہ شروع میں نہیں آسکتے۔ ناصب مضارع ہونے کے علاوہ بھی "حَتّٰی" کے کچھ اور استعمالات ہیں جو آپ آگے چل کر پڑھیں گے (ان شاء اللہ)۔

ذخیرہ الفاظ

اَذِنَ (س)	اجازت دینا	اَمَرَ (ن)	حکم دینا
بَرِحَ (س)	ٹلنا۔ ہٹنا	قَرَعَ (ف)	کھٹکھٹانا
بَلَغَ (ن)	پہنچنا	ذَبَحَ (ف)	ذبح کرنا
حَزَنَ (ن)	غمگین کرنا	حَزِنَ (س)	غمگین ہونا
لَعِقَ (س)	چاٹنا	نَفَعَ (ف)	فائدہ دینا
مَجْدٌ	بزرگی	اَعُوْذُ	میں پناہ مانگتا ہوں

مشق نمبر- 41 (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں:

1. لَنْ یَّکْتُبَ 2. اَنْ یَّضْرِبَ 3. لِیَفْهَمَ

مشق نمبر- 41 (ب)

اردو میں ترجمہ کریں

1. لَنْ تَبْلُغَ الْمَجْدَ حَتّٰی تَلْعَقَ الصَّبْرَ

____

2. لِمَ لَا تَشْرَبُ اللَّبَنَ کَیْ یَنْفَعَكَ

____

3. كَانَ سَعِيْدٌ يَّقْرَعُ الْبَابَ فَفَتَحْتُ لَهُ الْبَابَ لِيَدْخُلَ عَلَيْنَا

4. اَذِنْتُ لَهُ لِئَلَّا يَحْزَنَ

5. قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً

6. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ

7. اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. میں آج ہر گز قہوہ نہیں پیوں گی۔

2. اللہ نے انسان کو پیدا کیا تا کہ وہ (سب) اس کی عبادت کریں۔

3. ہم قرآن پڑھتے ہیں تا کہ اس کو سمجھیں۔

4. وہ دونوں ہر گز نہ ٹلیں گے یہاں تک کہ تم ان کو اجازت دو۔

5. تم دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے تو اس نے تمہارے لیے دروازہ کھول دیا تا کہ تم غمگین نہ ہو۔

قرآنی مثالیں

1. یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ (البقرۃ:٦١)

2. فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ (التوبۃ:٨٠)

3. لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ (الکھف:٦٠)

4. حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ (التوبۃ:٦)

5. وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَھَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْھَا (المائدۃ:٢٢)

6. لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ (آل عمران:٩٠)

7. فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْٓ اَبِیْٓ (یوسف:٨٠)

8. وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:٥٦)

9. لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ (الأحزاب:٣٧)

10. اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (الحج:١٥)

11. لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء:١٦٥)

مضـــارع مجزوم

(Jussive Imperfect)

43:1 گزشتہ سبق میں ہم بعض ایسے حروفِ عاملہ کا مطالعہ کر چکے ہیں جو مضارع کو نصب دیتے ہیں۔ اب اس سبق میں ہم نے بعض ایسے "عوامل" کا مطالعہ کرنا ہے جو مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ ایسے حروف و اسماء کو "**جَوَازِم مضارع**" کہتے ہیں جو دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صرف ایک فعل کو جزم دیتے ہیں اور دوسرے وہ جو دو افعال کو جزم دیتے ہیں۔

43:2 صرف ایک فعل کو جزم دینے والے حروف بھی نواصب کی طرح اصلاً تو چار ہی ہیں۔ یعنی (1) لَمْ (2) لَمَّا (3) لِ (جسے "لامِ امر" کہتے ہیں) اور (4) لَا (جسے "لائے نہی" کہتے ہیں) جبکہ دو افعال کو جزم دینے والا اہم حرفِ جازم تو "اِنْ" (اگر) شرطیہ ہے البتہ بعض اسماءِ استفہام مثلاً مَنْ، مَا، متٰی، اَیْنَ، اَیَّانَ، اَیٌّ وغیرہ بھی مضارع کے دو افعال کو جزم دیتے ہیں اور اس وقت ان کو بھی "اَسْمَاءُ الشَّرْطِ" کہتے ہیں۔ یہ سب جملہ شرطیہ میں استعمال ہوتے ہیں اور شرط اور جوابِ شرط میں آنے والے دونوں مضارع افعال کو جزم دیتے ہیں۔ اس سبق میں ہم ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف جازمہ میں سے صرف پہلے دو یعنی لَمْ اور لَمَّا کے استعمال اور معنی کی بات کریں گے۔ باقی دو حروف یعنی لامِ امر اور لائے نہی پر ان شاء اللہ فعلِ امر اور فعلِ نہی کے اسباق میں بات ہو گی۔

43:3 کسی فعلِ مضارع پر جب "لَمْ" داخل ہوتا ہے تو وہ بھی اعرابی اور معنوی دونوں تبدیلیاں لاتا ہے۔ اعرابی تبدیلی یہ کہ مضارع مجزوم ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے لام کلمہ پر ضمہ (ـُـ) والے صیغوں میں علامتِ سکون (ـْـ) لگ جاتی ہے اور نونِ نسوہ کے علاوہ باقی صیغوں میں "نون اعرابی" گر جاتا ہے۔

43:4 حرفِ ناصب لَنْ کی طرح حرفِ جازم "لَمْ" کے بھی الگ کوئی معنی نہیں ہیں مگر جب یہ (لَمْ) مضارع پر داخل ہوتا ہے تو لَنْ ہی کی مانند دو طرح کی معنوی تبدیلی لاتا ہے۔ اولاً یہ کہ مضارع میں زوردار نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں اور ثانیاً یہ کہ مضارع کے معنی ماضی کے ساتھ مخصوص ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لَمْ یَفْعَلْ (اس نے کیا ہی نہیں)۔ ماضی کے شروع میں "مَا" لگانے سے بھی ماضی منفی ہو جاتا ہے، جیسے مَا فَعَلَ (اس نے نہیں کیا)۔ مگر "لَمْ" میں زور اور تاکید کے ساتھ نفی کا مفہوم ہوتا ہے، جسے ہم اردو میں "ہی" اور "بالکل" کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں یعنی لَمْ یَفْعَلْ کا درست ترجمہ ہو گا "اس نے کیا ہی نہیں" یا "اس نے بالکل نہیں کیا"۔ اب ہم ذیل میں مضارع مرفوع اور مضارع مجزوم کی گردان دے رہے ہیں تاکہ آپ ہر صیغہ میں ہونے والی تبدیلیوں کو ذہن نشین کر لیں۔

مضارع مرفوع		مضارع مجزوم (لَمْ کے ساتھ)	
يَفْعَلُ	(وہ ایک مذکر کرتا ہے یا کرے گا)	لَمْ يَفْعَلْ	(اُس ایک مذکر نے کیا ہی نہیں)
يَفْعَلَانِ	(وہ دو مذکر کرتے ہیں یا کریں گے)	لَمْ يَفْعَلَا	(اُن دو مذکر نے کیا ہی نہیں)
يَفْعَلُوْنَ	(وہ سب مذکر کرتے ہیں یا کریں گے)	لَمْ يَفْعَلُوْا	(اُن سب مذکر نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلُ	(وہ ایک مؤنث کرتی ہے یا کرے گی)	لَمْ تَفْعَلْ	(اُس ایک مؤنث نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	(وہ دو مؤنث کرتی ہیں یا کریں گی)	لَمْ تَفْعَلَا	(اُن دو مؤنث نے کیا ہی نہیں)
يَفْعَلْنَ	(وہ سب مؤنث کرتی ہیں یا کریں گی)	لَمْ يَفْعَلْنَ	(اُن سب مؤنث نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلُ	(تو ایک مذکر کرتا ہے یا کرے گا)	لَمْ تَفْعَلْ	(تو ایک مذکر نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	(تم دونوں مذکر کرتے ہو یا کرو گے)	لَمْ تَفْعَلَا	(تم دونوں مذکر نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلُوْنَ	(تم سب مذکر کرتے ہو یا کرو گے)	لَمْ تَفْعَلُوْا	(تم سب مذکر نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلِيْنَ	(تو ایک مؤنث کرتی ہے یا کرے گی)	لَمْ تَفْعَلِیْ	(تو ایک مؤنث نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	(تم دونوں مؤنث کرتی ہو یا کرو گی)	لَمْ تَفْعَلَا	(تم دونوں مؤنث نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلْنَ	(تم سب مؤنث کرتی ہو یا کرو گی)	لَمْ تَفْعَلْنَ	(تم سب مؤنث نے کیا ہی نہیں)
اَفْعَلُ	(میں کرتا ہوں یا کروں گا)	لَمْ اَفْعَلْ	(میں نے کیا ہی نہیں)
نَفْعَلُ	(ہم کرتے ہیں یا کریں گے)	لَمْ نَفْعَلْ	(ہم نے کیا ہی نہیں)

43:5 اُمید ہے کہ مذکورہ بالا گردانوں کے تقابل سے آپ نے مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کر لی ہوں گی:

(i) جن صیغوں میں مضارع کے لام کلمہ پر ضمہ ہے وہاں لَمْ داخل ہونے کی وجہ سے لام کلمہ پر علامت سکون آگئی۔

(ii) جن سات صیغوں میں نون اعرابی آتے ہیں ان سب میں لَمْ داخل ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گر گئے۔

iii) جمع مذکر غائب اور مخاطب کے صیغوں سے جب نون اعرابی گرا تو اس کے آخری واؤ (واوالجمع) کے بعد حسبِ قاعدہ ایک الف کا اضافہ کر دیا گیا جو پڑھا نہیں جاتا۔

iv) جمع مؤنث غائب اور مخاطب کے دونوں صیغوں میں "نون النسوۃ" نے کوئی تبدیلی قبول نہیں کی۔

43:6 دوسرا حرفِ جازم "لَمَّا" ہے۔ بحیثیتِ جازم اس کا ترجمہ "ابھی تک نہیں" کر سکتے ہیں۔ (خیال رہے لَمَّا کے کچھ اور معنی بھی ہیں جو ان شاء اللہ ہم آگے چل کر پڑھیں گے)۔ مضارع پر جب لَمَّا داخل ہوتا ہے تو اس میں معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ ماضی کے ساتھ "ابھی تک نہیں" کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً لَمَّا یَفْعَلْ (اس ایک مذکر نے ابھی تک نہیں کیا)۔

43:7 دو افعال کو جزم دینے والے حروف و اسماء میں سے ہم یہاں صرف ایک اہم ترین حرف "اِنْ" (اگر) شرطیہ کا ذکر کریں گے۔ باقی کے استعمال آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔ تاہم اگر آپ نے "اِنْ" کا استعمال سمجھ لیا تو باقی حروف یا اسماءِ شرط کا استعمال سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہ ہو گا۔

43:8 "اِنْ" (اگر) بلحاظِ عمل جازم مضارع ہے اور بلحاظ معنی حرف شرط ہے۔ جس جملہ میں "اِنْ" آئے وہ جملہ شرطیہ ہوتا ہے جس کا پہلا حصّہ "بیانِ شرط" یا صرف "شرط" کہلاتا ہے۔ اس کے بعد لازماً ایک اور جملہ کی ضرورت ہوتی ہے، جسے "جوابِ شرط" یا "جزاء" کہتے ہیں۔ مثلاً "اگر تو مجھے مارے گا ... تو میں تجھے ماروں گا"۔ اس میں پہلا حصّہ "اگر تُو مجھے مارے گا" شرط ہے اور دوسرا حصّہ "تو میں تجھے ماروں گا" جواب شرط یا جزاء ہے۔ اگر شرط اور جوابِ شرط دونوں میں فعل مضارع آئے (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) اور شرط بھی "اِنْ" سے بیان کرنی ہو تو شرط والے مضارع سے پہلے "اِنْ" لگے گا اور مضارع مجزوم ہو گا اور جوابِ شرط والا فعل مضارع خود بخود مجزوم ہو جائے گا۔ (یہی صورت تمام حروفِ شرط اور اسماءِ شرط میں بھی ہو گی) اس قاعدہ کی روشنی میں اب آپ مذکورہ جملہ "اگر تُو مجھے مارے گا تو میں تجھے ماروں گا" کا عربی ترجمہ آسانی سے کر سکتے ہیں یعنی اِنْ تَضْرِبْنِیْ اَضْرِبْكَ۔

43:9 "اِنْ" فعلِ ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے لیکن فعل ماضی کے مبنی ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں ہوتی۔ البتہ "اِنْ" کی وجہ سے معنوی تبدیلی یہ آتی ہے کہ ماضی میں مستقبل کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ شرط کا تعلق تو مستقبل سے ہی ہوتا ہے، مثلاً اِنْ قَرَأْتَ فَهِمْتَ (اگر تو پڑھے گا تو سمجھے گا)۔

ذخیرۂ الفاظ

بَذَلَ (ن)	خرچ کرنا	نَدِمَ (س)	شرمندہ ہونا
کَسِلَ (س)	سستی کرنا	طَلَعَ (ن)	طلوع ہونا
نَظَرَ (ن)	دیکھنا	جُهْدٌ	کوشش، محنت

مشق نمبر - 42 (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں:

1. لَمْ يَفْهَمْ
2. لَمَّا يَكْتُبْ
3. اِنْ يَّضْرِبْ

مشق نمبر - 42 (ب)

اردو میں ترجمہ کریں

1. اِنْ تَكْسَلْ تَنْدَمْ
2. فَعَلِمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا
3. وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
4. اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ
5. اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
6. اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
7. اِنْ لَّمْ تَبْذُلْ جُهْدَكَ فَلَنْ تَنْجَحَ يَوْمَ الْاِمْتِحَانِ
8. اِنْ تَذْهَبْ اِلٰى حَدِيْقَةِ الْحَيْوَانَاتِ تَنْظُرْ عَجَائِبَ خَلْقِ اللّٰهِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اگر تو میری مدد کرے گا تو میں تیری مدد کروں گا۔

2. ہم نے قہوہ بالکل نہیں پیا اور ہم اسے ہرگز نہیں پئیں گے۔

3. سورج اب تک طلوع نہیں ہوا۔

4. کیا ہم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ غفور رحیم ہے؟

فعل مضارع کا تاکیدی اسلوب

(The Energetic Mood of Imperfect)

44:1 اس کتاب کے سبق نمبر 12 میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جملہ اسمیہ میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو لفظ "اِنَّ" کا استعمال ہوتا ہے۔ اب اس سبق میں ہم پڑھیں گے کہ کسی فعلِ مضارع میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو اس کا کیا طریقہ ہوگا۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے ہم تھوڑا سا مختلف انداز اختیار کریں گے تاکہ بات پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔ پھر ہم آپ کو بتائیں گے کہ یہ عام طور پر کس طرح استعمال ہوتا ہے۔

44:2 دیکھیں **یَفْعَلُ** کے معنی ہیں "وہ کرتا ہے یا کرے گا" اب اگر اس میں تاکید کے معنی پیدا کرنا ہوں تو اس کے لام کلمہ کو فتحہ (ـَ) دے کر ایک نون ساکن (جسے "نونِ خفیفہ" کہتے ہیں) بڑھا دیں گے۔ اس طرح **یَفْعَلَنْ** کے معنی ہو جائیں گے "وہ ضرور کرے گا"۔ اب اگر دوہری تاکید کرنی ہو تو نون ساکن کے بجائے نون مشدّد (جسے "نونِ ثقیلہ" کہتے ہیں) بڑھائیں گے۔ اس طرح **یَفْعَلَنَّ** کے معنی ہوں گے "وہ ضرور ہی کرے گا"۔ اب اگر اس پر بھی مزید تاکید مقصود ہو تو مضارع سے قبل لام تاکید "لَ" کا اضافہ کر دیں تو یہ **لَیَفْعَلَنَّ** ہو جائے گا یعنی "وہ لازماً کرے گا"۔

44:3 وضاحت کے لیے مذکورہ بالا ترتیب اختیار کرنے سے دراصل یہ بات ذہن نشین کرانا مقصود تھا کہ فعل مضارع پر جب شروع میں لام تاکید اور آخر پر نون ثقیلہ لگا ہوا ہو تو یہ انتہائی تاکید کا اسلوب ہے۔ ورنہ نون خفیفہ اور ثقیلہ دونوں عام طور پر لامِ تاکید کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ نون ثقیلہ یعنی **لَیَفْعَلَنَّ** کا اسلوب زیادہ مستعمل ہے جبکہ نون خفیفہ یعنی **لَیَفْعَلَنْ** کا استعمال کافی کم ہے اور دونوں سے ایک ہی جیسی تاکید ہوتی ہے۔

44:4 ایک اہم بات یہ نوٹ کر لیں کہ نونِ خفیفہ اور ثقیلہ کے بغیر اگر صرف لام تاکید (لَ) مضارع پر آئے تو اس کی وجہ سے نہ تو مضارع میں اعرابی تبدیلی آتی ہے اور نہ ہی تاکید کا مفہوم پیدا ہوتا ہے، البتہ مضارع زمانہ حال کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔ یعنی **لَیَفْعَلُ** کے معنی ہوں گے "وہ کر رہا ہے"۔

44:5 لامِ تاکید اور نونِ خفیفہ یا ثقیلہ لگنے سے فعل مضارع کے صرف پہلے صیغہ میں ہی تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ اس کی پوری گردان پر اثر پڑتا ہے۔ اب ہم ذیل میں لامِ تاکید اور نونِ ثقیلہ کے ساتھ مضارع کی گردان دے رہے ہیں تاکہ آپ مختلف صیغوں میں ہونے والی تبدیلی کو نوٹ کر لیں۔ اس کی وضاحت کے لیے پہلے کالم (1) میں سادہ مضارع دیا گیا ہے۔ دوسرے کالم (2) میں وہ شکل دی گئی ہے جو بظاہر تبدیلی کے بغیر ہونی چاہیے تھی۔ تیسرے کالم (3) میں وہ شکل دی

گئی ہے جو تبدیلی کی وجہ سے مستعمل ہے اور آخری کالم (4) میں ہونے والی تبدیلی کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1	2	3	4
يَفْعَلُ	لَيَفْعَلُ نَّ	لَيَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح (زبر والا) ہو گیا۔
يَفْعَلَانِ	لَيَفْعَلَانِ نَّ	لَيَفْعَلَانِّ	نونِ اعرابی گر گیا اور نونِ ثقیلہ مکسور (زیر والا) ہو گیا۔
يَفْعَلُوْنَ	لَيَفْعَلُوْنَ نَّ	لَيَفْعَلُنَّ	واوَ الجمع اور نونِ اعرابی گر گیا۔
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُ نَّ	لَتَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِ نَّ	لَتَفْعَلَانِّ	نونِ اعرابی گر گیا اور نونِ ثقیلہ مکسور ہو گیا۔
يَفْعَلْنَ	لَيَفْعَلْنَ نَّ	لَيَفْعَلْنَانِّ	نون النسوۃ نہیں گرا۔ اسے نونِ ثقیلہ سے ملانے کے لیے ایک الف کا اضافہ کیا گیا اور نونِ ثقیلہ کو مکسور کیا۔
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُ نَّ	لَتَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِ نَّ	لَتَفْعَلَانِّ	نونِ اعرابی گر گیا اور نونِ ثقیلہ مکسور ہو گیا۔
تَفْعَلُوْنَ	لَتَفْعَلُوْنَ نَّ	لَتَفْعَلُنَّ	واوَ الجمع اور نونِ اعرابی گر گیا۔
تَفْعَلِيْنَ	لَتَفْعَلِيْنَ نَّ	لَتَفْعَلِنَّ	یہاں ی اور نونِ اعرابی گر گئے۔
تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِ نَّ	لَتَفْعَلَانِّ	نونِ اعرابی گر گیا اور نونِ ثقیلہ مکسور ہو گیا۔
تَفْعَلْنَ	لَتَفْعَلْنَ نَّ	لَتَفْعَلْنَانِّ	نون النسوۃ نہیں گرا۔ اسے نونِ ثقیلہ سے ملانے کے لیے ایک الف کا اضافہ کیا گیا اور نونِ ثقیلہ کو مکسور کیا۔
اَفْعَلُ	لَاَفْعَلُ نَّ	لَاَفْعَلَنَّ	دونوں میں لام کلمہ مفتوح ہو گیا ہے۔
نَفْعَلُ	لَنَفْعَلُ نَّ	لَنَفْعَلَنَّ	

44:6 نونِ ثقیلہ قرآن مجید میں کافی استعمال ہوا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ اس کے واحد اور جمع کے صیغوں میں

فرق اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ دیکھیں لَیَفْعَلَنَّ میں لام کلمہ کا فتحہ (ـَ) بتا رہا ہے کہ مذکر غائب میں یہ واحد کا صیغہ ہے۔ جبکہ لَیَفْعَلُنَّ میں لام کلمہ کا ضمہ (ـُ) بتا رہا ہے کہ مذکر غائب میں یہ جمع کا صیغہ ہے۔ اسی طرح آپ لَتَفْعَلَنَّ میں لام کلمہ کے فتحہ (ـَ) سے پہچانیں گے کہ یہ مؤنث غائب یا مذکر مخاطب میں واحد کا صیغہ ہے۔ جبکہ لَتَفْعَلُنَّ میں لام کلمہ کے ضمہ (ـُ) سے پہچانیں گے کہ یہ مذکر مخاطب میں جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن متکلم کے واحد اور جمع دونوں صیغوں میں لام کلمہ پر فتحہ (ـَ) رہتا ہے، کیونکہ ان میں علامتِ مضارع سے تمیز ہو جاتی ہے یعنی لَاَفْعَلَنَّ (واحد) اور لَنَفْعَلَنَّ (جمع)۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اگر لام کلمہ پر کسرہ (ـِ) ہو تو وہ واحد مؤنث مخاطب کا صیغہ ہو گا۔

44:7 نون خفیفہ کی گردان نسبتاً آسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لام تاکید اور نونِ خفیفہ کے ساتھ مضارع کے تمام صیغے استعمال نہیں ہوتے۔ ذیل میں ہم اس کی گردان دے رہے ہیں۔ جو صیغے استعمال نہیں ہوتے ان کے آگے کراس (×) لگا دیا گیا ہے۔ اس میں بھی کالم کی ترتیب وہی ہے جو ثقیلہ کی گردان میں ہے۔

1	2	3	4
یَفْعَلُ	لَیَفْعَلُ نْ	لَیَفْعَلَنْ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
یَفْعَلَانِ	×	×	×
یَفْعَلُوْنَ	لَیَفْعَلُوْنَ نْ	لَیَفْعَلُنْ	واوُالجمع اور نونِ اعرابی گر گیا۔
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُ نْ	لَتَفْعَلَنْ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلَانِ	×	×	×
یَفْعَلْنَ	×	×	×
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُ نْ	لَتَفْعَلَنْ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلَانِ	×	×	×
تَفْعَلُوْنَ	لَتَفْعَلُوْنَ نْ	لَتَفْعَلُنْ	واوُالجمع اور نونِ اعرابی گر گیا۔

تَفْعَلِیْنَ	لَتَفْعَلِیْنَ نْ	لَتَفْعَلِنْ	ی اور نونِ اعرابی گر گیا۔
تَفْعَلَانِ	×	×	×
تَفْعَلْنَ	×	×	×
اَفْعَلُ	لَاَفْعَلُ نْ	لَاَفْعَلَنْ	دونوں میں لام کلمہ مفتوح ہے۔
نَفْعَلُ	لَنَفْعَلُ نْ	لَنَفْعَلَنْ	

44:8 نوٹ کرلیں کہ قرآن مجید کی خاص املاء میں نون خفیفہ کے نون ساکن کو عموماً تنوین سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے لَیَکُوْنَنْ کے بجائے لَیَکُوْنًا (وہ ضرور ہوگا) یا لَنَسْفَعَنْ کے بجائے لَنَسْفَعًا (ہم ضرور گھسیٹیں گے) وغیرہ۔

مشق نمبر- 43 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے نونِ ثقیلہ کی گردان لکھیں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں:

1. دَخَلَ (ن) داخل ہونا 2. حَمَلَ (ض) اُٹھانا 3. رَفَعَ (ف) بلند کرنا

مشق نمبر - 43 (ب)

مندرجہ ذیل افعال کا پہلے مادہ اور صیغہ بتائیں اور پھر ترجمہ کریں:

1. لَاَکْتُبَنَّ 2. لَنَذْهَبَنَّ 3. لَتَحْضُرَنَّ

4. لَیَسْمَعْنَانِّ 5. لَیَرْفَعُنَّ 6. لَتَحْمِلِنَّ

7. لَتَحْمِلَنَّ 8. لَتَحْمِلُنَّ 9. لَتَرْفَعْنَانِّ

10. لَتَرْفَعَانِّ 11. لَتُسْئَلُنَّ 12. لَیَعْلَمَنَّ

مشق نمبر- 43 (ج)

اردو میں ترجمہ کریں

1. لَاَكْتُبَنَّ الْيَوْمَ مَكْتُوْبًا اِلٰى مُعَلِّمِيْ
2. لَنَذْهَبَنَّ غَدًا اِلَى الْحَدِيْقَةِ
3. لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ
4. لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ
5. فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ
6. وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ

قرآنی مثالیں

1. لَاَقْتُلَنَّكَ (المائدة: ٢٧)
2. كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلة: ٢١)
3. لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (الأعراف: ١٦)
4. ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (التكاثر: ٨)
5. وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان: ٢٥)
6. قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الأعراف: ٢٣)

فعل امر حاضر

(The Imperative: Second Person)

45:1 اب تک ہم نے فعلِ ماضی اور فعلِ مضارع کے استعمال سے متعلق کچھ قواعد سیکھے ہیں۔ اب ہمیں فعلِ امر سیکھنا ہے۔ جس فعل میں کسی کام کے کرنے کا حکم پایا جائے اسے فعل امر کہتے ہیں مثلاً ہم کہتے ہیں "تم یہ کرو"۔ اس میں ایسے شخص کے لیے حکم ہے جو حاضر یعنی سامنے موجود ہے۔ یا ہم کہتے ہیں "اسے چاہیے کہ وہ یہ کرے"۔ اس میں ایسے شخص کے لیے حکم ہے جو غائب ہے یعنی سامنے موجود نہیں ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ "مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں یہ کروں"۔ اس میں خود متکلم کے لیے ایک طرح سے حکم ہے۔ اب اس سبق میں ہم پہلے صیغہ حاضر سے فعلِ امر بنانے کا طریقہ سیکھیں گے۔

45:2 فعلِ امر کے ضمن میں پہلے ایک اہم بات یہ بھی نوٹ کرلیں کہ یہ ہمیشہ فعلِ مضارع میں کچھ تبدیلیاں کرکے بنایا جاتا ہے۔ اب امر حاضر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کرنے ہوں گے:

i) صیغہ حاضر کی علامتِ مضارع (ت) ہٹا دیں۔

ii) علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن آئے گا۔ اسے پڑھنے کے لیے اس سے پہلے ایک ہمزۃ الوصل لگا دیں۔

iii) مضارع کے عین کلمہ پر اگر ضمہ (ـُ) ہے تو ہمزۃ الوصل پر بھی ضمہ (ـُ) لگا دیں اور اگر مضارع کے عین کلمہ پر فتحہ (ـَ) یا کسرہ (ـِ) ہے تو ہمزۃ الوصل کو کسرہ (ـِ) دیں۔

iv) مضارع کے لام کلمے کو مجزوم کر دیں۔

مندرجہ بالا چار قواعد کی روشنی میں تَنْصُرُ سے فعل امر اُنْصُرْ (تو مدد کر)، تَذْهَبُ سے اِذْهَبْ (تو جا) اور تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ (تو مار) ہو جائے گا۔

45:3 ظاہر ہے کہ فعلِ امر حاضر کی گردان کے کل صیغے چھ ہی ہوں گے۔ امر حاضر کی مکمل گردان درج ذیل ہے:

		واحد	مثنّٰی	جمع
مخاطب	مذکر	اِفْعَلْ	اِفْعَلَا	اِفْعَلُوْا
		تو (ایک مذکر) کر	تم (دو مذکر) کرو	تم (سب مذکر) کرو
	مؤنث	اِفْعَلِیْ	اِفْعَلَا	اِفْعَلْنَ
		تو (ایک مؤنث) کر	تم (دو مؤنث) کرو	تم (سب مؤنث) کرو

45:4 اس بات کو یاد رکھیں کہ فعل امر کا ابتدائی الف چونکہ ہمزۃ الوصل ہوتا ہے اس لیے ماقبل سے ملا کر پڑھتے وقت یہ تلفّظ میں گر جاتا ہے جبکہ تحریر اً موجود رہتا ہے۔ مثلاً اُنْصُرْ سے وَانْصُرْ اوراِضْرِبْ سے وَاضْرِبْ وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

تَعَالَ	تو (ایک مذکر) آ	رَحِمَ (س)	رحم کرنا
قَرَءَ (ف)	پڑھنا	شَرَحَ (ف)	کھولنا۔ واضح کرنا
جَعَلَ (ف)	بنانا	رَزَقَ (ن)	عطا کرنا، دینا
قَنَتَ (ن)	عبادت کرنا	سَجَدَ (ن)	سجدہ کرنا
رَكَعَ (ف)	رکوع کرنا	حَشَرَ (ن)	جمع کرنا
سَئَلَ (ف)	سوال کرنا	هُنَاكَ	وہاں
ذَكَرَ (ن)	یاد کرنا	هٰهُنَا	یہاں

مشق نمبر - 44 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے امر حاضر کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں:

1. عَبَدَ (ن) عبادت کرنا 2. جَعَلَ (ف) بنانا 3. شَرِبَ (س) پینا

مشق نمبر - 44 (ب)

مندرجہ ذیل جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں:

1. تَعَالَ يَا مَحْمُوْدُ وَاجْلِسْ عَلَى الْكُرْسِيِّ فَاشْرَبِ الْقَهْوَةَ

____

2. يَا أَحْمَدُ ! اِقْرَأْ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ لِأَسْمَعَ قِرَاءَتَكَ

____

3. يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

____

4. رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ

5. يَا مَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ

مشق نمبر - 44 (ج)

مذکورہ بالا جملوں کے درج ذیل الفاظ کی اعرابی حالت بیان کریں نیز اس کی وجہ بھی بتائیں۔

1. وَاجْلِسْ
2. فَاشْرَبِ
3. اَلْقَهْوَةَ
4. اِقْرَأْ
5. لِاَسْمَعَ
6. قِرَاءَتَكَ
7. بَلَدًا اٰمِنًا
8. وَارْزُقْ
9. وَاسْجُدِيْ
10. اَلرَّاكِعِيْنَ

قرآنی مثالیں

1. رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (طٰہٰ:۲۵)
2. اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ (طٰہٰ:۴۳)
3. وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ (الأنبياء:٦٨)
4. وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ (المائدة:٤)
5. رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً (آل عمران:٤١)
6. فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (الأحزاب:٥٣)

7. رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (البقرة:١٢٩)

---

8. وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (البقرة:٢٠٣)

---

9. اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (الحج:٧٧)

---

10. اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (آل عمران:٥١)

---

11. رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المؤمنون:١١٨)

---

12. يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (المائدة:٢١)

---

13. قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۙ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (الحجر:٣٤،٣٥)

---

14. وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ (الأعراف:١٥٦)

---

15. رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ (الأعراف:٨٩)

امر غائب و متکلم

(The Imperative: Third & First Person)

46:1 صیغہ غائب اور متکلم میں جو فعل امر بنتا ہے اسے "امر غائب" کہتے ہیں۔ عربی گرامر میں صیغہ متکلم کے "امر" کو امر غائب میں اس لیے شمار کیا جاتا ہے کہ دونوں (امر غائب یا متکلّم) کے بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے۔

46:2 پیراگراف 43:2 میں ہم نے کہا تھا کہ مضارع کو جزم دینے والے حروف "لامِ امر" اور "لائے نہی" پر آگے بات ہوگی۔ اب یہاں نوٹ کیجئے کہ "امر غائب" اسی لامِ امر (لِ) سے بنتا ہے اور اس کا اردو ترجمہ "چاہیے کہ" سے کیا جاتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع کے صیغہ غائب اور متکلم کے شروع میں (علامت مضارع گرائے بغیر) لامِ امر (لِ) لگادیں اور مضارع کا لام کلمہ مجزوم کردیں۔ جیسے یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے) سے لِيَنْصُرْ (اُسے چاہیے کہ مدد کرے)۔ امر غائب کی مکمل گردان (متکلم کے صیغوں کے ساتھ) درج ذیل ہے:

لِيَفْعَلُوْا	لِيَفْعَلَا	لِيَفْعَلْ
اُن سب مذکر کو چاہیے کہ کریں	اُن دو مذکر کو چاہیے کہ کریں	اُس ایک مذکر کو چاہیے کہ کرے
لِيَفْعَلْنَ	لِتَفْعَلَا	لِتَفْعَلْ
اُن سب مؤنث کو چاہیے کہ کریں	اُن دو مؤنث کو چاہیے کہ کریں	اُس ایک مؤنث کو چاہیے کہ کرے
لِنَفْعَلْ	لِنَفْعَلْ	لِاَفْعَلْ
ہم سب کو چاہیے کہ کریں	ہم دو کو چاہیے کہ کریں	مجھے چاہیے کہ کروں

46:3 اب تک آپ چار عدد "لام" پڑھ چکے ہیں (ایک عدد "لَ" اور تین عدد "لِ") یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اکٹھا جائزہ لے لیا جائے تاکہ ذہن میں کوئی الجھن باقی نہ رہے۔

i) **لامِ تاکید** (لَ): زیادہ تر یہ مضارع پر نونِ خفیفہ اور ثقیلہ کے ساتھ آتا ہے اور تاکید کا مفہوم دیتا ہے۔ اگر سادہ مضارع پر آئے تو صرف اس کے مفہوم کو زمانہ حال کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ علاوہ ازیں جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے۔ مثلاً لَاَجْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (یقیناً اللہ کا اجر سب سے بڑا ہے)۔ بعض اوقات جملہ اسمیہ میں اِنَّ اور لَ دونوں داخل ہوتے ہیں۔ اِس صورت میں اِنَّ جملہ کے شروع میں آتا ہے اور لَ بالعموم خبر پر آتا ہے۔

مثلاً اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (بے شک انسان یقیناً خسارے میں ہے)۔

ii) **حرفِ جار**(لِ): یہ اسم پر آتا ہے اور اپنے بعد آنے والے اسم کو جر دیتا ہے۔ اس کے معنی عموماً "کے لیے" ہوتے ہیں۔ جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (تمام شکر تمام تعریف اللہ کے لیے ہے)۔

iii) **لامِ کَی**(لِ): یہ مضارع کو نصب دیتا ہے اور "تاکہ" کے معنی دیتا ہے۔ جیسے لِیَسْمَعَ (تاکہ وہ سنے)۔

iv) **لامِ امر**(لِ): یہ مضارع کو مجزوم کرتا ہے اور "چاہئے کہ" کے معنی دیتا ہے۔ جیسے لِیَسْمَعْ (اسے چاہیے کہ وہ سنے)۔

46:4 فعل مضارع کے جن پانچ صیغوں میں لام کلمہ پر ضمہ (ـُ) ہوتا ہے ان میں لامِ کَی اور لامِ امر کی پہچان آسان ہے جیسا کہ لِیَسْمَعَ اور لِیَسْمَعْ کی مثالوں میں آپ نے دیکھ لیا۔ لیکن باقی صیغوں میں مضارع منصوب اور مجزوم ہم شکل ہوتے ہیں جیسے لِیَسْمَعُوْا۔ اب یہ کیسے پہچانا جائے کہ اس پر لامِ کَی لگا ہے یا لامِ امر؟ اس ضمن میں نوٹ کرلیں کہ عموماً عبارت کے سیاق و سباق اور جملہ کے مفہوم سے ان دونوں کی پہچان مشکل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر آپ لامِ کَی اور لامِ امر کے استعمال میں ایک اہم فرق ذہن نشین کرلیں تو انہیں پہچاننے میں آپ کو مزید آسانی ہو جائے گی۔

46:5 لامِ کَی اور لامِ امر میں وہ اہم فرق یہ ہے کہ لامِ امر سے پہلے اگر وَ یا فَ آجائے تو لامِ امر ساکن ہو جاتا ہے جبکہ لامِ کَی ساکن نہیں ہوتا۔ مثلاً فَلْیَخْرُجْ (پس اُسے چاہیے کہ نکل جائے) وَلْیَکْتُبْ (اور اسے چاہیے کہ لکھے)۔ یہ دراصل فَلِیَخْرُجْ اور وَلِیَکْتُبْ ہی تھا مگر شروع میں فَ اور وَ نے آکر لامِ امر کو ساکن کر دیا۔ جبکہ وَلِیَکْتُبَ کے معنی ہوں گے (اور تاکہ وہ لکھے)۔ نوٹ کریں کہ یہاں بھی شروع میں وَ آیا ہے لیکن اس نے لامِ کَی کو ساکن نہیں کیا۔ امید ہے کہ آپ لامِ امر اور لامِ کَی کے اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں گے۔

ذخیرہ الفاظ

غَفَرَ (ض)	معاف کرنا	جَھَدَ (ف)	محنت کرنا
شَھِدَ (س، ک)	گواہی دینا	رَکِبَ (س)	سوار ہونا
دَرَّاجَۃٌ	سائیکل	طُلَّابٌ	طالب کی جمع

مشق نمبر - 45 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے امر غائب و متکلم کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں۔

1. اَكَلَ (ن) کھانا 2. سَبَحَ (ف) تیرنا 3. رَجَعَ (ض) واپس آنا

مشق نمبر - 45 (ب)

مندرجہ ذیل جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں:

1. اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ لِيَرْحَمَكُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ
2. لِيَشْرَحِ الْمُعَلِّمُ الدَّرْسَ لِيَفْهَمَ الطُّلَّابُ
3. لِنَعْبُدْ رَبَّنَا وَلْنَحْمَدْهُ
4. لِنَشْهَدْ اَنَّ اللهَ رَبُّنَا لِنَدْخُلَ الْجَنَّةَ
5. فَلْيَنْصُرُوا الْمُسْلِمِيْنَ لِيَنْجَحُوْا
6. فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً
7. فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلاً

عربی میں ترجمہ کریں

1. پس ان سب عورتوں کو چاہیے کہ وہ قرآن پڑھیں۔
2. ہمیں چاہیے کہ ہم عصر کے بعد کھیلیں۔
3. اسے چاہیے کہ وہ محنت کرے تا کہ وہ کامیاب ہو جائے۔

4. ہمیں چاہیے کہ ہم کم ہنسیں۔

5. اور اُن سب (مردوں) کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کریں تاکہ اُن کا رب اُنھیں بخش دے۔

مشق نمبر - 45 (ج)

مذکورہ بالا جملوں کے درج ذیل افعال کا صیغہ، اعرابی حالت اور اس کی وجہ بھی بتائیں۔

1. اِرْحَمُوْا
2. لِيَرْحَمَ
3. لِيَشْرَحِ
4. لِيَفْهَمَ
5. لِنَعْبُدْ
6. لِنَدْخُلَ
7. فَلْيَنْصُرُوْا
8. لِيَنْجَحُوْا
9. فَلْيَضْحَكُوْا

قرآنی مثالیں

1. فَلْيَفْرَحُوْا (یونس:۵۸)
2. لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا (طٰہٰ:۷۳)
3. فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ (الطارق:۵)
4. وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (النور:۳۱)
5. وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (إبراهيم:۵۲)

6. وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ (البقرة:٢٨٢)

____

7. وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (النور:٢)

____

8. لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (الحج:٧٨)

____

9. وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاريات:٥٦)

____

10. وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:٦)

____

فعلِ نہی

(The Negative Imperative)

47:1 اب ہمیں عربی میں فعل نہی بنانے کا طریقہ سمجھنا ہے لیکن اس سے پہلے لفظ "نہی" اور اردو میں مستعمل لفظ "نہیں" کا فرق سمجھ لیں۔ اردو میں لفظ "نہیں" میں کسی کام کے نہ ہونے یعنی Negative کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً "حامد نے خط نہیں لکھا" اس کے لیے "نفی" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور ایسے فعل کو "فعل منفی" کہتے ہیں۔ جبکہ "نہی" میں کسی کام سے منع کرنے یعنی روکنے کے حکم کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً "حامد کو چاہیے کہ وہ خط نہ لکھے" یا "تم خط مت لکھو" اس کے لیے "فعل نہی" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

47:2 عربی میں فعل نہی کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے فعل مضارع سے قبل لائے نہی "لَا" کا اضافہ کر کے مضارع کو مجزوم کر دیتے ہیں۔ مثلاً تَكْتُبُ کے معنی ہیں "تو لکھتا ہے" لَا تَكْتُبْ کے معنی ہو گئے "تو مت لکھ"۔ اسی طرح يَكْتُبُ کے معنی ہیں "وہ لکھتا ہے" لَا يَكْتُبْ کے معنی ہو گئے "چاہیے کہ وہ مت لکھے"۔

47:3 لفظ "لَا" کے استعمال کے سلسلہ میں یہ بھی نوٹ کر لیں کہ فعل مضارع میں نفی کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے بھی عام طور پر "لَا" کا استعمال ہوتا ہے جسے لائے نفی کہتے ہیں اور یہ غیر عامل ہوتا ہے یعنی جب مضارع پر لائے نفی داخل ہوتا ہے تو مضارع میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں لاتا صرف اس فعل میں نفی کا مفہوم پیدا کرتا ہے، مثلاً "تَكْتُبُ" (تو لکھتا ہے) سے لَا تَكْتُبُ (تو نہیں لکھتا ہے)۔ اس کے برعکس لائے نہی عامل ہے اور وہ مضارع کو مجزوم کرتا ہے۔ مثلاً لَا تَكْتُبْ (تو مت لکھ) یا لَا تَكْتُبُوْا (تم لوگ مت لکھو)۔

47:4 یہ بھی نوٹ کر لیں کہ فعل امر اور فعل نہی دونوں نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ کے ساتھ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً اِضْرِبْ (تو مار) سے اِضْرِبَنْ یا اِضْرِبَنَّ (تو ضرور مار) لَا تَضْرِبْ (تو مت مار) سے لَا تَضْرِبَنْ یا لَا تَضْرِبَنَّ (تو ہرگز مت مار) وغیرہ۔

مشق نمبر - 46 (الف)

فعل كَتَبَ (ن) سے فعل نہی معروف کی گردان اور ہر صیغہ کے معانی بھی لکھیں۔

مشق نمبر - 46 (ب)

مندرجہ ذیل جملوں کا ترجمہ کریں۔

1. لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

2. وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ

3. وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ

4. اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا

5. یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ

6. وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

7. وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ

8. وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ

9. یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ

10. اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا

عربی میں ترجمہ کریں

1. تم دونوں یہاں نہ کھیلو بلکہ میدان میں کھیلو تا کہ ہم پڑھ سکیں۔

2. اے دربان! دروازہ کھول تا کہ ہم اسکول میں داخل ہو سکیں۔

3. تو سبق اچھی طرح یاد کرلے تا کہ تو کل شرمندہ نہ ہو۔

4. تم لوگ کھیلو مت بلکہ اپنا سبق یاد کرو۔

5. ان سب کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید پڑھیں اور اس کو یاد کریں پھر اس پر عمل کریں۔

قرآنی مثالیں

1. وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (البقرة: ۴۲)

2. وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الأنعام: ۱۴)

3. وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرة: ۱۵۲)

4. لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (بنی اسرائیل: ۲۲)

5. تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (البقرة: ۱۸۷)

6. قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ (يوسف: ۱۰)

7. لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (البقرة: ۱۱۹)

8. وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (البقرہ:٢٤٣)

9. وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:٢٢)

10. وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (الأنفال:٢١)

11. فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرة:٢٢)

12. وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (النساء:٣٦)

13. قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ (حم السجدة:٢٦)

ابواب ثلاثی مزید فیہ

(Trilateral Derived Verbal Form)

تعارف اور ابواب

(Introduction and Groups)

48:1 سبق نمبر 38 میں ہم نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب پڑھے تھے یعنی باب فَتَحَ، باب ضَرَبَ وغیرہ۔ اب ہم ثلاثی مزید فیہ کے کچھ ابواب کا مطالعہ کریں گے لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ "ثلاثی مجرد" اور "ثلاثی مزید فیہ" کی اصطلاحات کا مفہوم اپنے ذہن میں واضح کر لیں۔

48:2 فعل ثلاثی مجرد سے مراد تین حرفی مادّہ کا ایسا فعل ہے جس کے اصلی حروف میں کسی مزید حرف کا اضافہ نہ کیا گیا ہو جبکہ فعل ثلاثی مزید فیہ سے مراد تین حرفی مادّہ کا ایسا فعل ہے جس کے اصلی تین حروف کے ساتھ کسی حرف یا کچھ حروف کا اضافہ کیا گیا ہو۔ یہ اضافہ فعل ماضی کے پہلے صیغے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کسی فعل ثلاثی مجرد کے ماضی کا پہلا صیغہ ہی وہ لفظ ہے جس میں مادّہ کے اصلی تین حروف موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ ثلاثی مزید فیہ کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں حروف اصلی یعنی ف ع ل کے ساتھ اضافہ شدہ حروف صاف پہچانے جاتے ہیں۔

48:3 ہم نے "ماضی کے پہلے صیغے" کی بات بار بار اس لیے کی ہے کہ آپ یہ اچھی طرح جان لیں کہ فعل ماضی، مضارع وغیرہ کی گردان کے مختلف صیغوں میں لام کلمہ کے بعد جن بعض حروف کا اضافہ ہوتا ہے ان کی وجہ سے فعل کو "مزید فیہ" قرار نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ یہ اضافہ دراصل صیغوں کی علامت ہوتا ہے اور یہ "مجرد" اور "مزید فیہ" دونوں کی گردانوں میں ایک جیسا ہوتا ہے۔ آگے چل کر آپ خود بھی اس کا مشاہدہ کر لیں گے (ان شاء اللہ)۔ فی الحال آپ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ فعل "مجرد" یا "مزید فیہ" کی پہچان اُس کے ماضی کے پہلے صیغے سے ہوتی ہے۔

48:4 ثلاثی مزید فیہ کے ماضی کے پہلے صیغے میں زائد حروف کا اضافہ یا تو "فا" کلمہ سے پہلے ہوتا ہے یا "فا" اور "عین" کلمہ کے درمیان ہوتا ہے اور یہ اضافہ کبھی ایک حرف کا ہوتا ہے، کبھی دو حروف کا، اور کبھی تین حروف کا۔ ان تبدیلیوں سے ثلاثی مزید فیہ کے بہت سے نئے ابواب بنتے ہیں، لیکن زیادہ استعمال ہونے والے ابواب صرف آٹھ ہیں، اس لیے ہم اپنے موجودہ اسباق کو انہی آٹھ ابواب تک محدود رکھیں گے۔

48:5 ایک مادّہ ثلاثی مجرد سے جب مزید فیہ میں آتا ہے تو اس کے مفہوم میں بھی کچھ تبدیلی ہوتی ہے۔ اس معنوی تبدیلی پر ان شاء اللہ اگلے سبق میں کچھ بات کریں گے لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ مزید فیہ کے آٹھوں ابواب کے ماضی، مضارع اور مصدر کے درج ذیل اوزان آپ یاد کرلیں کیونکہ اس کے بعد ہی ان کی خصوصیات اور معنوی تبدیلی کے متعلق کوئی بات کرنا ممکن ہوگی:

نمبر	ماضی		مضارع		مصدر (باب کا نام)	
1	اَفْعَلَ	اَـْـَـَ	یُفْعِلُ	یُـْـِـُ	اِفْعَالٌ	اِـْـَاـٌ
2	فَعَّلَ	ـَـَّـَ	یُفَعِّلُ	یُـَـِّـُ	تَفْعِیْلٌ	تَـْـِیْـٌ
3	فَاعَلَ	ـَاـَـَ	یُفَاعِلُ	یُـَاـِـُ	مُفَاعَلَةٌ	مُـَاـَـَةٌ
4	تَفَعَّلَ	تَـَـَّـَ	یَتَفَعَّلُ	یَتَـَـَّـُ	تَفَعُّلٌ	تَـَـُّـٌ
5	تَفَاعَلَ	تَـَاـَـَ	یَتَفَاعَلُ	یَتَـَاـَـُ	تَفَاعُلٌ	تَـَاـُـٌ
6	اِفْتَعَلَ	اِـْتَـَـَ	یَفْتَعِلُ	یَـْتَـِـُ	اِفْتِعَالٌ	اِـْتِـَاـٌ
7	اِنْفَعَلَ	اِنْـَـَـَ	یَنْفَعِلُ	یَنْـَـِـُ	اِنْفِعَالٌ	اِنْـِـَاـٌ
8	اِسْتَفْعَلَ	اِسْتَـْـَـَ	یَسْتَفْعِلُ	یَسْتَـْـِـُ	اِسْتِفْعَالٌ	اِسْتِـْـَاـٌ

48:6 اُمید ہے آپ نے مذکورہ بالا جدول میں یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ آٹھوں ابواب کے ماضی کے صیغوں میں ع کلمہ پر فتحہ (ـَ) آیا ہے جبکہ مضارع کے صیغوں میں علامتِ مضارع اور ع کلمہ کی صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ:

(i) پہلے تین ابواب (جن کا ماضی چار حرفی ہے) کے مضارع کے صیغوں **یُفْعِلُ**، **یُفَعِّلُ** اور **یُفَاعِلُ** کی علامتِ مضارع پر ضمہ (ـُ) اور ع کلمہ پر کسرہ (ـِ) آیا ہے۔

(ii) اس کے بعد کے دو ابواب (جو "ت" سے شروع ہوتے ہیں) کے مضارع کے صیغوں **یَتَفَعَّلُ** اور **یَتَفَاعَلُ** کی علامتِ مضارع اور ع کلمہ دونوں پر فتحہ (ـَ) آیا ہے۔

iii) جبکہ آخری تین ابواب (جو ہمزۃ الوصل "اِ" سے شروع ہوتے ہیں) کے مضارع کے صیغوں **یَفْتَعِلُ**، **یَنْفَعِلُ** اور **یَسْتَفْعِلُ** کی علامتِ مضارع پر فتحہ (ـَ) بر قرار رہتا ہے لیکن ع کلمہ کا کسرہ (ـِ) واپس آجاتا ہے۔

48:7 مذکورہ بالا تجزیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ علامتِ مضارع پر ضمہ (ـُ) صرف چار حرفی ماضی کے مضارع پر آتا ہے، جبکہ ع کلمہ پر زبر صرف "ت" سے شروع ہونے والے ابواب کے مضارع پر آتا ہے۔ اس خلاصہ کو اگر آپ ذہن نشین کرلیں تو ان ابواب کے ماضی اور مضارع کے صیغوں کے اوزان یاد رکھنے میں آپ کو بہت سہولت ہوگی (ان شاء اللہ)۔

48:8 یہ اہم بات بھی نوٹ کرلیں کہ ثلاثی مجرد میں کوئی فعل خواہ کسی باب سے آئے یعنی اس کے ع کلمے پر خواہ کوئی حرکت ہو، جب وہ ثلاثی مزید فیہ میں آئے گا تو اس کے ع کلمے کی حرکت متعلقہ باب کے ماضی اور مضارع کے صیغوں کے وزن کے مطابق ہوگی۔ مثلاً ثلاثی مجرد میں **سَمِعَ یَسْمَعُ** آتا ہے لیکن یہی فعل جب باب **افتعال** میں آئے گا تو اس کا ماضی اور مضارع **اِسْتَمَعَ یَسْتَمِعُ** بنے گا۔ اسی طرح **کَرُمَ یَکْرُمُ** جب باب **افعال** میں آئے گا تو اس کا ماضی، مضارع **اَکْرَمَ یُکْرِمُ** ہوگا۔

48:9 یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مذکورہ بالا اوزان میں، باب **افعال** کے علاوہ، جو وزن ہمزہ سے شروع ہوتے ہیں، ان کا ہمزہ دراصل ہمزۃ الوصل ہوتا ہے، اس لیے پیچھے سے ملا کر پڑھتے وقت وہ تلفظ میں ساکت ہو جاتا ہے، مثلاً **اِفْتَعَلَ** سے **وَافْتَعَلَ** یا **اِمْتَحَنَ** سے **وَامْتَحَنَ** وغیرہ۔ جبکہ بابِ **افعال** کا ہمزہ ہمزۃ الوصل نہیں ہے، اسی لیے وہ پیچھے سے ملا کر پڑھتے وقت بھی بدستور قائم رہتا ہے، مثلاً **اَفْعَلَ** سے **وَاَفْعَلَ** یا **اَحْسَنَ** سے **وَاَحْسَنَ** وغیرہ۔ اس طرح قائم رہنے والے ہمزہ کو "ہمزۃ القطع" کہتے ہیں۔

48:10 یہ بھی نوٹ کرلیں کہ ثلاثی مجرد میں فعل سے مصدر بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے یعنی کوئی مقررہ وزن نہیں ہے۔ بس اہل زبان سے سن کر یا ڈکشنری میں دیکھ کر ان کا مصدر معلوم کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مزید فیہ کے ہر صیغۂ ماضی اور مضارع کے مقرر کردہ وزن کی طرح اس کے مصدر کا بھی ایک مقرر وزن ہے اور مصدر کا یہ وزن باب کا نام بھی ہوتا ہے۔

48:11 مصدر کے جو اوزان بطور "باب کا نام" دیئے گئے ہیں ان میں یہ اضافہ کر لیجئے کہ درج ذیل دو ابواب کا مصدر دو طرح سے آتا ہے یعنی ایک اور وزن پر بھی آتا ہے۔ تاہم باب کا نام یہی رہتا ہے جو اوپر جدول میں لکھا گیا ہے۔ مصدروں کے متبادل اوزان یہ ہیں:

i) باب تَفْعِيْلٌ کا مصدر تَفْعِلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسے زَكّٰى يُزَكِّيْ (پاک کرنا) سے مصدر تَزْكِيَةٌ ہے اور جَرَّبَ يُجَرِّبُ (آزمانا) کا مصدر تَجْرِبَةٌ ہے۔

ii) اسی طرح باب مُفَاعَلَةٌ کا مصدر اکثر فِعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے مثلاً جَاهَدَ يُجَاهِدُ (جہاد کرنا) کا مصدر مُجَاهَدَةٌ بھی ہے اور جِهَادٌ بھی۔ مگر قَابَلَ يُقَابِلُ (آمنے سامنے ہونا، مقابلہ کرنا) کا مصدر قِبَالٌ استعمال نہیں ہوتا بلکہ مُقَابَلَةٌ ہی استعمال ہوتا ہے۔

48:12 ایک اور بات بھی ابھی سے ذہن میں رکھ لیجئے، اگرچہ اس کے استعمال کا موقع آگے چل کر آئے گا، اور وہ یہ کہ اگر کسی فعل کے ماضی اور مضارع کا پہلا صیغہ بول کر ساتھ مصدر بھی بولنا ہو تو اس صورت میں مصدر کو حالتِ نصب میں پڑھا اور لکھا جاتا ہے مثلاً کہیں گے عَلَّمَ يُعَلِّمُ تَعْلِيْمًا۔ یہ صرف اسی صورت میں ضروری ہے جب ماضی اور مضارع کا صیغہ بول کر ساتھ ہی مصدر بولا جائے ورنہ ویسے "سکھانا" کی عربی "تَعْلِيْمٌ" ہی ہو گی۔ نصب کی اس وجہ پر آگے مفعول کی بحث میں بات ہو گی (ان شاء اللہ)۔

مشق نمبر - 47 (الف)

مندرجہ ذیل مادّوں کو قوسین میں دیئے گئے باب میں ڈھالیں یعنی ہر ایک مادّہ سے دیئے گئے باب کے ماضی اور مضارع کا پہلا صیغہ لکھیں اور اس کا مصدر بحالتِ نصب لکھیں:

مثلاً أَكْرَمَ يُكْرِمُ اِكْرَامًا

نوٹ: تمام کلمات پر مکمل حرکات دیں۔

خ ر ج	ب ع د	ر ش د	(اِفْعَالٌ)
ق ر ب	ك ذ ب	ص د ق	(تَفْعِيْلٌ)
ط ل ب	ق ت ل	خ ل ف	(مُفَاعَلَةٌ)
ق ر ب	ق د س	ك ل م	(تَفَعُّلٌ)
ف خ ر	ع ق ب	ك ث ر	(تَفَاعُلٌ)
ن ش ر	ع ر ف	م ح ن	(اِفْتِعَالٌ)

ش ر ح	ق ل ب	ك ش ف	(اِنْفِعَالٌ)
خ ر ج	ح ق ر	ب د ل	(اِسْتِفْعَالٌ)

مشق نمبر - 47 (ب)

مندرجہ ذیل الفاظ کا مادّہ اور باب بتائیں نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ ماضی ہے یا مضارع یا مصدر۔ واضح رہے کہ ان میں سے بیشتر الفاظ کے معانی ابھی آپ کو نہیں بتائے گئے، کیونکہ یہاں یہ مشق کروانی مقصود ہے کہ اگر کسی لفظ کے معنی آپ کو معلوم نہیں ہیں تو ڈکشنری میں اس کے معنی دیکھنے کے لیے پہلے اس کا مادّہ اور باب پہچاننا ضروری ہے، اس لیے کہ عربی لغت مادّے کے حروف کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے۔

1. اَرْسَلَ
2. يُقَرِّبُ
3. اِرْسَالٌ
4. تَقْرِيْبٌ
5. اِرْتِكَابٌ
6. يَسْتَكْبِرُ
7. اِنْقِلَابٌ
8. تَبَارَكَ
9. تَبَسُّمٌ
10. اِسْتِصْوَابٌ
11. اِنْحِرَافٌ
12. اِسْتَقْبَلَ
13. يُخْبِلُ
14. يُخَرِّبُ
15. يُقَاتِلُ
16. تَغَيَّرَ
17. يَتَغَيَّرُ
18. عَجَّلَ
19. يَشْتَرِكُ
20. اِسْتَغْفَرَ

خاصیاتِ ابواب

(Characteristics of Groups)

49:1 مزید فیہ کے ابواب میں معنوی تبدیلیوں پر بات کرنے سے پہلے آپ کو یہ بات یاد دلانا ضروری ہے کہ زبان پہلے وجود میں آتی ہے اور قواعد بعد میں مرتب کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ صحیح صورتحال یہ ہے کہ ابواب مزید فیہ میں جو معنوی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ان سب کو مدنظر رکھ کر ہمارے علماء کرام نے ہر باب کے لیے کچھ اصول (Generalizations) مرتب کئے ہیں جنہیں خصوصیاتِ ابواب کہتے ہیں۔

49:2 اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ مزید فیہ کے جو آٹھ ابواب آپ نے پڑھے ہیں ان میں سے ہر باب کی ایک سے زیادہ خاصیات ہیں اور بعض کی خاصیات کی تعداد سات، آٹھ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی گرامر کی کتابوں میں خاصیاتِ ابواب کے لیے الگ ایک مستقل سبق ہوتا ہے۔ ہماری اس کتاب میں چونکہ یہ سبق شامل نہیں ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس مقام پر ہر باب کی ایک ایسی خاصیت کا تعارف کرادیا جائے جو اس باب میں نسبتاً زیادہ معنوی تبدیلی کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ تمام خاصیات کا ابھی آپ کو علم نہیں ہے۔ اور پھر جب آپ ان تمام خاصیاتِ ابواب کا مطالعہ کرلیں تو اس وقت بھی ذہن میں استثناء کی کھڑکی ہمیشہ کھلی رکھیں۔

49:3 باب **افعال** اور باب **تفعیل** دونوں کی ایک مشترکہ خاصیت یہ ہے کہ عام طور پر یہ فعل لازم کو متعدی کرتے ہیں۔ جیسے نَزَلَ یَنْزِلُ نُزُوْلًا (نازل ہونا) ایک فعل لازم ہے۔ باب افعال میں یہ اَنْزَلَ یُنْزِلُ اِنْزَالًا اور باب تفعیل میں نَزَّلَ یُنَزِّلُ تَنْزِیْلًا بنتا ہے۔ دونوں کے معانی ہیں نازل کرنا اور اب یہ فعل متعدی ہے۔ چنانچہ دونوں ابواب کے زیادہ تر افعال متعدی ہیں۔ اگرچہ کچھ استثناء بھی ہیں، بالخصوص باب **افعال** میں۔

49:4 البتہ باب **افعال** اور باب **تفعیل** میں ایک فرق یہ ہے کہ باب **افعال** میں کسی کام کو ایک مرتبہ کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جبکہ باب **تفعیل** میں عموماً کسی کام کو درجہ بدرجہ اور تسلسل سے کرنے کا یا کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید کے نزول کے لیے لفظ "**انزال**" بھی استعمال ہوا ہے اور لفظ "**تنزیل**" بھی استعمال ہوا ہے۔ یعنی قرآن مجید کا نزول لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک ہی دفعہ میں ہوا ہے۔ جبکہ آسمانِ دنیا سے حضور ﷺ پر تدریجاً تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا ہے۔

49:5 باب **مفاعلہ** میں زیادہ تر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کسی کام کو کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں اور ایک دوسرے

کے مقابلہ میں کچھ کر رہے ہوں۔ جیسے قَتَلَ یَقْتُلُ قَتْلًا (قتل کرنا)۔ یہ ایک یک طرفہ عمل ہے۔ لیکن قَاتَلَ یُقَاتِلُ مُقَاتَلَةً وَ قِتَالًا کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کریں۔ اس باب کے زیادہ تر افعال بھی متعدی ہوتے ہیں۔

49:6 باب تفعّل میں زیادہ تر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ تکلیف اٹھا کر کسی کام کو خود کرنے کی کوشش کرنا۔ جیسے عَلِمَ یَعْلَمُ عِلْمًا (جاننا) جبکہ تَعَلَّمَ یَتَعَلَّمُ تَعَلُّمًا کا مطلب ہے تکلیف اٹھا کر، کوشش کر کے علم حاصل کرنا اور سیکھنا۔ یعنی اس میں بھی عمل کے تسلسل کا مفہوم ہے۔ اس باب سے افعال لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔

49:7 باب مفاعلہ کی طرح باب تفاعُل میں بھی زیادہ تر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ کسی کام کو کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں۔ لیکن اس باب کے زیادہ تر افعال لازم ہوتے ہیں۔ جیسے فَخَرَ یَفْخَرُ فَخْرًا (فخر کرنا) سے تَفَاخَرَ یَتَفَاخَرُ تَفَاخُرًا کا مطلب ہے ایک دوسرے پر فخر کرنا۔

49:8 باب افتعال میں زیادہ تر کسی کام کو اہتمام سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا (سننا) سے اِسْتَمَعَ یَسْتَمِعُ اِسْتِمَاعًا کا مطلب ہے کان لگا کر سننا، غور سے سننا۔ اس باب سے لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال آتے ہیں۔

49:9 باب انفعال کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہ فعل متعدی کو لازم کرتا ہے۔ جیسے هَدَمَ یَهْدِمُ هَدْمًا (گرانا) سے اِنْهَدَمَ یَنْهَدِمُ اِنْهِدَامًا (گرنا)۔ یاد رکھیں کہ جس طرح ابواب ثلاثی مجرد میں باب کَرُمَ لازم تھا اسی طرح ابواب مزید فیہ میں باب انفعال لازم ہے۔

49:10 باب استفعال میں زیادہ تر کسی کام کو طلب کرنے یا کسی صفت کو موجود سمجھنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے غَفَرَ یَغْفِرُ غُفْرَانًا (چھپانا، معاف کرنا، غلطی کو چھپانا) سے اِسْتَغْفَرَ یَسْتَغْفِرُ اِسْتِغْفَارًا کا مطلب ہے معافی مانگنا، مغفرت طلب کرنا اور حَسُنَ یَحْسُنُ حُسْنًا (خوبصورت ہونا، اچھا ہونا) سے اِسْتَحْسَنَ یَسْتَحْسِنُ اِسْتِحْسَانًا کا مطلب ہے اچھا سمجھنا۔ اس باب سے بھی لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال آتے ہیں۔

49:11 اب اس سبق کی آخری بات یہ سمجھ لیں کہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی سہ حرفی مادّہ، مزید فیہ کے ہر باب میں استعمال ہو۔ ایک مادّہ مزید فیہ کے کن کن ابواب سے استعمال ہوتا ہے اور ان کی کن خاصیات کے تحت اس میں کیا معنوی تبدیلی ہوتی ہے، اس کا علم ہمیں ڈکشنری سے ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابواب مزید فیہ کے اوزان یاد کئے بغیر کوئی

طالب علم عربی لغت سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔

مشق نمبر - 48

نیچے کچھ الفاظ کے معانی اس طرح لکھے گئے ہیں جیسے عموماً ڈکشنری میں لکھے جاتے ہیں۔ آپ کا کام یہ ہے کہ الگ کاغذ پر ان کا ماضی، مضارع اور مصدر لکھیں۔ پھر ان کے مصدری معانی لکھیں اور پھر اسی طرح انہیں یاد کریں۔ جیسے **جَهَدَ يَجْهَدُ جُهْدًا** کے معنی کوشش کرنا۔ **جَاهَدَ يُجَاهِدُ مُجَاهَدَةً وَجِهَادًا** کے معنی ایک دوسرے کے خلاف کوشش کرنا وغیرہ۔ یاد رہے کہ ان میں غالب اکثریت ایسے الفاظ کی ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔

نوٹ: الفاظ کو اوپر سے نیچے پڑھیں۔

جَهَدَ (ف) جُهْدًا	کوشش کرنا	خَصَمَ (ض) خَصْمًا	جھگڑا کرنا
جَاهَدَ	کسی کے خلاف کوشش کرنا	تَخَاصَمَ	باہم جھگڑا کرنا
اِجْتَهَدَ	اہتمام سے کوشش کرنا	اِخْتَصَمَ	جھگڑا کرنا
صَلَحَ (ک،ن) صَلَاحًا	درست ہونا، نیک ہونا	بَلَغَ (ن) بُلُوْغًا	پہنچنا، پھل کا پکنا
اَصْلَحَ	درست کرنا، صلح کرانا	بَلُغَ (ک) بَلَاغَةً	فصیح و بلیغ ہونا
صَالَحَ	موافق ہونا، صلح کرنا	اَبْلَغَ بَلَّغَ	کسی چیز کو کسی کے پاس پہنچانا
نَزَلَ (ض) نُزُوْلًا	اترنا	نَصَرَ (ن) نَصْرًا	مدد کرنا
اَنْزَلَ	اتارنا	تَنَاصَرَ	باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا
نَزَّلَ	اتارنا	اِنْتَصَرَ	بدلہ لینا (اہتمام سے خود اپنی مدد کرنا)
تَنَزَّلَ	اترنا	اِسْتَنْصَرَ	مدد مانگنا

ماضی، مضارع کی گردانیں

(Conjugations of Past and Imperfect)

50:1 اب جبکہ آپ مزید فیہ کے آٹھ ابواب کے فعل ماضی اور فعل مضارع کا پہلا صیغہ بنانا سیکھ گئے ہیں تو ضروری ہے کہ ہر باب کے ماضی اور مضارع کی مکمل گردان بھی سیکھ لیں۔ سردست ہم ان ابواب سے فعل معروف کی گردان پر توجہ دیں گے۔ واضح رہے کہ گزشتہ دو اسباق میں تمام افعال کی صرف معروف صورت ہی کی بات کی گئی ہے۔ آگے چل کر ان شاء اللہ ہم فعل مجہول (مزید فیہ) کی بات الگ سبق میں کریں گے۔

50:2 مزید فیہ افعال کی گردان اصولی طور پر فعل مجرد کی گردان کی طرح ہی ہوتی ہے، البتہ جس طرح فعل مجرد میں گردان کے اندر "ع" کلمہ کی حرکت کو برقرار رکھنے کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح مزید فیہ کی گردانوں میں بھی زائد حروف کی حرکات اور "ع" کلمہ کی حرکت کو پوری گردان میں برقرار رکھا جاتا ہے۔

50:3 اب ہم ذیل میں نمونے کے طور پر باب افعال کے فعل ماضی اور مضارع کی مکمل گردان لکھ رہے ہیں۔ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے آپ بقیہ ابواب کے فعل ماضی اور مضارع کی مکمل گردان خود لکھ سکتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ انھیں لکھ لیں بلکہ انہیں باآواز بلند دہرا دہرا کر اچھی طرح یاد کر لیں۔ اگر آپ یہ محنت کر لیں گے تو آئندہ جملوں میں استعمال ہونے والے مختلف افعال کے صحیح باب اور صیغہ کی شناخت اور ان کے صحیح ترجمے میں آپ کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی (ان شاء اللہ)۔

باب افعال ماضی کی گردان

		واحد	مثنّٰی	جمع
غائب	مذکّر	اَفْعَلَ	اَفْعَلَا	اَفْعَلُوْا
	مؤنث	اَفْعَلَتْ	اَفْعَلَتَا	اَفْعَلْنَ
حاضر	مذکّر	اَفْعَلْتَ	اَفْعَلْتُمَا	اَفْعَلْتُمْ
	مؤنث	اَفْعَلْتِ	اَفْعَلْتُمَا	اَفْعَلْتُنَّ
متکلم	مذکّر و مؤنث	اَفْعَلْتُ	اَفْعَلْنَا	اَفْعَلْنَا

باب افعال-مضارع کی گردان

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکّر	يُفْعِلُ	يُفْعِلَانِ	يُفْعِلُوْنَ
	مؤنث	تُفْعِلُ	تُفْعِلَانِ	يُفْعِلْنَ
حاضر	مذکّر	تُفْعِلُ	تُفْعِلَانِ	تُفْعِلُوْنَ
	مؤنث	تُفْعِلِيْنَ	تُفْعِلَانِ	تُفْعِلْنَ
متکلم	مذکّر و مؤنث	أُفْعِلُ	نُفْعِلُ	نُفْعِلُ

50:4 اگر آپ نے باب **افعال** کے علاوہ بقیہ ابواب کی مکمل گردانیں لکھ کر یاد کرلی ہیں تو آپ ان کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ آگے چل کر ان سے آپ کو بہت مدد ملے گی (ان شاء اللہ):

i) خیال رہے کہ باب **افعال** کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ماضی کے ہر صیغے کی ابتداء ہمزہ مفتوحہ (أ) سے ہوتی ہے، باقی کسی باب میں یہ چیز نہیں ہے۔ اور یہ بات ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ باب **افعال** کا یہ ابتدائی ہمزہ، ہمزۃ القطع ہوتا ہے، یعنی پیچھے کسی حرف سے ملتے وقت بھی برقرار رہتا ہے۔

ii) پہلے تینوں ابواب یعنی **افعال**، **تفعیل** اور **مفاعلہ** کے ماضی کے پہلے صیغے میں چار حروف ہیں۔ اب یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ جس فعل کے ماضی کے پہلے صیغے میں چار حروف ہوں گے اس کے مضارع میں علامت مضارع پر ضمہ (ـُ) آتا ہے۔ اس قاعدے کو یاد کرلیں۔ آگے چل کر یہ مزید کام دے گا۔

iii) آخری تین ابواب یعنی **افتعال**، **انفعال** اور **استفعال** کے ماضی کے تمام صیغوں کی ابتداء ہمزہ مکسورہ (إ) سے ہوتی ہے جو ہمزۃ الوصل ہوتا ہے۔

iv) باب **افتعال** اور **انفعال** کے ماضی، مضارع اور مصدر ملتے جلتے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ دونوں ہی "اِنْ" سے شروع ہوتے ہیں اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب باب **افتعال** میں "ف" کلمہ "ن" ہوتا ہے۔ مثلاً اِنْتِظَارٌ، اِنْتِظَامٌ، اِنْتِشَارٌ وغیرہ باب **افتعال** کے مصادر ہیں۔ جبکہ اِنْحِرَافٌ، اِنْكِشَافٌ، اِنْهِدَامٌ وغیرہ باب **انفعال** کے مصادر ہیں۔ دونوں میں پہچان کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر "اِنْ" کے بعد "ت" ہو تو نوّے، پچانوے فیصد وہ باب **افتعال** ہوگا۔ اور اگر "اِنْ" کے بعد "ت" کے علاوہ کوئی دوسرا حرف ہو تو پھر وہ باب **انفعال** ہوگا۔

ذخیرۂ الفاظ

خَرَجَ (ن) خُرُوْجًا	باہر نکلنا	رَشَدَ (ن) رُشْدًا	ہدایت پانا
اَخْرَجَ	باہر نکالنا	اَرْشَدَ	ہدایت دینا
اِسْتَخْرَجَ	نکلنے کے لیے کہنا، کسی چیز میں سے کوئی چیز نکالنا		
قَرُبَ وَ قَرِبَ (ک، س) قُرْبًا وَ قُرْبَانًا	قریب ہونا	كَذَبَ (ض) كَذِبًا وَ كِذْبًا	جھوٹ بولنا
قَرَّبَ	کسی کو قریب کرنا	كَذَّبَ	کسی کو جھوٹا کہنا، جھٹلانا
اِقْتَرَبَ	قریب آجانا	غَسَلَ (ض) غَسْلًا	دھونا
نَفَقَ (ن) نَفَقًا	خرچ ہونا، دو منہ والا ہونا	اِغْتَسَلَ	نہانا
اَنْفَقَ	خرچ کرنا	اِنْغَسَلَ	دُھلنا، دھل جانا
نَافَقَ	کسی سے دور خاپن اختیار کرنا		

مشق نمبر - 49 (الف)

عَلِمَ سے باب تفعیل اور تفعّل میں اور نَصَرَ سے باب استفعال میں ماضی اور مضارع کی مکمل گردان لکھیں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں۔

مشق نمبر - 49 (ب)

عربی سے اُردو میں ترجمہ کریں:

1. اِغْتَسَلَ خَالِدٌ اَمْسِ

____

2. تَضَارَبَ الْوَلَدَانِ فِي الْمَدْرَسَةِ فَاَخْرَجَهُمَا اَمِيْرُهَا مِنْهَا

____

3. اِسْتَنْصَرَ الْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَانَهُمْ فَنَصَرُوْهُمْ

____

4. ضَرَبْنَا الْجِدَارَ بِالْاَحْجَارِ فَانْهَدَمَ

____

5. خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (ح)
6. اِسْتَرْشَدَ الطُّلَّابُ مِنَ الْاُسْتَاذِ فَاَرْشَدَهُمْ

7. يُقَاتِلُ الْمُسْلِمُوْنَ الْكُفَّارَ
8. يَكْتَسِبُ الزَّوْجُ وَتُنْفِقُ الزَّوْجَةُ

مشق نمبر - 49 (ج)

مندرجہ بالا جملوں کے درج ذیل الفاظ کا مادّہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

1. اِغْتَسَلَ
2. تَضَارَبَ
3. اَخْرَجَ
4. نَصَرُوْا
5. اِنْهَدَمَ
6. تَعَلَّمَ
7. عَلَّمَ
8. اِسْتَرْشَدَ
9. يُقَاتِلُ
10. يَكْتَسِبُ
11. تُنْفِقُ

فعل امر و نہی

(The Imperative and Negative Imperative)

51:1 اس سے پہلے آپ ثلاثی مجرّد سے فعل امر اور فعل نہی بنانے کے قاعدے پڑھ چکے ہیں۔ اب آپ ثلاثی مزید فیہ میں انہی قواعد کا اطلاق کریں گے۔

51:2 ثلاثی مجرّد میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ فعل امر حاضر اور فعل امر غائب (جس میں متکلم بھی شامل ہوتا ہے) دونوں کے بنانے کا طریقہ مختلف ہے جبکہ فعلِ نہی (حاضر ہو یا غائب و متکلم) ایک ہی طریقہ سے بنتا ہے۔ یہی صورتِ حال ثلاثی مزید فیہ سے فعل امر اور فعلِ نہی بنانے میں ہوگی۔ نیز یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جس طرح ثلاثی مجرّد میں فعلِ امر اور فعلِ نہی، فعلِ مضارع سے بنتے ہیں اسی طرح ثلاثی مزید فیہ میں بھی فعلِ مضارع سے فعلِ امر اور فعلِ نہی بنائے جائیں گے۔

51:3 ثلاثی مزید فیہ سے فعل امر حاضر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کریں:

(i) ثلاثی مجرّد کی طرح مزید فیہ کے فعل مضارع سے علامتِ مضارع (ت) ہٹا دیں۔

(ii) ثلاثی مجرّد میں علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن آتا تھا لیکن مزید فیہ میں آپ کو دیکھنا ہوگا کہ علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن ہے یا متحرک۔

(iii) علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف اگر متحرک ہے تو ہمزۃ الوصل لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ صورتِ حال آپ کو چار ابواب یعنی باب **تفعیل**، باب **مفاعلہ**، باب **تفعّل** اور باب **تفاعل** میں ملے گی۔

(iv) علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف اگر ساکن ہے (اور ایسا مذکورہ چار ابواب کے علاوہ باقی تمام ابواب میں ہوگا خواہ وہ مجرّد ہوں یا مزید فیہ) تو باب **افتعال**، باب **انفعال** اور باب **استفعال** میں ہمزۃ الوصل لگایا جائے گا اور اسے کسرہ (ـِ) دیا جائے گا جبکہ باب **افعال** میں ہمزۃ القطع لگایا جائے گا اور اسے فتحہ (ـَ) دیا جائے گا۔ باب **افعال** کے فعل امر حاضر کی درج بالا دونوں خصوصیات خاص طور پر نوٹ کر لیجیے۔

(v) ثلاثی مجرّد ہی کی طرح مزید فیہ میں بھی مضارع کے "ل" کلمے مجزوم کر دیئے جائیں گے۔

51:4 ہمیں قوی اُمید ہے کہ مذکورہ بالا طریقۂ کار کا اطلاق کرتے ہوئے مزید فیہ کے ابواب سے فعل امر حاضر اب آپ خود بنا سکتے ہیں، لیکن آپ کی سہولت کے لیے ہم دو مثالیں دے رہے ہیں جس سے مزید وضاحت ہو جائے گی۔

(i) باب **تفعیل** کے مصدر "تَعْلِیْمٌ" کو لیجیے۔ اس کا فعل مضارع "یُعَلِّمُ" ہے۔ اور اس کا حاضر کا صیغہ

"تُعَلِّمُ" ہے۔ اس کی علامت مضارع گرانے کے بعد "عَلِّمُ" باقی بچا۔ اس کا پہلا حرف متحرک ہے، اس لیے اس کے شروع میں ہمزہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کے لام کلمہ کو مجزوم کیا جائے گا تو اس کا آخری حرف "مہ" ساکن ہو جائے گا۔ اس طرح آپ کے پاس فعل امر کا پہلا صیغہ "عَلِّمْ" ہو گا۔ اسی طرح تثنیٰ کا صیغہ "عَلِّمَا"، جمع مذکر کا "عَلِّمُوْا"، واحد مؤنث کا "عَلِّمِيْ" اور جمع مؤنث کا "عَلِّمْنَ" ہو گا۔

ii) باب استفعال کا ایک مصدر "اِسْتِغْفَارٌ" ہے۔ اس کا مضارع "يَسْتَغْفِرُ" اور حاضر کا صیغہ "تَسْتَغْفِرُ" ہے۔ اس کی علامت مضارع ہٹائی تو "سْتَغْفِرُ" باقی بچا۔ اب چونکہ اس کا پہلا حرف ساکن ہے اس لیے اس کے شروع میں ایک ہمزہ لگایا جائے گا جو ہمزۃ الوصل ہو گا اور اسے کسرہ (ـِ) دیا جائے گا (کیونکہ یہ باب افعال نہیں ہے) اب بن گیا "اِسْتَغْفِرُ"۔ پھر مضارع کو مجزوم کیا تو لام کلمہ "ر" ساکن ہو گیا۔ چنانچہ فعل امر کا پہلا صیغہ "اِسْتَغْفِرْ" بن گیا۔ امرِ حاضر کی گردان کے باقی صیغے یہ ہوں گے: اِسْتَغْفِرَا، اِسْتَغْفِرُوْا، اِسْتَغْفِرِيْ، اِسْتَغْفِرَا، اِسْتَغْفِرْنَ۔

51:5 فعل امر غائب و متکلم بنانے کا طریقہ آسان ہے، اس لیے کہ ثلاثی مجرّد کی طرح ابواب مزید فیہ میں بھی علامتِ مضارع گرانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس سے پہلے لام امر (لِ) لگاتے ہیں اور مضارع کو مجزوم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً باب افعال کا ایک مصدر "اِكْرَامٌ" ہے۔ اس کا مضارع "يُكْرِمُ" ہے۔ اس سے قبل لامِ امر لگایا تو "لِيُكْرِمُ" بن گیا۔ پھر مضارع کو مجزوم کیا تو لام کلمہ یعنی "مہ" ساکن ہو گیا۔ اس طرح امر غائب کا پہلا صیغہ "لِيُكْرِمْ" بنا۔ جبکہ باقی صیغے اس طرح ہوں گے: لِيُكْرِمَا، لِيُكْرِمُوْا، لِتُكْرِمْ، لِتُكْرِمَا، لِيُكْرِمْنَ، لِاُكْرِمْ اور لِنُكْرِمْ۔ امید ہے کہ اب آپ اسی طرح بقیہ ابواب سے امر غائب و متکلم بنالیں گے۔

51:6 اس مقام پر ضروری ہے کہ لام کَیْ اور لام امر کا جو فرق آپ نے ثلاثی مجرد میں پڑھا تھا اسے ذہن میں تازہ کر لیں۔ اس لیے کہ اس کا اطلاق ثلاثی مزید فیہ پر بھی اسی طرح ہوتا ہے (دیکھئے 46:5)۔

51:7 فعل نہی کا بنانا زیادہ آسان ہے، اس لیے کہ یہ مضارع کے تمام صیغوں سے ایک ہی طریقے سے بنتا ہے اور فعل امر کی طرح اس میں حاضر اور غائب کی تفریق نہیں ہے۔ فعل نہی مجرّد سے ہو یا مزید فیہ سے، اس کے بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے یعنی مضارع کی علامتِ مضارع گرائے بغیر اس کے شروع میں لائے نہی "لَا" بڑھا دیں اور مضارع کو مجزوم کر دیں۔ مثلاً باب مفاعله کا ایک مصدر مُجَاهَدَةٌ ہے۔ اس کا مضارع "يُجَاهِدُ" ہے۔ اس سے قبل "لَا" لگایا تو "لَا يُجَاهِدُ" بن گیا۔

پھر مضارع کو مجزوم کیا تو اس کا لام کلمہ یعنی "د" ساکن ہو گیا۔ اس طرح فعل نہی کا پہلا صیغہ "لَایُجَاهِدْ" بن گیا۔ ہمیں قوی اُمید ہے کہ بقیہ صیغے آپ خود بنالیں گے۔

51:8 ثلاثی مجرّد میں آپ لائے نفی اور لائے نہی کا فرق پڑھ چکے ہیں۔ اس مقام پر اسے بھی ذہن میں دوبارہ تازہ کرلیں، اس لیے کہ اس کا اطلاق ابواب مزید فیہ پر بھی اسی طرح ہوتا ہے (دیکھئے 47:3)۔

ذخیرۂ الفاظ

جَنَبَ (ن) جَنْبًا	ہٹانا، دور کرنا	سَلِمَ (س) سَلَامَةً	آفت سے نجات پانا، سلامتی میں ہونا
جَنِبَ (س) جَنَابَةً	ناپاک ہونا	اَسْلَمَ	کسی کی سلامتی میں آنا، فرماں بردار ہونا
جَنَّبَ	دور کرنا	سَلَّمَ	آفت سے بچانا، سلامتی دینا
اِجْتَنَبَ	دور رہنا، بچنا	نَبَتَ (ن) نَبَاتًا	سبزہ کا اگنا
ضَيْفٌ (ج ضُيُوْفٌ)	مہمان	اَنْبَتَ	سبزہ اگانا
زُوْرٌ	جھوٹ		

مشق نمبر - 50 (الف)

کَرُمَ سے باب افعال میں، عَلِمَ سے باب تفعّل میں اور جَنِبَ سے باب افتعال میں فعل امر (غائب و حاضر) کی مکمل گردان ہر صیغہ کے معانی کے ساتھ لکھیں۔

مشق نمبر - 50 (ب)

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَكْرَمُوْا ضَيْفَهُمْ
______

2. اَكْرِمُوْا ضُيُوْفَكُمْ
______

3. نَحْنُ نَجْتَهِدُ فِيْ دُرُوْسِنَا
______

4. اِجْتَهِدُوْا فِيْ دُرُوْسِكُمْ
______

5. اِجْتَهِدُوْا فِيْ دُرُوْسِهِمْ

6. مَاذَا عَلَّمَ الْأُسْتَاذُ فِي الْمَدْرَسَةِ؟

7. مَاذَا يُعَلِّمُ الْأُسْتَاذُ فِي الْمَدْرَسَةِ؟

8. مَاذَا تَعَلَّمَ زَيْدٌ فِي الْمَدْرَسَةِ؟

9. مَاذَا تَتَعَلَّمُ فِي الْمَدْرَسَةِ؟

10. أَنَا أَتَعَلَّمُ الْعَرَبِيَّةَ

11. لَا أُقَاتِلُ

12. لَا أُقَاتِلْ

13. لَا تَتَفَاخَرُوْنَ

14. لَا تَتَفَاخَرُوْا

15. وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

16. يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جٰهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ

17. وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ

مشق نمبر - 50 (ج)

مشق نمبر - 50(ب) میں استعمال ہونے والے تمام افعال ذیل میں دیئے گئے ہیں۔ آپ ہر فعل کا (i) مادہ (ii) باب (iii) فعل کی قسم (ماضی، مضارع، امر، نہی وغیرہ) اور (iv) صیغہ بتائیں۔

نمبر	افعال	مادہ	باب	فعل کی قسم	صیغہ
.1	اَكْرَمُوْا				
.2	اَكْرِمُوْا				

				نَجْتَهِدُ	3.
				اِجْتَهِدُوْا	4.
				اِجْتَهَدُوْا	5.
				عَلَّمَ	6.
				يُعَلِّمُ	7.
				تَعَلَّمَ	8.
				تَتَعَلَّمُ	9.
				اَتَعَلَّمُ	10.
				اُقَاتِلُ	11.
				لَااُقَاتِلُ	12.
				تَتَفَاخَرُوْنَ	13.
				لَاتَتَفَاخَرُوْا	14.
				وَاجْتَنِبُوْا	15.
				نَزَّلْنَا	16.
				جُهِدُ	17.
				اَنْبَتْنَا	18.

فعلِ مجہول

(Passive Verb)

52:1 اب آپ ابواب مزید فیہ سے فعل مجہول بنانا سیکھیں گے۔ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ مجہول فعل ماضی بھی ہوتا ہے اور مضارع بھی، اس لیے اس سبق میں ہم ماضی مجہول اور مضارع مجہول دونوں کی بات کریں گے۔

52:2 آپ نے فعل ثلاثی مجرّد میں پڑھا تھا کہ وہاں ماضی معروف کے تین وزن ہو سکتے ہیں یعنی **فَعَلَ**، **فَعِلَ** اور **فَعُلَ** مگر ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہوتا ہے یعنی **فُعِلَ**۔ اسی طرح مضارع معروف کے تین وزن ہو سکتے ہیں یعنی **یَفْعَلُ**، **یَفْعِلُ** اور **یَفْعُلُ** مگر مضارع مجہول کا ایک ہی وزن ہوتا ہے یعنی **یُفْعَلُ**۔ یہاں سے ہمیں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کا ایک اہم بنیادی قاعدہ معلوم ہوتا ہے جسے ہم مزید فیہ کے ماضی مجہول اور مضارع مجہول میں استعمال کریں گے۔

52:3 ماضی مجہول (ثلاثی مجرّد) کے وزن **فُعِلَ** سے ہمیں مزید فیہ کے ماضی مجہول بنانے کا بنیادی قاعدہ ملتا ہے، اس سے ہمیں پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ماضی مجہول کا آخری حصّہ ہمیشہ "عِلَ" رہتا ہے۔ یعنی "ع" کلمہ پر کسرہ (ـِ) اور ماضی کے پہلے صیغے میں "ل" کلمہ پر فتحہ (ـَ) آتا ہے۔

52:4 اس قاعدے کی دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ آخری "عِلَ" سے پہلے مجرّد میں تو ایک ہی حرف یعنی "ف" کلمہ ہوتا ہے جس پر ضمہ (ـُ) آتا ہے۔ اس سے یہ قاعدہ نکلتا ہے کہ مزید فیہ ماضی مجہول میں بھی آخری "عِلَ" سے پہلے جتنے بھی متحرک حروف آئیں (اصلی حرف "ف" کلمہ یا زائد حروف) ان سب کی حرکات بھی ضمہ (ـُ) میں بدل دی جائیں۔ اس تبدیلی کے دوران درج ذیل دو باتوں کا خیال رکھا جائے گا:

i) ایک تو یہ کہ جہاں جہاں حرکت کے بجائے علامتِ سکون ہو، اسے برقرار رکھا جائے یعنی اس کو ضمہ (ـُ) میں نہ بدلا جائے۔

ii) دوسرے یہ کہ جب باب **مفاعلہ** اور **تفاعل** میں "ف" کلمہ کو ضمہ (ـُ) لگانے کے بعد الف آئے تو چونکہ "**فُا**" کو پڑھا نہیں جا سکتا لہذا یہاں الف کو اس کی ماقبل حرکت (ـُ) کے موافق حرف "و" میں بدل دیں۔ یوں "**فُا**" کے بجائے "**فُوْ**" پڑھا اور لکھا جائے گا۔

52:5 اب مذکورہ قواعد کے مطابق نوٹ کیجیے کہ:

اَفْعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	اُفْعِلَ	جیسے	اَکْرَمَ سے اُکْرِمَ
فَعَّلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	فُعِّلَ	جیسے	عَلَّمَ سے عُلِّمَ
فَاعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	فُوْعِلَ	جیسے	قَاتَلَ سے قُوْتِلَ
تَفَعَّلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	تُفُعِّلَ	جیسے	تَقَبَّلَ سے تُقُبِّلَ
تَفَاعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	تُفُوْعِلَ	جیسے	تَعَاقَبَ سے تُعُوْقِبَ
اِفْتَعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	اُفْتُعِلَ	جیسے	اِمْتَحَنَ سے اُمْتُحِنَ
اِنْفَعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	اُنْفُعِلَ		یہ استعمال نہیں ہوتا
اِسْتَفْعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	اُسْتُفْعِلَ	جیسے	اِسْتَحْكَمَ سے اُسْتُحْكِمَ

نوٹ نمبر 1: باب **مفاعلہ** اور باب **تفاعل** میں نوٹ کریں کہ ماضی مجہول بنانے کے لیے ان دونوں کے صیغہ ماضی میں الف سے قبل ضمہ (ـُ) تھا چنانچہ الف موافق حرف "و" میں تبدیل ہو گیا۔

نوٹ نمبر 2: باب **انفعال** کے بارے میں یہ ذہن نشین کرلیں کہ مجرّد کے باب کَرُمَ کی طرح اس سے بھی فعل ہمیشہ لازم آتا ہے۔ اس لیے باب **انفعال** سے فعل مجہول استعمال نہیں ہوتا۔ البتہ ایک خاص ضرورت کے تحت باب **انفعال** کے مضارع مجہول سے بعض الفاظ بنتے ہیں جن کا ذکر اس کتاب کے حصّہ سوم میں آئے گا (ان شاء اللہ)۔

52:6 مضارع مجہول (ثلاثی مجرد) کے وزن **یُفْعَلُ** سے ہمیں مزید فیہ کے مضارع مجہول بنانے کا درج ذیل بنیادی قاعدہ ملتا ہے جس میں تین باتیں ہیں:

i) پہلی یہ کہ مضارع مجہول کا آخری حصہ ہمیشہ "عَلُ" رہتا ہے۔ یعنی "ع" کلمہ پر فتحہ (ـَ) اور مضارع کے پہلے صیغے میں "ل" کلمہ پر ضمہ (ـُ) آتا ہے (اس کا ماضی مجہول کے آخری حصہ "عِلَ" سے مقابلہ کیجیے اور فرق یاد رکھیے)۔

ii) دوسری یہ کہ مضارع مجہول کی علامتِ مضارع پر ہمیشہ ضمہ (ـُ) آتا ہے۔

(iii) تیسری یہ کہ علامتِ مضارع اور آخری حصہ "عَلُ" کے درمیان آنے والے باقی تمام حروف میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے۔

52:7 اب مذکورہ قواعد کے مطابق نوٹ کیجئے کہ:

یُفْعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	یُفْعَلُ	جیسے	یُکْرِمُ سے یُکْرَمُ
یُفَعِّلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	یُفَعَّلُ	جیسے	یُعَلِّمُ سے یُعَلَّمُ
یُفَاعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	یُفَاعَلُ	جیسے	یُقَاتِلُ سے یُقَاتَلُ
یَتَفَعَّلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	یُتَفَعَّلُ	جیسے	یَتَقَبَّلُ سے یُتَقَبَّلُ
یَتَفَاعَلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	یُتَفَاعَلُ	جیسے	یَتَفَاخَرُ سے یُتَفَاخَرُ
یَفْتَعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	یُفْتَعَلُ	جیسے	یَمْتَحِنُ سے یُمْتَحَنُ
یَنْفَعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	یُنْفَعَلُ		یہ استعمال نہیں ہوتا
یَسْتَفْعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	یُسْتَفْعَلُ	جیسے	یَسْتَھْزِءُ سے یُسْتَھْزَءُ

مشق نمبر - 51

مندرجہ ذیل مصادر میں سے ہر ایک سے اس کے ماضی معروف و مجہول اور مضارع معروف و مجہول کا پہلا پہلا صیغہ بنائیں:

نمبر	مصدر	ماضی معروف	ماضی مجہول	مضارع معروف	مضارع مجہول
.1	اِنْتِخَابٌ				
.2	تَقْرِیْبٌ				
.3	مُجَاھَدَۃٌ				
.4	اِنْفَاقٌ				

5.	تَكَاذُبٌ				
6.	اِسْتِحْسَانٌ				
7.	تَنْزِيْلٌ				
8.	مُشَارَكَةٌ				
9.	تَعَاقُبٌ				
10.	اِسْتِبْدَالٌ				

قرآنی مثالیں

1. لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ:۲۸۶)

2. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق:۵)

3. كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ اِلْمُرْسَلِيْنَ (الشعراء:۱۰۵)

4. يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ (النور:۴۴)

5. وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل:۷۰)

6. فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ (ص:۲۴)

7. يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ (التوبۃ:۱۱۱)

8. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ (النساء:۷۶)

9. وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (النحل:۴۴)

10. تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان:۱)

---

11. وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (المائدة:۱۰)

---

12. وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (البقرة:۲۲)

---

13. ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (التوبة:۱۲۷)

---

14. اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (البقرة:۲۷۴)

---

15. لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ (النساء:۳۲)

---

16. وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الأعراف:۲۰۴)

---

17. وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (العنكبوت:۶)

---

18. يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدة:۶۷)

اسماءِ مشتقّہ

(Derived Nouns)

53:1 اس کتاب کے سبق نمبر 28 میں آپ نے مادّہ اور وزن کے متعلق بنیادی بات یہ سیکھی تھی کہ کسی دیئے ہوئے مادّہ سے مختلف اوزان پر الفاظ کس طرح بنائے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب اور مزید فیہ کے (زیادہ استعمال ہونے والے) آٹھ ابواب سے درجِ ذیل افعال کے اوزان اور انہیں بنانے کے طریقے سیکھے تھے۔ (1) فعل ماضی معروف (2) فعل ماضی مجہول (3) فعل مضارع معروف (4) فعل مضارع مجہول (5) فعل امر اور (6) فعل نہی۔

53:2 کسی مادّے سے بننے والے افعال کی مذکورہ چھ (6) صورتیں بنیادی ہیں، جن کی بناوٹ اور گردانوں کے سمجھ لینے سے عربی عبارتوں میں افعال کے مختلف صیغوں کے استعمال کو پہچاننے اور ان کے معانی سمجھنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ آگے چل کر ہم افعال کی بناوٹ اور ساخت کے بارے میں ان حاصل کردہ معلومات کو بعض اسماء کی بناوٹ اور ساخت میں استعمال کرنا سیکھیں گے۔ اس سلسلے میں متعلقہ قواعد کے بیان سے پہلے چند تمہیدی باتیں ہیں۔

53:3 کسی بھی مادّہ سے بننے والے الفاظ (افعال ہوں یا اسماء) کی تعداد ہمیشہ یکساں نہیں ہوتی بلکہ اس کا دارومدار اہل زبان کے استعمال پر ہے۔ بعض مادّوں سے بہت کم الفاظ (افعال ہوں یا اسماء) بنتے یا استعمال ہوتے ہیں جبکہ بعض مادّوں سے استعمال ہونے الفاظ کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔ پھر استعمال ہونے والے الفاظ کی بناوٹ بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ کچھ الفاظ کسی قاعدے اور اُصول کے تحت بنتے ہیں، یعنی وہ تمام مادّوں سے یکساں طریقے پر یعنی ایک مقررہ وزن پر بنائے جاسکتے ہیں۔ ایسے الفاظ کو "مُشْتَقَّات" کہتے ہیں، جبکہ کچھ الفاظ ایسے ہیں جو کسی قاعدے اور اُصول کے تحت نہیں بنتے بلکہ اہل زبان جس طرح انھیں استعمال کرتے آئے ہیں وہ اسی طرح مستعمل ہیں۔ ایسے الفاظ کو "ماخوذ" یا "جامد" کہتے ہیں۔

53:4 افعال سب کے سب مشتقات ہیں، کیونکہ ہر فعل کی بناوٹ مقررہ قواعد کے مطابق عمل میں آتی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ افعال کی بناوٹ کے لحاظ سے عربی زبان نہایت باضابطہ اور اُصول و قواعد پر مبنی زبان ہے۔ اس لیے عربی زبان کے مشتقات (یعنی مقررہ قواعد پر مبنی الفاظ) میں افعال تو قریباً سب کے سب ہی آجاتے ہیں۔ وہ بھی جو ہم اب تک پڑھ چکے ہیں اور وہ بھی جو ابھی آگے چل کر پڑھیں گے۔

53:5 مگر اسماء میں یہ بات نہیں ہے۔ سینکڑوں اسماء ایسے ہیں جو کسی قاعدے کے مطابق نہیں بنائے گئے۔ بس اہل زبان ان کو اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ان بے قاعدہ اسماء میں کسی "کام" کا نام بھی شامل ہے، جسے "مصدر" کہتے ہیں۔ عربی میں فعل ثلاثی مجرد میں مصدر کسی قاعدے کے تحت نہیں بنتا، مثلاً ضَرْبٌ (مارنا)، ذَهَابٌ (جانا)، طَلَبٌ (طلب کرنا

یا تلاش کرنا)، غُفْرَانٌ (بخش دینا)، سُعَالٌ (کھانسنا)، قُعُوْدٌ (بیٹھ رہنا)، فِسْقٌ (نافرمانی کرنا) یہ سب علی الترتیب فعل ضَرَبَ، ذَهَبَ، طَلَبَ، غَفَرَ، سَعَلَ، قَعَدَ اور فَسَقَ کے مصادر ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ان تمام افعال کا وزن تو فَعَلَ ہی ہے مگر ان کے مصدروں کے وزن مختلف ہیں۔

53:6 مصادر کی طرح بے شمار اشخاص، مقامات اور دیگر اشیاء کے نام بھی کسی قاعدہ اور اُصول کے تحت نہیں آتے۔ مثلاً "م ل ك" سے مَلِكٌ (بادشاہ)، مَلَكٌ (فرشتہ)، "ر ج ل" سے رَجُلٌ (مرد)، رِجْلٌ (ٹانگ) اور "ج م ل" سے جَمَالٌ (خوبصورتی)، جَمَلٌ (اونٹ) وغیرہ۔ ایسے تمام بے قاعدہ اسماء کا تعلق تو بہر حال کسی نہ کسی مادّے سے ہی ہوتا ہے اور ان کے معانی لغات میں متعلقہ مادّے کے تحت ہی بیان کئے جاتے ہیں، لیکن ان کی بناوٹ میں کوئی یکساں اصول کار فرما دکھائی نہیں دیتا۔ ان اسماء کو "اسماءِ جامد" کہتے ہیں۔

53:7 تاہم کچھ اسماء ایسے بھی ہیں جو تمام مادّوں سے تقریباً یکساں طریقے سے بنائے جاتے ہیں، یعنی کسی فعل سے ایک خاص مفہوم دینے والا اسم جس طریقے پر بنتا ہے تمام مادّوں سے وہ مفہوم دینے والا اسم اسی طریقے پر بنایا جاسکتا ہے۔ اس قسم کے اسماء کو "اسماءِ مشتقّہ" کہتے ہیں۔

53:8 جس طرح افعال کی بنیادی صورتوں کی تعداد چھ (6) ہے، اسی طرح اسماءِ مشتقّہ کی بنیادی صورتیں بھی چھ (6) ہی ہیں، یعنی (1) اسم الفاعل (2) اسم المفعول (3) اسم الظرف (4) اسم الصفہ (5) اسم التفضیل (6) اسم الآلہ۔ بعض علماءِ صَرف نے اسم الظرف کے دو حصے یعنی ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان کو الگ الگ کر کے اسماء مشتقّہ کی تعداد سات (7) بیان کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلحاظ معنی فرق کے باوجود بلحاظ بناوٹ ظرفِ زمان و ظرفِ مکان ایک ہی شے ہیں۔ اسی طرح اسم المبالغہ کو شامل کر کے اسماء مشتقّہ کی تعداد آٹھ (8) بھی بنا لیتے ہیں، لیکن غور سے دیکھا جائے تو اسم مبالغہ بھی اسم صفت ہی کی ایک قسم ہے۔ اس لیے ہم بنیادی طور پر مندرجہ بالا چھ (6) اقسام کو اسماء مشتقّہ شمار کر کے ان کی بناوٹ اور ساخت کے قواعد یعنی اوزان بیان کریں گے۔

اسم الفاعل

(Active Participle)

54:1 لفظ فاعل کے معنی ہیں "کرنے والا"۔ پس "اسم الفاعل" کے معنی ہوئے "کسی کام کے کرنے والے کا مفہوم دینے والا اسم"۔ اُردو میں اسم الفاعل کی پہچان یا اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مصدر کے بعد لفظ "والا" بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً لکھنا سے لکھنے والا اور بیچنا سے بیچنے والا۔ انگریزی میں عموماً Verb کی پہلی شکل کے آخر میں "er" لگانے سے اسم الفاعل کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً Read سے Reader اور Teach سے Teacher وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ عربی زبان میں ثلاثی مجرد اور مزید فیہ سے اسم الفاعل بنانے کا طریقہ الگ الگ ہے۔

54:2 ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل بنانے کے لیے فعلِ ماضی کے پہلے صیغہ سے مادّہ معلوم کرلیں اور پھر اسے "فَاعِلٌ" کے وزن پر ڈھال لیں، یہ اسم الفاعل بن جائے گا۔ جیسے ضَرَبَ سے ضَارِبٌ (مارنے والا)، طَلَبَ سے طَالِبٌ (طلب کرنے والا)، غَفَرَ سے غَافِرٌ (بخشنے والا) وغیرہ۔

54:3 اسم الفاعل کی نحوی گردان عام اسماء کی طرح ہی ہوگی یعنی:

صیغہ	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	فَاعِلٌ (کرنے والا ایک مرد)	فَاعِلاً	فَاعِلٍ
مذکر مثنیٰ	فَاعِلَانِ (کرنے والے دو مرد)	فَاعِلَيْنِ	فَاعِلَيْنِ
مذکر جمع	فَاعِلُوْنَ (کرنے والے کچھ مرد)	فَاعِلِيْنَ	فَاعِلِيْنَ
مؤنث واحد	فَاعِلَةٌ (کرنے والی ایک عورت)	فَاعِلَةً	فَاعِلَةٍ
مؤنث مثنیٰ	فَاعِلَتَانِ (کرنے والی دو عورتیں)	فَاعِلَتَيْنِ	فَاعِلَتَيْنِ
مؤنث جمع	فَاعِلَاتٌ (کرنے والی کچھ عورتیں)	فَاعِلَاتٍ	فَاعِلَاتٍ

ہر اسم الفاعل کی جمع مذکر سالم تو استعمال ہوتی ہی ہے، تاہم کچھ اسم الفاعل ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی جمع سالم کے ساتھ جمع مکسر بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً کَافِرٌ سے کَافِرُوْنَ اور کُفَّارٌ اور کَفَرَةٌ۔ طَالِبٌ سے طَالِبُوْنَ اور طُلَّابٌ اور

طَلَبَةٌ وغیرہ۔ بعض اسم الفاعل کی جمع مکسر غیر منصرف بھی ہوتی ہے، مثلاً جَاهِلٌ سے جَاهِلُوْنَ اور جُهَلَاءُ یا عَالِمٌ سے عَالِمُوْنَ اور عُلَمَاءُ وغیرہ۔

54:4 یہ بات نوٹ کرلیں کہ ثلاثی مجرد کے تمام ابواب سے اسم الفاعل مذکورہ بالا قاعدہ یعنی فَاعِلٌ کے وزن پر بنتا ہے۔ مگر باب کَرُمَ سے اسم الفاعل مذکورہ قاعدہ کے مطابق نہیں بنتا۔ باب کَرُمَ سے اسم الفاعل بنانے کا طریقہ مختلف ہے، جس کا ذکر آگے چل کر اسم الصفہ کے سبق میں بیان ہوگا۔

54:5 صاف ظاہر ہے کہ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل صرف ثلاثی مجرد فعل سے ہی بن سکتا ہے، کیونکہ اس کے فعل ماضی کا پہلا صیغہ مادّہ کے تین حروف پر ہی مشتمل ہوتا ہے، جبکہ مزید فیہ کے فعل ماضی کے پہلے صیغہ میں "ف ع ل" کے ساتھ کچھ حروف کا اضافہ ہو جاتا ہے، اس لیے مزید فیہ سے اسم الفاعل کسی مخصوص وزن پر نہیں بنایا جاسکتا۔

54:6 ابواب مزید فیہ سے اسم الفاعل بنانے کے لیے ماضی کے بجائے فعل مضارع کے پہلے صیغے سے کام لیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ:

(i) علامتِ مضارع (ی) ہٹا کر اس کی جگہ میم مضموم (مُ) لگادیں۔
(ii) اگر عین کلمہ پر فتحہ (ـَ) ہے (جو باب تفعّل اور تفاعل میں ہوگا) تو اسے کسرہ (ـِ) میں بدل دیں گے۔
(iii) لام کلمہ پر تنوین رفع (ـٌ) لگادیں جو مختلف اعرابی حالتوں میں حسبِ ضرورت تبدیل ہوتی رہے گی۔

54:7 مزید فیہ ابواب سے بننے والے اسم الفاعل کا وزن اور ایک ایک مثال درج ذیل ہے۔

يُفْعِلُ سے اسم الفاعل مُفْعِلٌ ہوگا جیسے مُكْرِمٌ (اکرام کرنے والا) اسی طرح:

يُفَعِّلُ سے	مُفَعِّلٌ جیسے مُعَلِّمٌ	علم دینے والا
يُفَاعِلُ سے	مُفَاعِلٌ جیسے مُجَاهِدٌ	جہاد کرنے والا
يَتَفَعَّلُ سے	مُتَفَعِّلٌ جیسے مُتَفَكِّرٌ	فکر کرنے والا
يَتَفَاعَلُ سے	مُتَفَاعِلٌ جیسے مُتَخَاصِمٌ	جھگڑا کرنے والا
يَفْتَعِلُ سے	مُفْتَعِلٌ جیسے مُمْتَحِنٌ	امتحان لینے والا
يَنْفَعِلُ سے	مُنْفَعِلٌ جیسے مُنْحَرِفٌ	انحراف کرنے والا
يَسْتَفْعِلُ سے	مُسْتَفْعِلٌ جیسے مُسْتَغْفِرٌ	مغفرت طلب کرنے والا

دوبارہ نوٹ کرلیں کہ يَتَفَعَّلُ اور يَتَفَاعَلُ (مضارع) میں عین کلمہ مفتوح (زبر والا) ہوتا ہے جو اسم الفاعل بناتے وقت مکسور (زیر والا) ہو گیا ہے۔

54:8 مذکورہ قاعدے کے مطابق مزید فیہ سے بننے والے اسم الفاعل کی نحوی گردان بھی معمول کے مطابق ہوتی ہے اور اس کی جمع ہمیشہ جمع سالم ہی آتی ہے۔ ذیل میں ہم باب افعال سے اسم الفاعل کی نحوی گردان بطور نمونہ لکھ رہے ہیں۔ باقی ابواب سے آپ اسی طرح اسم الفاعل کی نحوی گردان کی مشق کرسکتے ہیں۔

صیغہ	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	مُكْرِمٌ	مُكْرِمًا	مُكْرِمٍ
مذکر مثنیٰ	مُكْرِمَانِ	مُكْرِمَيْنِ	مُكْرِمَيْنِ
مذکر جمع	مُكْرِمُوْنَ	مُكْرِمِيْنَ	مُكْرِمِيْنَ
مؤنث واحد	مُكْرِمَةٌ	مُكْرِمَةً	مُكْرِمَةٍ
مؤنث مثنیٰ	مُكْرِمَتَانِ	مُكْرِمَتَيْنِ	مُكْرِمَتَيْنِ
مؤنث جمع	مُكْرِمَاتٌ	مُكْرِمَاتٍ	مُكْرِمَاتٍ

54:9 ضروری ہے کہ آپ "اسم الفاعل" اور "فاعل" کا فرق بھی سمجھ لیں۔ فاعل ہمیشہ جملہ فعلیہ میں معلوم ہو سکتا ہے، مثلاً دَخَلَ الرَّجُلُ الْبَيْتَ۔ یہاں اَلرَّجُلُ فاعل ہے، اس لیے حالت رفع میں ہے۔ اگر الگ اَلرَّجُلُ لکھا ہو یعنی جملے کے بغیر تو اسے فاعل نہیں کہہ سکتے لیکن جب ہم طَالِبٌ، عَالِمٌ، سَارِقٌ (چوری کرنے والا) وغیرہ کہتے ہیں تو یہ اسم الفاعل ہیں۔ یعنی ان میں متعلقہ کام کرنے والے کا مفہوم ہوتا ہے۔ مگر جملے میں اسم الفاعل حسب موقع مرفوع، منصوب یا مجرور آسکتا ہے۔ مثلاً ذَهَبَ عَالِمٌ (ایک عالم گیا) یہاں عَالِمٌ اسم الفاعل ہے اور جملے میں بطور فاعل استعمال ہوا ہے۔ أَكْرَمْتُ عَالِمًا (میں نے ایک عالم کی عزت کی) یہاں عَالِمًا اسم الفاعل تو ہے لیکن جملے میں بطور مفعول آیا ہے، اس لیے منصوب ہے۔ اسی طرح كِتَابُ عَالِمٍ (ایک عالم کی کتاب) یہاں عَالِمٍ اسم الفاعل ہے، لیکن مرکب اضافی میں مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

غَفَلَ (ن) غَفْلَۃً: بے خبر ہونا جَعَلَ (ف) جَعْلًا: بنانا، پیدا کرنا طَبَعَ (ف) طَبْعًا: تصویر بنانا، نقوش چھاپنا، مہر لگانا خَسِرَ (س) خُسْرًا: نقصان اُٹھانا، تباہ ہونا	کَبُرَ (ک) کِبَرًا: رتبہ میں بڑا ہونا (تفعّل): بڑا بننا (استفعال): بڑائی چاہنا
نَکِرَ (س) نَکَرًا: ناواقف ہونا (افعال): ناواقفیت کا اقرار کرنا، انکار کرنا	فَلَحَ (ن) فَلْحًا: پھاڑنا، ہل چلانا (افعال): مراد پانا (رکاوٹوں کو پھاڑتے ہوئے)
شَھِدَ (س) شَھَادَۃً: کسی بات کی یقینی خبر دینا (افعال): گواہ بنانا، گواہی دلوانا	حِزْبٌ: گروہ، جماعت، پارٹی ذُرِّیَّۃٌ: اولاد، نسل

مشق نمبر 52 (الف)

مندرجہ ذیل مادّوں کے ساتھ دیئے گئے ابواب سے اسم الفاعل بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

1. غ ف ل (ن)　　2. خ س ر (س)　　3. س ل م (افعال)

4. ک ذ ب (تفعیل)　　5. ن ف ق (مفاعلہ)　　6. ک ب ر (تفعّل)

مشق نمبر 52 (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں (1) اسم الفاعل شناخت کرکے ان کا مادّہ، باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (2) اسم الفاعل کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ بتائیں (3) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

1. وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرۃ:۷۴)

____

____

2. رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ (البقرۃ:۱۲۸)

____

____

3. فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (النحل:٢٢)

4. وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ (العنكبوت:١١)

5. كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (المؤمن:٣٥)

6. اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلة:٢٢)

7. وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنافقون:١)

8. وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المنافقون:٩)

اسم المفعول

(Passive Participle)

55:1 اسم المفعول ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں کسی پر کام کے ہونے کا مفہوم ہو۔ اردو میں اسم المفعول عموماً ماضی معروف کے بعد لفظ "ہوا" کا اضافہ کرکے بنالیتے ہیں، مثلاً کھولا ہوا، سمجھا ہوا، مارا ہوا وغیرہ۔ انگریزی میں Verb کی تیسری شکل یعنی Past Participle اسم المفعول کا کام دیتا ہے۔ مثلاً Done (کیا ہوا)، Taught (پڑھایا ہوا)، Written (لکھا ہوا) وغیرہ۔ عربی میں فعل ثلاثی مجرد سے اسم المفعول "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر بنتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ سے مَضْرُوْبٌ (مارا ہوا)، قَتَلَ سے مَقْتُوْلٌ (قتل کیا ہوا) اور کَتَبَ سے مَكْتُوْبٌ (لکھا ہوا) وغیرہ۔

55:2 اسم المفعول کی گردان مندرجہ ذیل ہے:

جر	نصب	رفع	صیغہ
مَفْعُوْلٍ	مَفْعُوْلًا	مَفْعُوْلٌ	مذکر واحد
مَفْعُوْلَيْنِ	مَفْعُوْلَيْنِ	مَفْعُوْلَانِ	مذکر مثنّٰی
مَفْعُوْلِيْنَ	مَفْعُوْلِيْنَ	مَفْعُوْلُوْنَ	مذکر جمع
مَفْعُوْلَةٍ	مَفْعُوْلَةً	مَفْعُوْلَةٌ	مؤنث واحد
مَفْعُوْلَتَيْنِ	مَفْعُوْلَتَيْنِ	مَفْعُوْلَتَانِ	مؤنث مثنّٰی
مَفْعُوْلَاتٍ	مَفْعُوْلَاتٍ	مَفْعُوْلَاتٌ	مؤنث جمع

55:3 ابواب مزید فیہ سے اسم المفعول بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس سے اسم الفاعل بنالیں جس کا طریقہ آپ گزشتہ سبق میں سیکھ چکے ہیں۔ اب اس کے عین کلمہ کے کسرہ (ـِ) کو فتحہ (ـَ) سے بدل دیں۔ مثلاً مُكْرِمٌ سے مُكْرَمٌ، مُعَلِّمٌ سے مُعَلَّمٌ، مُمْتَحِنٌ سے مُمْتَحَنٌ وغیرہ۔

مزید فیہ کے اسم المفعول کی نحوی گردان اسم الفاعل کی طرح ہوگی اور فرق صرف عین کلمہ کی حرکت کا ہوگا۔ یہ بھی نوٹ کرلیں

کہ ابواب ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے اسم المفعول کی جمع مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے بالعموم جمع سالم ہی استعمال ہوتی ہے۔

55:4 یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ اسم المفعول صرف متعدی افعال سے بنتا ہے۔ فعل لازم سے نہ فعل مجہول (ماضی یا مضارع) بنتا ہے اور نہ ہی اسم المفعول۔ ثلاثی مجرد کا باب کَرُمَ اور مزید فیہ کا باب **انفعال** ایسے ابواب ہیں کہ ان سے ہمیشہ فعل لازم ہی استعمال ہوتا ہے، اس لیے ان دونوں ابواب سے اسم المفعول کا صیغہ نہیں بنتا۔ ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے باقی ابواب سے فعل لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال استعمال ہوتے ہیں، اس لیے ان ابواب سے استعمال ہونے والے لازم افعال سے بھی نہ تو فعل مجہول بنے گا اور نہ اسم المفعول۔

55:5 یہاں اسم المفعول اور مفعول کا فرق بھی سمجھ لیجیے۔ مفعول صرف جملہ فعلیہ میں معلوم ہوسکتا ہے، مثلاً **فَتَحَ الرَّجُلُ بَابًا** (مرد نے ایک دروازہ کھولا) میں **بَابًا** مفعول ہے اور اسی لیے حالتِ نصب میں ہے۔ اگر الگ لفظ **بَابٌ** لکھا ہو تو وہ نہ تو فاعل ہے نہ مفعول اور نہ ہی مبتدا یا خبر۔ لیکن اگر لفظ **مَفْتُوحٌ** لکھا ہو تو یہ ایک اسم المفعول ہے، جو کسی جملے میں استعمال ہونے کی نوعیت سے مرفوع، منصوب یا مجرور ہوسکتا ہے، مثلاً **اَلْبَابُ مَفْتُوحٌ** (دروازہ کھلا ہوا ہے) یہاں **مَفْتُوحٌ** دراصل **اَلْبَابُ** کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اسی طرح **لَيْسَ الْبَابُ مَفْتُوحًا** یا **لَيْسَ الْبَابُ بِمَفْتُوحٍ**۔ اس کے علاوہ اسم المفعول جملے میں فاعل یا مفعول ہوکر بھی آسکتا ہے، مثلاً **جَلَسَ الْمَظْلُومُ** (مظلوم بیٹھا) یہاں **اَلْمَظْلُومُ** اسم المفعول ہے لیکن جملے میں بطور فاعل کے استعمال ہوا ہے اس لیے مرفوع ہے۔ اسی طرح **نَصَرْتُ مَظْلُومًا** (میں نے ایک مظلوم کی مدد کی) یہاں **مَظْلُومًا** اسم المفعول بھی ہے اور جملے میں بطور مفعول استعمال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

55:6 الغرض اسم الفاعل اور فاعل نیز اسم المفعول اور مفعول کا فرق اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اور مفعول ہمیشہ منصوب ہوتا ہے، جبکہ اسم الفاعل اور اسم المفعول جملے میں حسب موقع مرفوع، منصوب یا مجرور تینوں طرح استعمال ہوسکتے ہیں۔

ذخیرهٔ الفاظ

بَعَثَ (ف) بَعْثًا: بھیجنا، اُٹھانا، دوبارہ زندہ کرنا	رَسِلَ (س) رَسَلًا: نرم رفتار ہونا
سَخَرَ (ف) سُخْرِيًّا: مغلوب کرنا، کسی سے بیگار لینا	(افعال): چھوڑنا، بھیجنا (پیغام دے کر)

سَخِرَ (س) سَخَرًا: کسی کا مذاق اُڑانا (تفعیل): قابو کرنا، مسخر کرنا	حَضَرَ (ن) حُضُوْرًا: حاضر ہونا (افعال): حاضر کرنا، پیش کرنا
نَظَرَ (ن) نَظْرًا: دیکھنا، غور و فکر کرنا، مہلت دینا (افعال): مہلت دینا	نَجْمٌ (ج نُجُوْمٌ): ستارہ فَاکِهَةٌ (ج فَوَاکِهُ): میوہ
کَرُمَ (ک) کَرَمًا: بزرگ ہونا، معزز ہونا (افعال): تعظیم کرنا	اَمْرٌ (ج اَوَامِرُ): حکم ثَمَرٌ (ج اَثْمَارٌ، ثَمَرَاتٌ): پھل

مشق نمبر 53 (الف)

مندرجہ ذیل مادّوں کے ساتھ دیئے گئے ابواب سے اسم المفعول بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

1. ب ع ث (ف) 2. ر س ل (افعال) 3. ن ز ل (تفعیل)

مشق نمبر 53 (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں (1) اسم المفعول شناخت کرکے ان کا مادّہ، باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (2) اسم المفعول کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ بتائیں (3) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

1. اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (البقرة:۲۵۲)

____

____

2. يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (الأنعام:۱۱۴)

____

____

3. قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (الأعراف:۱۴، ۱۵)

____

____

4. وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (الحجر:۴۸)

5. وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ (النحل:۱۲)

6. فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (الروم:۱۶)

7. هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (یٰس:۵۲)

8. اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ (الصافات:۴۱،۴۲)

اِسمُ الظّرف

(Locative Noun)

56:1 ظرف کے لغوی معنی ہیں برتن یا بوری وغیرہ، یعنی جس میں کوئی چیز رکھی جائے۔ عربی میں لفافے کو بھی ظرف کہہ دیتے ہیں اور اس کی جمع ظُروف کے معنی موافق اور ناموافق حالات کے بھی ہوتے ہیں۔ علم النحو کی اصطلاح میں اسم الظرف کا مطلب ہے ایسا اسم مشتق جو کسی کام کے ہونے یا کرنے کا وقت یا اس کی جگہ کا مفہوم رکھتا ہو۔ اس لیے ظرف کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک ظرفِ زمان جو کام کے وقت اور زمانہ کو ظاہر کرے اور دوسری ظرفِ مکان جو کام کرنے کی جگہ کا مفہوم دے۔ لیکن جہاں تک اسم الظرف کے لفظ کی ساخت یعنی وزن کا تعلق ہے تو دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

56:2 فعل ثلاثی مجرد میں اسم الظرف بنانے کے لیے دو وزن ہوتے ہیں ایک **مَفْعَلٌ** اور دوسرا **مَفْعِلٌ**۔ مضارع مضموم العین یعنی باب **نَصَرَ** اور **كَرُمَ** اور مفتوح العین یعنی باب **فَتَحَ** اور **سَمِعَ** سے اسم الظرف عام طور پر **مَفْعَلٌ** کے وزن پر بنتا ہے جبکہ مضارع مکسور العین یعنی باب **ضَرَبَ** اور **حَسِبَ** سے اسم الظرف ہمیشہ **مَفْعِلٌ** کے وزن پر ہی بنتا ہے۔

56:3 مضارع مضموم العین سے استعمال ہونے والے تقریباً دس الفاظ ایسے ہیں جو خلاف قاعدہ **مَفْعَلٌ** کے بجائے **مَفْعِلٌ** کے وزن پر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً **غَرَبَ يَغْرُبُ** سے **مَغْرَبٌ** کے بجائے **مَغْرِبٌ**۔ اسی طرح **مَشْرَقٌ** کے بجائے **مَشْرِقٌ**، **مَسْجَدٌ** کے بجائے **مَسْجِدٌ**۔ اگرچہ ان الفاظ کا **مَفْعَلٌ** کے وزن پر اسم الظرف بھی جائز ہے یعنی **مَغْرَبٌ** اور **مَسْجَدٌ** بھی کہہ سکتے ہیں تاہم فصیح اور عمدہ زبان یہی سمجھی جاتی ہے کہ ان کو **مَغْرِبٌ** اور **مَسْجِدٌ** کہا جائے۔

56:4 اگر کوئی کام کسی جگہ (مکان) میں بکثرت ہوتا ہو تو اس کا اسم الظرف **مَفْعَلَةٌ** کے وزن پر آتا ہے۔ لیکن یہ وزن صرف ظرفِ مکان کے لیے استعمال ہوتا ہے مثلاً **مَدْرَسَةٌ** (سبق لینے یا دینے کی جگہ)، **مَطْبَعَةٌ** (چھاپنے کی جگہ) وغیرہ۔

56:5 اسم الظرف چاہے **مَفْعَلٌ** کے وزن پر ہو یا **مَفْعِلٌ** یا **مَفْعَلَةٌ** کے وزن پر ہو، ہر صورت میں اس کی جمع مکسر ہی استعمال ہوتی ہے اور تینوں اوزان کی جمع مکسر کا ایک ہی وزن **مَفَاعِلُ** ہے۔ نوٹ کرلیں کہ اس جمع مکسر کا وزن غیر منصرف ہے۔

56:6 مزید فیہ سے اسم الظرف بنانے کا الگ کوئی قاعدہ نہیں ہے بلکہ مزید فیہ سے بنائے گئے اسم المفعول کو ہی اسم الظرف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے **مُمْتَحَنٌ** کے معنی یہ بھی ہیں "جس کا امتحان لیا گیا" اور اس کے معنی یہ بھی ہیں "امتحان کی جگہ یا وقت"۔ اس قسم کے الفاظ کے اسم المفعول یا اسم الظرف ہونے کا فیصلہ کسی عبارت کے سیاق وسباق سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

56:7 بابِ **افعال** اور ثلاثی مجرد کے اسم الظرف میں تقریباً مشابہت ہو جاتی ہے اور صرف فتحہ (ـَ) اور ضمہ (ـُ) کا فرق باقی رہ جاتا ہے، مثلاً **مَخْرَجٌ** ثلاثی سے ہے اسکے معنی ہیں "نکلنے کی جگہ"، جبکہ **مُخْرَجٌ** باب **افعال** سے ہے اور اس کے معنی ہیں "نکالنے کی جگہ"۔ اسی طرح **مَدْخَلٌ** "داخل ہونے کی جگہ" اور **مُدْخَلٌ** "داخل کرنے کی جگہ"۔ اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

56:8 آپ کو بتایا گیا تھا کہ باب **انفعال** سے آنے والے افعال ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، اس لیے ان سے فعل مجہول یا اسم المفعول نہیں بن سکتا، لیکن اس باب سے اسم الظرف کے معنی پیدا کرنے کے لیے اس کے اسم المفعول کو استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً **اِنْحَرَفَ** کے معنی ہیں "مڑ جانا"، جس کا اسم المفعول **مُنْحَرَفٌ** بنے گا، جس کے معنی ہوں گے "مڑنے کی جگہ یا وقت"، مگر اس سے اسم المفعول کا کام نہیں لیا جاسکتا۔ یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ مزید فیہ کے ابواب سے اسم المفعول کو جب اسم الظرف کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو اس کی جمع، جمع مؤنث سالم کی طرح آتی ہے، جیسے **مُنْحَرَفٌ** سے **مُنْحَرَفَاتٌ** اور **مُحَاسَبٌ** سے **مُحَاسَبَاتٌ** وغیرہ۔

56:9 یاد رکھئے کہ اسم الظرف میں کسی جگہ یا وقت کے تصور کے ساتھ ساتھ کسی کام کے کرنے یا ہونے کا مفہوم ضرور شامل ہوتا ہے۔ لیکن کچھ الفاظ ایسے ہیں جن میں وقت یا جگہ کا تصور تو ہوتا ہے مگر اس وقت یا جگہ میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کا مفہوم شامل نہیں ہوتا۔ مثلاً **عِنْدَ** (پاس)، **خَلْفَ** (پیچھے)، **اَمَامَ** (سامنے) وغیرہ، ان تمام الفاظ میں وقت یا جگہ کا مفہوم تو ہے لیکن کسی کام کے کرنے یا ہونے کا مفہوم نہیں ہے۔ ایسے الفاظ کو اسم الظرف نہیں کہتے بلکہ "ظرف" کہتے ہیں۔ یہ عموماً مضاف بن کر آتے ہیں اور جب ظرف کے مفہوم میں استعمال ہوں تو ہمیشہ حالتِ نصب میں استعمال ہوتے ہیں، جبکہ اسم الظرف جملے میں استعمال ہونے کے لحاظ سے رفع، نصب، جر تینوں طرح استعمال ہو سکتا ہے۔ ظرف کی چند مثالیں درجِ ذیل ہیں:

فَوْقَ	اُوپر	خَلْفَ	پیچھے	بَعْدَ	بعد	عِنْدَ	پاس
تَحْتَ	نیچے	وَرَاءَ	پیچھے	بَيْنَ	درمیان	مَعَ	ساتھ
اَمَامَ	سامنے	قَبْلَ	پہلے	حَوْلَ	گرد	تِلْقَاءَ	طرف

ذخیرۂ الفاظ

فَسَحَ (ف) فَسْحًا: کشادگی کرنا (تفعّل): کشادہ ہونا	اِذَا: جب بھی قِيْلَ: کہا گیا، کہا جائے
بَرِحَ (س) بَرَاحًا: ٹلنا، ہٹ جانا	نَمْلَةٌ (ج نَمْلٌ): چیونٹی
رَجَعَ (ض) رُجُوْعًا: واپس جانا، لوٹ آنا	سَكَنَ (ن) سُكُوْنًا: ٹھہر جانا، مسکین ہونا
رَصَدَ (ن) رَصَدًا: انتظار کرنا، گھات لگانا	رَقَدَ (ن) رَقْدًا: سونا (نیند میں)
بَرَدَ (ن) بَرْدًا: ٹھنڈا ہونا، ٹھنڈا کرنا	طَلَعَ (ن) طُلُوْعًا: طلوع ہونا، نکلنا
حَبَسَ (ض) حَبْسًا: قید کرنا، قبضہ میں رکھنا	مَلَكَ (ض) مُلْكًا: مالک ہونا

مشق نمبر 54 (الف)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں (1) اسم الظرف شناخت کرکے ان کا مادّہ اور باب بتائیں (2) اسم الظرف کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ بتائیں (3) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

1. قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (البقرۃ:٦٠)

____

____

2. اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ (المائدۃ:٤٨)

____

____

3. وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (التوبۃ:٥)

____

____

4. لَآ اَبۡرَحُ حَتّٰۤی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ (الکهف:٦٠)

5. رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ مَا بَیۡنَهُمَا (الشعراء:٢٨)

6. قَالَتۡ نَمۡلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ (النمل:١٨)

7. لَقَدۡ کَانَ لِسَبَاٍ فِیۡ مَسۡکَنِهِمۡ اٰیَةٌ (سبأ:١٥)

8. مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا (یٰس:٥٢)

9. رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَهُمَا وَ رَبُّ الۡمَشَارِقِ (الصافات:٥)

10. هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ (ص:٤٢)

11. اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا (المجادلة:۱۱)

12. سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر:۵)

مشق نمبر 54 (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارات میں "ظرف" کی شناخت کیجئے اور مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

1. كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (البقرة:۱۸۳)

2. وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ (البقرة:۱۹۱)

3. لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (المائدة:۶۶)

4. تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ (المائدة:۱۰۶)

5. هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ (النور:۱۵)

6. لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات:۲)

7. يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا (الانفطار:۱۹)

اسماء الصفہ
(Adjectival Nouns)

الصفۃ المشبّہ
(Resembling Participle)

57:1 اس کتاب کے پیراگراف 6:3 میں ہم نے اسم نکرہ کی دو قسمیں پڑھی تھیں، ایک اسمِ ذات جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی جنس کا نام ہو، جیسے اِنْسَانٌ، فَرَسٌ، حَجَرٌ۔ اور دوسری اسمِ صفت جو کسی چیز کی صفت کو ظاہر کرے، مثلاً حَسَنٌ، سَهْلٌ وغیرہ۔

57:2 اسماءِ ذات کبھی تو بذریعہ حواس محسوس ہونے والی یعنی حسّی چیزوں کے نام ہوتے ہیں، جیسے بَيْتٌ، رَجُلٌ، رِيْحٌ وغیرہ اور کبھی وہ حواس کے بجائے عقل سے سمجھی جانے والی یعنی ذہنی چیزوں کے نام ہوتے ہیں، جیسے بُخْلٌ (کنجوسی)، شَجَاعَةٌ (بہادری) وغیرہ۔ ذہنی چیزوں کے نام کو اسماء المعانی بھی کہتے ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ اسماءِ ذات اور اسماء المعانی صفت کا کام نہیں دے سکتے، البتہ بوقتِ ضرورت موصوف بن سکتے ہیں۔

57:3 اسم المعنیٰ اور صفت میں جو فرق ہوتا ہے وہ ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے۔ اس فرق کو آپ اردو الفاظ کے حوالے سے نسبتاً آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے "کنجوس ہونا" مصدر ہے، "کنجوسی" اسم المعنیٰ ہے اور "کنجوس" صفت ہے۔ اسی طرح "بہادر ہونا" مصدر ہے، "بہادری" اسم المعنیٰ ہے اور "بہادر" صفت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ڈکشنری سے عربی الفاظ کے معانی نوٹ کرتے وقت اس فرق کو بھی نوٹ کرلیا جائے اور ترجمہ کرتے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے۔ اب یہ نوٹ کرلیں کہ اسمِ صفت ضرورت پڑنے پر کسی اسمِ ذات یا اسمِ معنیٰ کی صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور کسی موصوف کے بغیر جملہ میں ان کے اور بھی مختلف استعمال ہیں۔

57:4 آپ پڑھ چکے ہیں کہ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کا ایک ہی مقرر وزن ہے اور اسی طرح مزید فیہ سے ان کو بنانے کا بھی ایک قاعدہ مقرر ہے۔ البتہ اسم الظرف بنانے کے لیے آپ نے تین مختلف وزن پڑھے ہیں۔ اب یہ نوٹ کرلیں کہ اسمِ صفت کے اوزان زیادہ ہیں اور ان کا کوئی قاعدہ بھی مقرر نہیں ہے۔ یعنی یہ طے نہیں ہے کہ کس باب سے صفت کس وزن پر آئے گی۔ اس لیے کسی فعل سے بننے والے اسماءِ صفت معلوم کرنے کے لیے ہمیں ڈکشنری دیکھنا ہوتی ہے۔ اس سبق کا مقصد یہ ہے کہ اسماءصفت کے متعلق کچھ ضروری باتیں آپ کو بتادی جائیں تاکہ

ڈکشنری دیکھتے وقت آپ کا ذہن الجھن کا شکار نہ ہو۔

57:5 گزشتہ اسباق کے پیراگراف 54:9 اور 55:5 میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اسم الفاعل اور اسم المفعول، دونوں جملے میں کبھی فاعل اور کبھی مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اور بھی استعمال ہیں۔ مثلاً یہ مبتدا اور خبر بھی بنتے ہیں، جیسے اَلظَّالِمُ قَبِيْحٌ اور اَلْمَظْلُوْمُ جَمِيْلٌ۔ یہاں اَلظَّالِمُ (اسم الفاعل) اور اَلْمَظْلُوْمُ (اسم المفعول) دونوں مبتدا ہیں۔ جبکہ اَلرَّجُلُ ظَالِمٌ اور اَلرَّجُلُ مَظْلُوْمٌ میں اسم الفاعل اور اسم المفعول، دونوں خبر ہیں۔ اسی طرح یہ صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں، جیسے رَجُلٌ ظَالِمٌ اور رَجُلٌ مَّظْلُوْمٌ۔ یہ دونوں مرکبِ توصیفی ہیں۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول رَجُلٌ کی صفت ہیں۔ اس لیے ڈکشنری میں کسی فعل کی صفت اگر فَاعِلٌ یا مَفْعُوْلٌ کے وزن پر نظر آئے تو پریشان ہونے کی کوشش نہ کریں۔

57:6 فَعِيْلٌ کے وزن پر بھی کافی اسماءِ صفت استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق ذہن نشین کرلیں کہ (1) فَعِيْلٌ کے وزن پر اسماءِ صفت عام طور پر ثلاثی مجرد کے افعالِ لازم سے استعمال ہوتے ہیں، جبکہ افعالِ متعدی سے اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔ (2) فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت زیادہ تر باب كَرُمَ اور سَمِعَ سے آتی ہے کیونکہ باب كَرُمَ سے آنے والے تمام افعال اور باب سَمِعَ سے اکثر افعال لازم ہوتے ہیں۔ استثنائی صورت میں دوسرے ابواب سے چند صفات فَعِيْلٌ کے وزن پر مستعمل ہیں۔ جیسے رَفَعَ (ف) سے رَفِيْعٌ اور خَصَمَ (ض) سے خَصِيْمٌ وغیرہ۔ (3) فَعِيْلٌ کے وزن پر آنے والی صفت بھی زیادہ تر اسم الفاعل کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً سَرِيْعٌ (جلدی کرنے والا)، حَرِيْصٌ (لالچ کرنے والا)، رَحِيْمٌ (رحم کرنے والا) وغیرہ۔ لیکن چند صفات اسم المفعول کے معنی میں بھی مستعمل ہیں۔ جیسے جَرِيْحٌ (مجروح، زخمی کیا ہوا)، رَجِيْمٌ (مرجوم، رجم کیا ہوا)، قَتِيْلٌ (مقتول، قتل کیا ہوا) وغیرہ۔ ذہن میں یہ بات اگر واضح رہے کہ فَعِيْلٌ کے وزن میں اسم الفاعل کے علاوہ کبھی اسم المفعول کا مفہوم بھی ہوتا ہے، تو جملہ کے مفہوم سے یہ فرق آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے اور اکثر ڈکشنری دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

57:7 فَاعِلٌ اور فَعِيْلٌ کے وزن پر آنے والے الفاظ میں اسم الفاعل اور اسم الصفت، دونوں کا مفہوم ہوتا ہے لیکن ان کے مفہوم میں ایک فرق بھی ہے۔ اسے سمجھ کر ذہن نشین کرلیں۔ فَاعِلٌ کے وزن میں کسی صفت کے وقتی یا عارضی طور پر پائے جانے کا مفہوم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ موصوف کے اندر وہ صفت پہلے نہیں تھی، ایک خاص وقت میں وجود میں آئی اور پھر ختم ہوگئی۔ اس کے برعکس فَعِيْلٌ کے وزن میں پائیداری اور ہمیشگی کا مفہوم ہوتا ہے۔ یعنی

موصوف میں وہ صفت عارضی نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ مثلاً رَاحِمٌ سے مراد یہ ہے کہ رحم کی صفت، موصوف کو کسی خاص وقت پر حاصل ہوئی۔ جبکہ رَحِيْمٌ سے مراد یہ ہے کہ رحم کی صفت، موصوف میں ہمیشہ اور ہر وقت پائی جاتی ہے۔ اس لیے رَحِيْمٌ کا ترجمہ ہوگا "ہمیشہ اور ہر وقت رحم کرنے والا"۔ یہی فرق سَامِعٌ اور سَمِيْعٌ،عَالِمٌ اور عَلِيْمٌ،حَافِظٌ اور حَفِيْظٌ وغیرہ میں ہے۔ چناں چہ ہیشگی، پائداری اور ثبوت والی صفت کو" صفت مشبہہ" کہتے ہیں۔

57:8 کچھ صفات اس لحاظ سے تو عارضی ہیں کہ وہ طاری ہونے کے بعد جلد زائل ہو جاتی ہیں۔ لیکن دوسرے پہلو سے ان میں ہیشگی کا مفہوم بھی ہوتا ہے، کیونکہ وہ بار بار طاری ہوتی ہیں۔ جیسے بھوکا، پیاسا، ناراض، خوش وغیرہ۔ اس قسم کے معنی رکھنے والے افعال کی صفت زیادہ تر فَعِلٌ کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے فَرِحٌ(خوش)، تَعِبٌ(تھکاماندہ) وغیرہ۔

ذخیرہ الفاظ

بَشَرَ(ن) بَشْرًا: کھال چھیلنا، کھال ظاہر کرنا بَشِرَ(س) بَشَرًا: خوش ہونا (تفعیل): خوش کرنا، خوش خبری دینا	ضَعُفَ(ک) ضَعْفًا وَ ضُعْفًا: کمزور ہونا ضَعَفَ(ف) ضَعْفًا: زیادہ کرنا، دگنا کرنا (استفعال): کمزور خیال کرنا
خَدَعَ(ف) خَدْعًا: دھوکا دینا (مفاعلہ): دھوکا دینا	خَبَرَ(ن) خُبْرًا وَ خِبْرًا: حقیقت سے واقف ہونا، باخبر ہونا
نَذِرَ(س) نَذَرًا: چوکنا ہونا نَذَرَ(ض) نَذْرًا/نُذُوْرًا: نذر ماننا، منت ماننا (افعال): چوکنا کرنا، خبردار کرنا	حَفِظَ(س) حِفْظًا: حفاظت کرنا، زبانی یاد کرنا اَسِفَ(س) اَسَفًا: غمگین ہونا، افسوس کرنا

مشق نمبر 55 (الف)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

1. وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (البقرة:٢٩)

2. اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرة:٣٠)

3. اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء:١٤٢)

4. وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (البقرة:٢٦٧)

5. وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (الأنعام:٤٨)

6. اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدة:٨)

7. وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ (الأنفال:٢٦)

8. وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (يونس:١٠٨)

9. اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ (هود:٧)

10. اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ (هود:١٠)

11. فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا (طٰهٰ:٨٦)

12. وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ (قٓ:٤)

مشق نمبر 55(ب)

مذکورہ بالا مشق میں استعمال کئے گئے مندرجہ ذیل اسماء کا مادّہ، باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں۔ نیز یہ بتائیں کہ یہ اسماء مشتقہ میں سے کون سے اسم ہیں۔

1. عَلِيْمٌ
2. جَاعِلٌ
3. حَمِيْدٌ
4. اَلْمُنَافِقِيْنَ
5. خَادِعٌ (خَادِعُهُمْ میں)
6. خَبِيْرٌ
7. مُبَشِّرِيْنَ
8. مُنْذِرِيْنَ
9. مُسْتَضْعَفُوْنَ
10. وَكِيْلٌ
11. مَبْعُوْثُوْنَ
12. فَرِحٌ
13. اَسِفًا
14. حَفِيْظٌ
15. اَلْمُرْسَلِيْنَ

اسماء الوان وعیوب / اَفْعَلُ الصفہ

(Nouns of Colors and Disabilities)

58:1 اب ہم آپ کو "اسماء الصفۃ" کی ایک خاص اور اہم قسم سے متعارف کراتے ہیں۔ جو افعال رنگ، ظاہری عیب یا حلیہ کے معنی رکھتے ہیں ان سے بننے والے اسماء الصفۃ میں بھی دوام اور ہیشگی کے معنی موجود ہوتے ہیں۔ اس قسم کی صفت بنانے کے لیے "اَفْعَلُ" کا وزن مقرر ہے۔ مثلاً بَکِمَ (س) بَکَمًا (گونگا ہونا) کی صفت اَبْکَمُ (گونگا)، خَضِرَ (س) خَضَرًا (سبز ہونا) کی صفت اَخْضَرُ (سبز) وغیرہ۔ انہیں اَفْعَلُ الالوان والعیوب یا اَفْعَلُ الصفہ کہتے ہیں۔

58:2 یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اس قسم کے افعال اور بالخصوص عیب یا حلیہ ظاہر کرنے والے افعال زیادہ تر باب سَمِعَ سے آتے ہیں۔ اَفْعَلُ الالوان والعیوب کی نحوی گردان درجِ ذیل ہے:

صیغہ	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	اَفْعَلُ	اَفْعَلَ	اَفْعَلَ
مذکر مثنّٰی	اَفْعَلَانِ	اَفْعَلَیْنِ	اَفْعَلَیْنِ
مذکر جمع	فُعْلٌ	فُعْلًا	فُعْلٍ
مؤنث واحد	فَعْلَاءُ	فَعْلَاءَ	فَعْلَاءَ
مؤنث مثنّٰی	فَعْلَاوَانِ	فَعْلَاوَیْنِ	فَعْلَاوَیْنِ
مؤنث جمع	فُعْلٌ	فُعْلًا	فُعْلٍ

58:3 امید ہے کہ مذکورہ گردان میں آپ نے یہ باتیں نوٹ کرلی ہوں گی:

(i) واحد مذکر کا وزن اَفْعَلُ اور واحد مؤنث کا وزن فَعْلَاءُ دونوں غیر منصرف ہیں۔

(ii) جمع مذکر اور جمع مؤنث دونوں کا ایک ہی وزن ہے یعنی فُعْلٌ اور یہ منصرف ہے۔

(iii) واحد مؤنث فَعْلَاءُ سے مثنّٰی بناتے وقت ہمزہ کو واو سے تبدیل کر دیتے ہیں۔

58:4 آپ کو یاد ہوگا کہ پیراگراف 4:3 اور 4:4 میں مؤنث قیاسی کے ضمن میں ایک علامت الف ممدودہ (ـاء)

بتائی گئی تھی۔ وہ دراصل یہی **فَعْلَاءُ** کا وزن ہے۔ اُس وقت چونکہ آپ نے اوزان نہیں پڑھے تھے اس لیے الف ممدودہ یا **فَعْلَاءُ** کے وزن والے الفاظ کی نحوی گردان نہیں کرائی گئی تھی۔ لیکن اب آپ ان کی گردان کرسکتے ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

نَزَعَ (ض) نَزْعًا: کھینچ نکالنا	حَرِجَ (س) حَرَجًا: تنگ ہونا
حَشَرَ (ن، ض) حَشْرًا: جمع کرنا	حَرَجٌ: تنگی، گرفت
زَرِقَ (س) زَرَقًا: آنکھوں کا نیلا ہونا، اندھا ہونا	جَمَلٌ (ج جِمَالٌ، جِمَالَةٌ): اونٹ
صَفِرَ (س) صَفَرًا: زرد رنگ کا ہونا	اَعْمٰی (ج عُمْیٌ): اندھا
اَبْیَضُ: سفید	فَاِذَا: تو اچانک
حَوِرَ (س) حَوَرًا: آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کا نمایاں ہونا، خوبصورت آنکھ والا ہونا	

مشق نمبر 56 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے ان کی صفت (الوان وعیوب) بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

1. بَکِمَ 2. خَضِرَ 3. حَوِرَ

مشق نمبر 56 (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں (1) صفت الوان وعیوب تلاش کرکے ان کا صیغہ (عدد وجنس) بتائیں (2) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

1. اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ (البقرة:٦٩)

____

2. وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (الأعراف:١٠٨)

____

3. وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ (النحل:٧٦)

4. وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا (طٰهٰ:١٠٢)

5. لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ (النور:٦١)

6. اَلَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا (یٰسٓ:٨٠)

7. كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (المرسلات:٣٣)

اسم المبالغہ
(Hyperbolic Participle)

59:1 اسماء مشتقہ کے پہلے سبق کے پیراگراف نمبر 53:8 میں ہم نے ان کی چھ اقسام: اسم الفاعل، اسم المفعول، اسم الظرف، اسم الصفہ، اسم التفضیل اور اسم الآلہ کا ذکر کیا تھا، جن میں سے اب تک ہم چار کے متعلق کچھ پڑھ چکے ہیں۔ وہاں ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ بعض حضرات اسم المبالغہ کو بھی مشتقات میں شمار کرتے ہیں۔ تاہم اسم المبالغہ چونکہ ایک طرح سے اسم الصفہ بھی ہے اس لیے ہم نے اسے مشتقات کی الگ مستقل قسم شمار نہیں کیا تھا۔ البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسم المبالغہ پر بھی کچھ بات کر لی جائے۔

59:2 اب یہ بات سمجھ لیجئے کہ اسم المبالغہ میں بھی زیادہ تر "کام کرنے والا" کا ہی مفہوم ہوتا ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ یہ مفہوم مبالغہ یعنی کام کی کثرت اور زیادتی کے معنی کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ (مارنا) سے اسم الفاعل "ضَارِبٌ" کے معنی ہوں گے "مارنے والا" جبکہ اس سے اسم المبالغہ "ضَرَّابٌ" کے معنی ہوں گے "کثرت سے اور بہت زیادہ مارنے والا"۔

59:3 اسماءِ صفت کی طرح اسم المبالغہ کے اوزان بھی متعدد ہیں اور قیاس (مقررہ قواعد) سے زیادہ اس میں بھی سماع (اہلِ زبان سے سننا) پر انحصار کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کے تین اوزان کا تعارف ہم کرا دیتے ہیں جو کہ زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔

59:4 اسم المبالغہ کا ایک وزن فَعَّالٌ ہے۔ اس میں کسی کام کو کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے غَفَّارٌ (باربار بخشنے والا)۔ کسی کاریگری یا کاروبار کے پیشہ ورانہ ناموں کے لیے بھی زیادہ تر یہی وزن استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً خَبَّازٌ (باربار بکثرت روٹی بنانے والا یعنی نانبائی)۔ اسی طرح خَيَّاطٌ (درزی)، بَزَّازٌ (کلاتھ مرچنٹ) وغیرہ۔

59:5 فَعُوْلٌ بھی مبالغہ کا وزن ہے۔ اس میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی کام کرے تو خوب دل کھول کر کرے۔ جیسے شَكُوْرٌ (بہت زیادہ شکر کرنے والا)، غَفُوْرٌ (بہت بخشنے والا) وغیرہ۔

59:6 فَعْلَانُ کے وزن میں کسی صفت کے حد سے زیادہ ہونے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے عَطِشَ (پیاسا ہونا) سے عَطْشَانُ (بے انتہا پیاسا)، كَسِلَ (سست ہونا) سے كَسْلَانُ (بے انتہا سست) وغیرہ۔ فَعْلَانُ کی مؤنث فَعْلٰى کے وزن پر اور مذکر و مؤنث دونوں کی جمع فِعَالٌ یا فُعَالٰى کے وزن پر آتی ہے۔ مثلاً عَطِشَ سے عَطْشَانُ کی مؤنث عَطْشٰى اور دونوں کی جمع عِطَاشٌ، غَضِبَ (غضبناک ہونا) سے غَضْبَانُ کی مؤنث غَضْبٰى اور دونوں کی جمع غِضَابٌ، سَكِرَ

(مدہوش ہونا) سے سَکْرَانُ کی مؤنث سَکْرٰی اور دونوں کی جمع سُکَارٰی، کَسِلَ سے کَسْلَانُ کی مؤنث کَسْلٰی اور دونوں کی جمع کُسَالٰی وغیرہ۔

59:7 یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ فَعْلَانُ (غیر منصرف) کبھی فَعْلَانٌ (معرب) بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے تَعْبَانٌ (تھکا ماندہ)۔ ایسی صورت میں اس کی مؤنث "ۃ" لگا کر بناتے ہیں جیسے تَعْبَانَۃٌ۔ نیز ایسی صورت میں مذکر اور مؤنث دونوں کی جمع سالم استعمال ہوتی ہے جیسے تَعْبَانُوْنَ، تَعْبَانَاتٌ۔

59:8 فَعُوْلٌ اور فَعِیْلٌ میں کبھی "ۃ" لگا کر مؤنث بناتے ہیں اور کبھی مذکر کا ہی صیغہ مؤنث کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا قاعدہ سمجھ لیں۔ فَعُوْلٌ اگر بمعنی مفعول ہو، تب اس کے مذکر اور مؤنث میں "ۃ" لگا کر فرق کرتے ہیں۔ مثلاً جَمَلٌ حَمُوْلٌ (ایک بہت لادا گیا اونٹ) اور نَاقَۃٌ حَمُوْلَۃٌ (ایک بہت لادی گئی اونٹنی)۔ لیکن اگر فَعُوْلٌ بمعنی فاعل ہو تو مذکر و مؤنث کا صیغہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے رَجُلٌ صَبُوْرٌ (ایک بہت صبر کرنے والا مرد) اور اِمْرَاَۃٌ صَبُوْرٌ (ایک بہت صبر کرنے والی عورت)۔

59:9 نوٹ کریں کہ فَعِیْلٌ کے وزن میں مذکورہ بالا قاعدہ برعکس یعنی اُلٹا استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فَعِیْلٌ جب بمعنی فاعل ہو، تب مذکر و مؤنث میں "ۃ" سے فرق کرتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ نَصِیْرٌ (ایک مدد کرنے والا مرد) اور اِمْرَاَۃٌ نَصِیْرَۃٌ (ایک مدد کرنے والی عورت)۔ اور فَعِیْلٌ جب بمعنی مفعول ہوتا ہے تو مذکر و مؤنث کا صیغہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے رَجُلٌ جَرِیْحٌ (ایک زخمی کیا ہوا مرد) اور اِمْرَاَۃٌ جَرِیْحٌ (ایک زخمی کی ہوئی عورت)۔

ذخیرۂ الفاظ

اَشِرَ (س) اَشَرًا	اکڑنا، اترانا
جَبَرَ (ن) جَبْرًا	قوت اور دباؤ سے کسی چیز کو درست کرنا، زبردستی کرنا
شَکَرَ (ن) شُکْرًا	نعمت کے احساس کا اظہار کرنا، شکریہ ادا کرنا
ظَلَمَ (ض) ظُلْمًا	کسی چیز کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا دینا، ظلم کرنا
ظَلِمَ (س) ظَلَمًا	روشنی کا معدوم ہونا، تاریک ہونا
جَحَدَ (ف) جَحْدًا	جان بوجھ کر انکار کرنا

خَتَرَ (ن) خَتْرًا	غداری کرنا، بری طرح بے وفائی کرنا
كَفَرَ (ن) كُفْرًا	کسی چیز کو چھپانا، انکار کرنا
غَفَرَ (ض) غَفْرًا / غُفْرَانًا	کسی چیز کو میل کچیل سے بچانے کے لیے ڈھانپ دینا، عذاب سے بچانے کے لیے گناہ کو چھپا دینا، ڈھانپ دینا، بخش دینا

مشق نمبر 57

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں (1) اسم المبالغہ تلاش کر کے ان کا مادّہ، وزن اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (2) ان کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ بتائیں (3) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

1. وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (آل عمران:۱۸۲)

2. قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ (المائدة:۲۲)

3. اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (إبراهيم:۵)

4. اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (إبراهيم:۳۴)

5. وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (بنی اسرائیل:۲۷)

6. وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ (لقمان:٣٢)

7. كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (المؤمن:٣٥)

8. وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (ق:٤٥)

9. بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ (القمر:٢٥)

اسم التفضیل (حصہ اول)

(Comparative & Superlative Noun-1)

60:1 آپ کو یاد ہو گا کہ انگریزی میں کسی موصوف کی صفت میں دوسروں پر برتری یا زیادتی ظاہر کرنے کے لیے Comparative اور Superlative Degree کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً Good سے Better اور Best۔ اسی طرح عربی میں بھی کسی موصوف کی صفت کو دوسروں کے مقابلہ میں برتر یا زیادہ ظاہر کرنے کے لیے جو اسم استعمال ہوتا ہے اسے "اسم التفضیل" یا "اَفعل التفضیل" کہتے ہیں، جس کے معنی ہیں "فضیلت دینے کا اسم"۔ کسی صفت میں خواہ اچھائی کا مفہوم ہو یا برائی کا، دونوں کی زیادتی کے اظہار کے لیے استعمال ہونے والے اسم کو اسم التفضیل ہی کہا جائے گا۔ اس بات کو فی الحال انگریزی کی مثال سے یوں سمجھ لیں کہ Good اسم الصفہ ہے جبکہ Better اور Best دونوں اسم التفضیل ہیں۔ اسی طرح Bad اسم الصفہ ہے جبکہ Worse اور Worst دونوں اسم التفضیل ہیں۔

60:2 خیال رہے کہ اسم المبالغہ میں بھی صفت کی زیادتی کا مفہوم ہوتا ہے لیکن اس میں کسی سے تقابل کے بغیر موصوف میں فی نفسہٖ اس صفت کے زیادہ ہونے کا مفہوم ہوتا ہے، جبکہ اسم التفضیل میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ موصوف میں مذکورہ صفت کسی کے مقابلہ میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس بات کو فی الحال اردو کی مثال سے سمجھ لیں۔ اگر ہم کہیں "یہ لڑکا بہت اچھا ہے" تو اس جملہ میں "بہت اچھا" اسم المبالغہ ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں "یہ لڑکا اُس لڑکے سے زیادہ اچھا ہے" یا "یہ لڑکا سب سے اچھا ہے" تو اب "زیادہ اچھا" اور "سب سے اچھا" دونوں اسم التفضیل ہیں، اس لیے کہ ان دونوں میں تقابل کا مفہوم شامل ہے۔

60:3 عربی زبان میں واحد مذکر کے لیے اسم التفضیل کا وزن "**اَفْعَلُ**" اور واحد مؤنث کے لیے "**فُعْلٰی**" ہے اور ان کی نحوی گردان مندرجہ ذیل ہے:

صیغہ	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	اَفْعَلُ	اَفْعَلَ	اَفْعَلَ
مذکر مثنّٰی	اَفْعَلَانِ	اَفْعَلَيْنِ	اَفْعَلَيْنِ
مذکر جمع مکسر	اَفَاعِلُ	اَفَاعِلَ	اَفَاعِلَ

مذکر جمع سالم	اَفْعَلُوْنَ	اَفْعَلِيْنَ	اَفْعَلِيْنَ
مؤنث واحد	فُعْلٰى	فُعْلٰى	فُعْلٰى
مؤنث مثنیٰ	فُعْلَيَانِ	فُعْلَيَيْنِ	فُعْلَيَيْنِ
مؤنث جمع مکسر	فُعَلٌ	فُعَلًا	فُعَلٍ
مؤنث جمع سالم	فُعْلَيَاتٌ	فُعْلَيَاتٍ	فُعْلَيَاتٍ

60:4 اس سے پہلے پیراگراف 58:2 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ الوان و عیوب کے واحد مذکر کا وزن بھی اَفْعَلُ ہی ہوتا ہے مگر دونوں کی نحوی گردان میں فرق ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل فرق کو خاص طور سے نوٹ کر کے ذہن نشین کریں:

i) افعل التفضیل یا اسم التفضیل میں جمع مذکر کے صیغے میں جمع مکسر کا وزن مختلف ہے۔ نیز اس کی جمع سالم بھی استعمال ہوتی ہے۔

ii) افعل التفضیل میں واحد مؤنث کا وزن مختلف ہے اور یہ وہی وزن ہے جو اس کتاب کے پیراگراف 4:3 اور 4:4 میں الف مقصورہ کے عنوان سے پڑھایا گیا تھا۔ نیز فُعْلٰى کا وزن مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔

iii) افعل التفضیل میں جمع مؤنث کے صیغے میں جمع مکسر کا وزن مختلف ہے یعنی فُعْلٌ کے بجائے فُعَلٌ ہے۔ نیز اس کی جمع سالم بھی استعمال ہوتی ہے۔

60:5 اسم التفضیل ہمیشہ فعل ثلاثی مجرد سے ہی بنتا ہے اور صرف ان افعال سے جن میں الوان و عیوب والا مفہوم نہ ہو۔ کیونکہ ان سے افعل التفضیل کے بجائے افعل الوان و عیوب کے صیغے استعمال ہوں گے۔ اسی طرح سے کسی مزید فیہ فعل سے بھی افعل التفضیل کے صیغے نہیں بن سکتے۔ اگر کبھی ضرورت کے تحت الوان و عیوب والے فعل ثلاثی مجرد یا مزید فیہ کے کسی فعل سے اسم التفضیل استعمال کرنا پڑے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ حسبِ موقع اَشَدُّ (زیادہ سخت)، اَكْثَرُ (مقدار یا تعداد میں زیادہ)، اَعْظَمُ (عظمت میں زیادہ) وغیرہ کے ساتھ متعلقہ فعل کا مصدر لگا دیتے ہیں۔ مثلاً اَشَدُّ سَوَادًا (زیادہ سیاہ)، اَكْثَرُ اِخْتِيَارًا (اختیار میں زیادہ)، اَعْظَمُ تَوْقِيْرًا (عزت کی عظمت میں زیادہ) وغیرہ۔ ایسے الفاظ کے ساتھ متعلقہ فعل کا جو مصدر استعمال ہوتا ہے اسے "تَمْيِيْزٌ" کہتے ہیں۔ تمیز عموماً واحد اور نکرہ استعمال ہوتی ہے اور

اکثر حالتِ نصب میں ہوتی ہے۔

60:6 افعل التفضیل کے چند استثناء ہیں۔ مثلاً خَيْرٌ (زیادہ اچھا) اور شَرٌّ (زیادہ برا) کے الفاظ جو دراصل أَخْيَرُ اور أَشَرُّ (بروزن أَفْعَلُ) تھے، مگر یہ اپنی اصل شکل میں شاذ ہی (کبھی شعر و ادب میں) استعمال ہوتے ہیں، ورنہ ان کا زیادہ تر استعمال خَيْرٌ اور شَرٌّ ہی ہے۔

مشق نمبر 58

مندرجہ ذیل افعال سے اسم التفضیل بنا کر ان کی نحوی گردان کریں۔

1. حَسُنَ (ک،ن) حَسَنًا — خوبصورت ہونا

2. سَفِلَ (ن،س،ک) سَفْلًا، سُفُوْلًا — پست ہونا، حقیر ہونا

3. كَبُرَ (ک) كِبَرًا، كُبْرًا — بڑا ہونا

اسم التفضیل (حصہ دوم)

(Comparative & Superlative Noun-2)

61:1 گزشتہ سبق میں آپ نے اسم التفضیل کی مختلف صورتیں (مذکر، مؤنث، واحد، جمع وغیرہ) بنانے کا طریقہ پڑھ لیا ہے۔ اب اس سبق میں ہم آپ کو عبارت میں اس کے استعمال کے متعلق کچھ بتائیں گے۔

61:2 اسم التفضیل دو اغراض کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اولاً: دو چیزوں یا اشخاص وغیرہ میں سے کسی ایک کی صفت (اچھی یا بری) کو دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ بتانے کے لیے۔ اسے "تفضیلِ بعض "کہتے ہیں، اور یہ وہی چیز ہے جسے انگریزی میں Comparative Degree کہتے ہیں۔ ثانیاً: کسی چیز یا شخص کی صفت کو باقی تمام چیزوں یا اشخاص کے مقابلہ میں زیادہ بتانے کے لیے۔ اسے "تفضیلِ کُل "کہتے ہیں، اور یہ وہی چیز ہے جسے انگریزی میں Superlative Degree کہتے ہیں۔

61:3 اسم التفضیل کو تفضیلِ بعض کے مفہوم میں استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کے بعد مِنْ لگا کر اس چیز یا شخص کا ذکر کرتے ہیں جس پر موصوف کی صفت کی زیادتی بتانا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً زَیْدٌ اَجْمَلُ مِنْ عُمَرَ (زید عمر سے زیادہ خوبصورت ہے)۔ اس جملہ میں زَیْدٌ مبتدا، اَجْمَلُ اِس کی خبر اور مِنْ عُمَرَ متعلق خبر ہے۔

61:4 اب ایک اہم بات یہ نوٹ کرلیں کہ مِنْ کے ساتھ استعمال ہونے کی صورت میں اسم التفضیل کا صیغہ ہر حالت میں واحد اور مذکر ہی رہے گا چاہے اس کا موصوف (یعنی مبتدا) مثنّٰی یا جمع یا مؤنث ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً اَلرَّجُلَانِ اَجْمَلُ مِنْ زَیْدٍ یا عَائِشَۃُ اَجْمَلُ مِنْ زَیْنَبَ یا اَلنِّسَاءُ اَجْمَلُ مِنَ الرِّجَالِ وغیرہ۔

61:5 اسم التفضیل کو تفضیلِ کُل کے مفہوم میں استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کو معرف باللّام کر دیتے ہیں۔ مثلاً اَلرَّجُلُ الْاَفْضَلُ (سب سے زیادہ افضل مرد)۔ نوٹ کرلیں کہ ایسی صورت میں اسم التفضیل اپنے موصوف کے ساتھ مل کر مرکب توصیفی بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی صورت میں اسم التفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ جنس اور عدد میں مطابقت ضروری ہے۔ مثلاً اَلْعَالِمُ الْاَفْضَلُ ، اَلْعَالِمَانِ الْاَفْضَلَانِ ، اَلْعَالِمُوْنَ الْاَفْضَلُوْنَ ، اَلْعَالِمَۃُ الْفُضْلٰی ، اَلْعَالِمَتَانِ الْفُضْلَیَانِ ، اَلْعَالِمَاتُ الْفُضْلَیَاتُ۔

61:6 اسم التفضیل کو تفضیلِ کُل کے مفہوم میں استعمال کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کو مضاف بنا کر لاتے ہیں اور مضاف الیہ میں ان کا ذکر ہوتا ہے جن پر موصوف کی برتری ظاہر کرنی ہوتی ہو۔ مثلاً زَیْدٌ اَعْلَمُ النَّاسِ (زید

تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے)۔ نوٹ کرلیں کہ ایسی صورت میں یہ جملہ اسمیہ ہے۔ زَیْدٌ مبتدا ہے اور اَعْلَمُ النَّاسِ مرکبِ اضافی بن کر اس کی خبر ہے۔

61:7 اسم التفضیل جب مضاف ہو تو جنس اور عدد کے لحاظ سے اپنے موصوف سے اس کی مطابقت اور عدمِ مطابقت دونوں جائز ہیں۔ مثلاً اَلْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُ النَّاسِ بھی درست ہے اور اَلْاَنْبِیَاءُ اَفَاضِلُ النَّاسِ یا اَلْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُو النَّاسِ بھی درست ہے۔ اسی طرح سے مَرْیَمُ فُضْلَى النِّسَاءِ اور مَرْیَمُ اَفْضَلُ النِّسَاءِ دونوں درست ہیں۔

61:8 خَیْرٌ اور شَرٌّ کے الفاظ بطور اسم التفضیل مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں استعمال ہوتے ہیں، یعنی تفضیلِ بعض کے لیے بھی جیسے اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ (الأعراف: ١٢) "میں بہتر ہوں اُس سے"۔ اور تفضیلِ کُل کے مفہوم میں بھی، جیسے بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ (آل عمران: ١٥٠) "بلکہ اللہ تمہارا ساتھی ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے"، اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ (البینة: ٦) "وہی لوگ بدترین مخلوق ہیں"۔

61:9 اسم التفضیل کے استعمال میں بعض دفعہ اس شے کو حذف کر دیتے ہیں جس پر موصوف کی برتری ظاہر کرنی ہوتی ہے۔ اس طرح جملہ میں صرف اسم التفضیل ہی باقی رہ جاتا ہے۔ تاہم عبارت کے سیاق و سباق یا کسی قرینے سے اس کو سمجھا جاسکتا ہے۔ مثلاً "اَللّٰهُ اَکْبَرُ" دراصل "اَللّٰهُ اَکْبَرُ کُلِّ شَیْءٍ" یا "اَللّٰهُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ" ہے، اس لیے اس کا ترجمہ "اللہ بہت بڑا ہے" کرنے کے بجائے "اللہ سب سے بڑا ہے" کرنا زیادہ موزوں ہے۔ اسی طرح وَالصُّلْحُ خَیْرٌ (النساء: ١٢٨) گویا وَالصُّلْحُ خَیْرُ الْاُمُوْرِ ہے، یعنی "اور صلح سب باتوں سے بہتر ہے"۔

61:10 پیراگراف 60:5 میں آپ نے پڑھا ہے کہ الوان و عیوب کے افعال مجرد اور مزید فیہ سے اسم التفضیل تو نہیں بنتا لیکن اَکْثَرُ، اَشَدُّ وغیرہ کے ساتھ متعلقہ فعل کا مصدر بطور تمیز لگا کر یہی مفہوم ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں اب یہ بات بھی سمجھ لیں کہ بعض دفعہ کسی فعل سے اسم التفضیل بن سکتا ہے لیکن بہتر ادبی اندازِ بیان کی خاطر اَکْثَرُ کی قسم کے کسی لفظ کے ساتھ اس فعل کا مصدر ہی بطور تمیز استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً نَفَعَ (ف) سے اسم التفضیل اَنْفَعُ بن سکتا ہے لیکن اَکْثَرُ نَفْعًا کہنا زیادہ بہتر لگتا ہے۔ اس طرح تمیز کا استعمال قرآنِ کریم میں بکثرت آیا ہے اور یہ استعمال صرف الوان و عیوب یا مزید فیہ تک محدود نہیں ہے۔ مثلاً اَکْثَرُ مَالًا (کثرت والا بلحاظ مال کے)، اَضْعَفُ جُنْدًا (زیادہ کمزور بلحاظ لشکر کے)، اَصْدَقُ حَدِیْثًا (زیادہ سچا بلحاظ بات کے) وغیرہ۔ اَکْثَرُ کی قسم کے الفاظ کے بغیر بھی اسم التفضیل کے ساتھ تمیز کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ جیسے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرة: ١٣٨) "اور اللہ سے زیادہ اچھا کون ہے

بلحاظ رنگ کے"۔اسم التفضیل کے ساتھ تمیز کے اس استعمال کو سمجھ لینے سے آپ کو قرآنِ کریم کی بہت سی عبارتوں کے فہم میں مدد ملے گی۔ان شاء اللہ

ذخیرۂ الفاظ

فَتَنَ (ض) فَتْنًا وَ فُتُوْنًا	سونے کو پگھلا کر کھرا کھوٹا معلوم کرنا، آزمائش میں ڈالنا، گمراہ کرنا، آزمائش میں پڑنا، گمراہ ہونا۔ (لازم ومتعدی)
فِتْنَةٌ	آزمائش، گمراہی
فَضَلَ (ن) فَضْلًا	اوسط سے زیادہ ہونا
(تفعیل)	ترجیح دینا، فضیلت دینا
فَضْلٌ	زیادتی (اچھائی میں)
فُضُوْلٌ	ضرورت سے زائد چیز (ناپسندیدہ)
فَضِیْلَةٌ	مرتبہ میں بلندی
فَصُحَ (ک) فَصَاحَةً	خوش بیان ہونا

مشق نمبر 59

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

1. وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرة:۲۱۷)

______

2. وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (البقرة:۲۱۹)

______

3. اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا (النساء:۱۱)

______

4. وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (النساء:۱۲۲)

______

5. فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (الأنعام:۱۵۷)

---

6. وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (الأعراف:۱۵۱)

---

7. اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا (التوبة:۹۷)

---

8. وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا (بنی اسرائیل:۲۱)

---

9. اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا (الکهف:۳۴)

---

10. وَ اَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا (القصص:۳۴)

---

11. وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت:۴۵)

---

12. لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (المؤمن:۵۷)

---

13. سَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا (الجن:۲۴)

---

14. فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ (الغاشية:۲۴)

اسم الآلۃ

(Utilitarian Noun)

62:1 اسم الآلہ وہ اسم مشتق ہے جو اس چیز کو بتائے جو کسی کام کے کرنے کا ذریعہ ہو، یعنی وہ اوزار یا ہتھیار جن کے ذریعہ وہ کام کیا جاتا ہے۔ اردو میں لفظ "آلہ" بمعنی "اوزار" عام مستعمل ہے۔

62:2 اسم آلہ کے لیے تین اوزان استعمال ہوتے ہیں: **مِفْعَلٌ**، **مِفْعَلَةٌ** اور **مِفْعَالٌ**۔ کسی ایک فعل سے اسم الآلہ تینوں وزن پر بن سکتا ہے، تاہم اہل زبان ان میں سے کسی ایک وزن پر بننے والا لفظ زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً فعل **نَشَرَ** (ن) کے ایک معنی "لکڑی کو چیرنا" ہوتے ہیں۔ اس سے اسم آلہ **مِنْشَرٌ**، **مِنْشَرَةٌ** اور **مِنْشَارٌ** (چیرنے کا آلہ یعنی آری) بنتا ہے، تاہم **مِنْشَارٌ** زیادہ مستعمل ہے۔ فعل **بَرَدَ** (ن) کے ایک معنی "لوہے وغیرہ کو چھیل کر برادہ بنانا" ہیں۔ اس سے اسم آلہ **مِبْرَدٌ**، **مِبْرَدَةٌ** اور **مِبْرَادٌ** بن سکتے ہیں، تاہم **مِبْرَدٌ** (ریتی) زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ **سَخُنَ** (ک) "پانی وغیرہ کا گرم ہونا" سے اسم آلہ **مِسْخَنٌ**، **مِسْخَنَةٌ** اور **مِسْخَانٌ** بن سکتے ہیں لیکن **مِسْخَنَةٌ** (واٹر ہیٹر) زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

62:3 اسم آلہ لازم اور متعدی دونوں طرح کے فعل سے بن سکتا ہے جیسا کہ اوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے۔ لیکن یہ زیادہ تر فعل متعدی سے ہی آتا ہے۔ البتہ یہ نوٹ کرلیں کہ اسم آلہ صرف فعل ثلاثی مجرد سے ہی بن سکتا ہے، مزید فیہ سے نہیں بنتا۔ اگر ضرورت ہو تو لفظ "آلہ" یا اس کے کسی ہم معنی لفظ کو بطور مضاف لاکر متعلقہ فعل کے مصدر کو اس کا مضاف الیہ کر دیتے ہیں، جیسے **آلَةُ الْقِتَالِ**۔

62:4 اسم الآلہ کے اوزان سے مثنّیٰ تو حسبِ قاعدہ انِ اور ینِ لگا کر ہی بنے گا یعنی **مِفْعَلَانِ** اور **مِفْعَلَيْنِ**، **مِفْعَلَتَانِ** اور **مِفْعَلَتَيْنِ**، **مِفْعَالَانِ** اور **مِفْعَالَيْنِ**، البتہ ان کی جمع ہمیشہ جمع مکسر آتی ہے۔ **مِفْعَلٌ** اور **مِفْعَلَةٌ** دونوں کی جمع **مَفَاعِلُ** کے وزن پر اور **مِفْعَالٌ** کی جمع **مَفَاعِيْلُ** کے وزن پر آتی ہے۔ امید ہے کہ آپ نے نوٹ کرلیا ہوگا کہ اسم آلہ کی جمع کے دونوں وزن غیر منصرف ہیں۔ اس طرح **مِنْشَرٌ** یا **مِنْشَرَةٌ** دونوں کی جمع **مَنَاشِرُ** آئے گی اور **مِنْشَارٌ** کی جمع **مَنَاشِيْرُ** آئے گی۔

62:5 یہ ضروری نہیں ہے کہ "کسی کام کو کرنے کا آلہ" کا مفہوم دینے والا ہر لفظ مقررہ وزن پر استعمال ہو، بلکہ عربی زبان میں بعض آلات کے لیے الگ خاص الفاظ مقرر اور مستعمل ہیں مثلاً **قُفْلٌ** (تالا)، **سِكِّيْنٌ** (چھری)، **سَيْفٌ** (تلوار)، **قَلَمٌ** (قلم) وغیرہ۔ تاہم اس قسم کے الفاظ کو ہم اسم الآلہ نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے کہ اسم الآلہ وہی اسم مشتق

ہے جو مقررہ اوزان میں سے کسی وزن پر بنایا گیا ہو۔

62:6 اسماء مشتقہ پر بات ختم کرنے سے پہلے ذہن میں دوبارہ تازہ کر کے یاد کرلیں کہ:

(i) ابواب مزید فیہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کے لیے جب علامتِ مضارع ہٹا کر اس کی جگہ میم لگاتے ہیں تو اس پر ضمہ (ـُ) آتا ہے۔ جیسے **یُعَلِّمُ** سے **مُعَلِّمٌ** اور **مُعَلَّمٌ**۔

(ii) **مَفْعُوْلٌ** اور اسم الظرف کے دونوں اوزان **مَفْعَلٌ** اور **مَفْعِلٌ** کے میم پر فتحہ (ـَ) آتا ہے۔

(iii) اسم الآلہ کے تینوں اوزان کی میم پر کسرہ (ـِ) آتا ہے۔

مشق نمبر 60

مندرجہ ذیل اسماء آلات کا مادّہ نکالیں:

1. مِنْسَجٌ	کپڑا بننے کی کھڈی	2. مِنْفَاخٌ	ہوا بھرنے کا پمپ
3. مِصْبَاحٌ	چراغ	4. مِدْفَعٌ	توپ
5. مِنْجَلٌ	درانتی	6. مِسْطَرَةٌ	لکیر بنانے کا رولر
7. مِكْنَسَةٌ	جھاڑو	8. مِلْعَقَةٌ	چمچہ
9. مِنْشَفَةٌ	تولیہ	10. مِطْرَقَةٌ	خراد مشین
11. مِغْرَفَةٌ	ڈونگا	12. مِفْتَاحٌ	کنجی
13. مِقْرَاضٌ	قینچی	14. مِنْظَارٌ	دوربین
15. مِغْفَرٌ	سر کی حفاظت والی ٹوپی Helmet	16. مِنْقَبٌ	سوراخ (Drilling) کرنے کی مشین

غیر صحیح افعال

(Unsound Verbs)

63:1 عربی میں فعل کی تقسیم کئی لحاظ سے کی گئی ہے۔ مثلاً زمانہ کے لحاظ سے فعل ماضی اور مضارع کی تقسیم یا مادّہ میں حروف کی تعداد کے لحاظ سے ثلاثی اور رباعی کی تقسیم۔ یا فعل ثلاثی مجرد و مزید فیہ، فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی وغیرہ۔ اسی طرح افعال صحیح اور افعال غیر صحیح کی بھی ایک تقسیم ہے۔

63:2 جو فعل اپنے وزن کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے اسے فعل صحیح کہتے ہیں۔ لیکن کچھ افعال بعض اوقات (ہمیشہ نہیں) اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال نہیں ہوتے۔ مثلاً لفظ "کَانَ" آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کا مادّہ "ك و ن" ہے۔ اس کا پہلا صیغہ **فَعَلَ** کے وزن پر کَوَنَ ہونا چاہئے تھا لیکن اس کا استعمال کَانَ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے افعال کو اس کتاب میں ہم غیر صحیح افعال کہیں گے۔

63:3 عربی گرامر کی کتابوں میں عام طور پر "غیر صحیح افعال" کی اصطلاح کا استعمال، ان کی تقسیم اور پھر ان کی ذیلی تقسیم مختلف انداز میں دی ہوئی ہے جو اعلیٰ علمی سطح کی بحث ہے۔ ابتداء سے ہی طلبہ کو اس میں الجھا دینا ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس لیے ان سے گریز کی راہ اختیار کرتے ہوئے غیر صحیح کی اصطلاح میں ہم ایسے تمام افعال کو شامل کر رہے ہیں جو کسی بھی وجہ سے بعض اوقات اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال نہیں ہوتے۔

63:4 اب ہمیں ان وجوہات کا جائزہ لینا ہے جن کی وجہ سے کوئی فعل "غیر صحیح" ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ آپ ہمزہ اور الف کا فرق اور "حروفِ علت" کا مطلب سمجھ لیں۔

63:5 عربی میں ہمزہ اور الف، دو مختلف چیزیں ہیں۔ ان میں جو بنیادی فرق ہے انہیں ذہن نشین کر کے یاد کر لیں:

i) ہمزہ پر کوئی حرکت یعنی ضمہ (ـُ)، فتحہ (ـَ)، کسرہ (ـِ) یا علامتِ سکون (ـْ) ضرور ہوتی ہے یعنی یہ خالی نہیں ہوتا۔ جبکہ الف پر کوئی حرکت یا سکون کبھی نہیں آتا اور یہ ہمیشہ خالی ہوتا ہے اور صرف اپنے سے ماقبل مفتوح (زبر والے) حرف کو کھینچنے کا کام دیتا ہے جیسے بَ سے بَا۔

ii) ہمزہ کسی لفظ کی ابتداء میں بھی آتا ہے، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی، جبکہ الف کسی لفظ کی ابتداء میں کبھی نہیں آتا، بلکہ یہ ہمیشہ کسی حرف کے بعد آتا ہے۔ آپ کو اِنْسَانٌ، اَنْهَارٌ، اُمَّهَاتٌ جیسے الفاظ کے شروع میں

جو "الف" نظر آتا ہے، یہ درحقیقت الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے، جبکہ انہی الفاظ کے حروف "س" اور "ھ" کے بعد ہمزہ نہیں بلکہ الف ہے۔

iii) ہمزہ سے پہلے حرف پر حرکاتِ ثلاثہ یا سکون میں سے کچھ بھی آسکتا ہے جبکہ الف سے پہلے حرف پر ہمیشہ فتحہ (ـَ) آتا ہے۔

iv) کسی مادّہ میں فاء، عین یا لام کلمہ کی جگہ ہمزہ آسکتا ہے جبکہ الف کبھی کسی مادّہ کا جز نہیں ہوتا۔

63:6 حروفِ علت ایسے حروف کو کہتے ہیں جو کسی مادّہ میں آجائیں تو وہ فعل غیر صحیح ہو جاتا ہے۔ ایسے حروف دو ہیں، واؤ(و) اور یا(ی)۔ عربی گرامر کی اکثر کتابوں میں الف کو بھی حرفِ علت شمار کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ الف کسی مادّہ کا جز نہیں بنتا اس لیے اس کتاب میں ہم حروفِ علت کی اصطلاح صرف "و" اور "ی" کے لیے استعمال کریں گے۔

63:7 کسی فعل کے غیر صحیح ہونے کی تین وجوہات ہوتی ہیں۔ (*i*) کسی مادّہ میں جب فاء، عین اور لام کلمہ میں کسی جگہ پر ہمزہ آجائے، (*ii*) ایک ہی حرف دو مرتبہ آجائے یا (*iii*) کوئی حرفِ علت آجائے۔ ان وجوہات کی بنیاد پر افعال صحیح اور غیر صحیح کی کُل سات (7) اقسام بنتی ہیں۔ آپ انہیں سمجھ کر یاد کرلیں۔

i) صحیح: جس کے مادّہ میں نہ ہمزہ ہو، نہ ایک حرف کی تکرار ہو اور نہ ہی کوئی حرفِ علت ہو جیسے دَخَلَ۔

ii) مہموز: جس کے مادّہ میں کسی جگہ ہمزہ آجائے جیسے اَکَلَ، سَئَلَ، قَرَءَ۔

iii) مضاعف: جس کے مادّہ میں کسی حرفِ صحیح کی تکرار ہو جیسے ضَلَّ۔

iv) مثال: جس کے مادّہ میں فاء کلمہ کی جگہ حرفِ علت آئے جیسے وَعَدَ۔

v) اجوف: جس کے مادّہ میں عین کلمہ کی جگہ حرفِ علت آئے جیسے قَوَلَ۔

vi) ناقص: جس کے مادّہ میں لام کلمہ کی جگہ حرفِ علت آئے جیسے خَشِیَ۔

vii) لفیف: جس کے مادّہ میں حرفِ علت دو مرتبہ آئے جیسے وَقِیَ۔
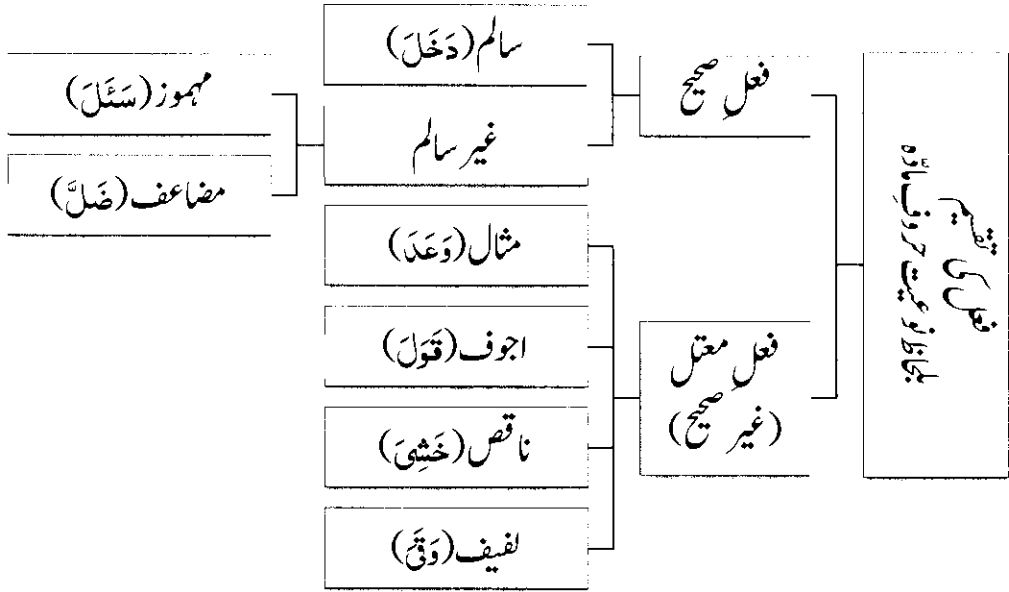
63:8 اب ایک اہم بات یہ نوٹ کرلیں کہ اب تک مادّہ کے حروف کی جو بات ہوئی ہے اس کی بنیاد فاء، عین اور لام کلمہ ہے۔ اس لیے کسی لفظ میں اگر فاء، عین اور لام کلمہ کے علاوہ کسی جگہ ہمزہ یا حرفِ علت آجائے تو اس کی وجہ سے وہ لفظ غیر صحیح شمار نہیں کیا جائے گا، جیسے باب **افعال** کا پہلا صیغہ **اَفْعَلَ** ہے۔ اس کا ہمزہ ف ع یا ل کلمہ کی جگہ نہیں ہے۔ اس لیے صحیح حروف کے مادّوں سے جتنے الفاظ اس وزن پر بنیں گے وہ مہموز نہیں ہوں گے۔ مثلاً **اَدْخَلَ**، **اَكْرَمَ**، **اَخْرَجَ** وغیرہ مہموز نہیں ہیں۔ اسی طرح ماضی معروف میں مذکر غائب کے لیے تثنیہ اور جمع کے صیغوں کا وزن **فَعَلَا** اور **فَعَلُوْا** ہے۔ ان میں "الف" اور "و" ہیں لیکن یہ بھی ف ع ل کے علاوہ ہیں۔ اس لیے صحیح حروف کے مادّوں سے جتنے الفاظ اِن اوزان پر بنیں گے وہ غیر صحیح نہیں ہوں گے۔ مثلاً **ضَرَبَا**، **ضَرَبُوْا**، یا **شَرِبَا**، **شَرِبُوْا** وغیرہ۔ باب **تفعیل** اور **تفعّل** میں عین کلمہ پر تشدید آنے کی وجہ سے وہ مضاعف نہیں ہوتے، اس لیے کہ وہاں مادّہ کے حروف کی نہیں بلکہ عین کلمہ ہی کی تکرار ہوتی ہے۔

مشق نمبر 61

مندرجہ ذیل مادّوں کے متعلق بتایئے کہ وہ ہفت اقسام کی کون سی قسم سے متعلق ہیں۔ جو مادّے بیک وقت دو اقسام سے متعلق ہوں ان کی دونوں اقسام بتائیں۔

مادہ	قسم	مادہ	قسم	مادہ	قسم
ء م ر		ج ی ء		و ر ی	
س ر ر		ق و ل		س و ی	
ر ء ی		ب ر ء		ء خ ذ	
ء م م		ر و ی		ی س ر	
ء س س		ب ی ع		ر ض و	
و ق ی		س ع ل		د ع و	

مہموز (حصہ اول)
(Hamza Verbs-1)

64:1 گزشتہ سبق میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ جس فعل کے مادّہ میں کسی جگہ ہمزہ آجائے تو اسے مہموز کہتے ہیں، اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اگر فاء کلمہ کی جگہ ہمزہ آتا ہے تو اسے مہموز الفاء کہتے ہیں، جیسے أَكَلَ۔ اگر عین کلمہ کی جگہ ہمزہ آئے تو وہ مہموز العین ہوتا ہے، جیسے سَئَلَ ، اور اگر لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو تو وہ مہموز اللّام ہوتا ہے، جیسے قَرَءَ۔

64:2 زیادہ تر تبدیلیاں مہموز الفاء میں ہوتی ہیں جبکہ مہموز العین اور مہموز اللّام میں تبدیلی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ مہموز الفاء میں تبدیلیاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ (i) لازمی تبدیلی اور (ii) اختیاری تبدیلی۔ لازمی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہلِ زبان یعنی عرب کے تمام مختلف قبائل ایسے موقع پر لفظ کو ضرور ہی بدل کر بولتے اور لکھتے ہیں اور اختیاری تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے بعض قبائل ایسے موقع پر لفظ کو اصلی شکل میں اور بعض قبائل تبدیل شدہ شکل میں بولتے اور لکھتے ہیں۔ اسی لیے دونوں صورتیں جائز اور رائج ہیں۔

64:3 اب مہموز کے قواعد سمجھنے سے پہلے ایک بات اور سمجھ لیں۔ کسی حرف پر دی گئی حرکت کو ذرا کھینچ کر پڑھنے سے کبھی "الف"، کبھی "و" اور کبھی "ی" پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً بَ سے بَا، بُ سے بُوْ اور بِ سے بِیْ وغیرہ۔ چونکہ فتحہ (ـَ) کو کھینچنے سے "الف"، ضمہ (ـُ) کو کھینچنے سے "و" اور کسرہ (ـِ) کو کھینچنے سے "ی" پیدا ہوتی ہے، اس لیے کہتے ہیں کہ:

i) فتحہ (ـَ) کو "الف" سے (ہمزہ سے نہیں) مناسبت ہے۔

ii) ضمہ (ـُ) کو "و" سے مناسبت ہے، اور

iii) کسرہ (ـِ) کو "ی" سے مناسبت ہے۔

64:4 مہموز الفاء میں لازمی تبدیلی کا صرف ایک ہی قاعدہ ہے اور وہ یہ کہ جب کسی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہوں اور ان میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف میں لازماً بدل دیا جاتا ہے۔ یعنی پہلے ہمزہ پر اگر فتحہ (ـَ) ہو تو ساکن ہمزہ کو الف سے، کسرہ (ـِ) ہو تو "ی" سے اور ضمہ (ـُ) ہو تو "و" سے بدل کر بولتے اور لکھتے ہیں۔

64:5 مثال کے طور پر ہم لفظ أَمِنَ (امن میں ہونا) کو لیتے ہیں۔ یہ لفظ باب افعال کے پہلے صیغہ میں أَفْعَلَ کے وزن پر أَأْمَنَ بنے گا۔ قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ الف میں تبدیل ہوگا تو آمَنَ استعمال ہوگا۔ اس کا مصدر إِفْعَالٌ کے

وزن پر اِأْمَانٌ بنے گا لیکن اِیْمَانٌ استعمال ہو گا۔ اسی طرح باب افعال میں مضارع کے واحد متکلم کا وزن اُفْعِلُ ہے جس پر یہ لفظ اُأْمِنُ بنے گا لیکن اُوْمِنُ استعمال ہو گا۔

64:6 مذکورہ بالا قاعدہ کو آسانی سے یاد کرنے کی غرض سے ایک فارمولے کی شکل میں یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ: ءَءْ = ءَا، ءِءْ = ءِیْ اور ءُءْ = ءُوْ۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ہمزہ مفتوحہ (ءَ) کے بعد جب الف آتا ہے تو اس کو لکھنے کے تین طریقے ہیں (i) ءَا، (ii) أٰ، (iii) آ۔ ان میں سے تیسرا طریقہ عام عربی میں بلکہ اردو میں بھی مستعمل ہے، جبکہ پہلا اور دوسرا طریقہ صرف قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

64:7 مہموز میں اختیاری تبدیلیوں کے قواعد سمجھنے سے پہلے ایک بات ذہن میں واضح کر لیں۔ ابھی پیراگراف 64:4 میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ لازمی تبدیلی وہاں ہوتی ہے جہاں ایک ہی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہو جائیں۔ اب نوٹ کر لیں کہ اختیاری تبدیلی اس وقت ہوتی ہے جب کسی لفظ میں ہمزہ ایک دفعہ آیا ہو۔

64:8 اختیاری تبدیلی کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ ساکن ہو اور اس کے ماقبل ہمزہ کے علاوہ کوئی دوسرا حرف متحرک ہو تو ایسی صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف میں تبدیل کر دینا جائز ہے، جیسے رَأْسٌ کو رَاسٌ، ذِئْبٌ (بھیڑیا) کو ذِیْبٌ اور مُؤْمِنٌ کو مُوْمِنٌ بولا اور لکھا جاسکتا ہے اور بعض قراءتوں میں یہ لفظ اسی طرح پڑھے بھی جاتے ہیں۔

64:9 اختیاری تبدیلی کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ اگر مفتوحہ (ءَ) ہو اور اس کے ماقبل حرف پر ضمہ (ــُـ) یا کسرہ (ــِـ) ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرکت کے موافق حرف میں تبدیل کر دینا جائز ہے۔ لیکن تبدیل شدہ حرف پر فتحہ (ــَـ) برقرار رہے گا۔ جیسے هُزُءًا کو هُزُوًا اور كُفُؤًا کو كُفُوًا پڑھا جاسکتا ہے۔ قراءتِ حفص میں، جو پاکستان اور دیگر مشرقی ممالک میں رائج ہے، یہ الفاظ اپنی بدلی ہوئی شکل میں هُزُوًا اور كُفُوًا پڑھے جاتے ہیں، مگر ورش کی قراءت میں، جو بیشتر افریقی ممالک میں رائج ہے، یہ الفاظ اپنی اصلی شکل میں هُزُءًا اور كُفُؤًا پڑھے جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ اصلی شکل میں "و" صرف ہمزہ کی کرسی ہے جبکہ دوسری صورت میں وہ تلفّظ میں آتا ہے۔ اسی طرح مِئَةٌ (ایک سو) کو مِیَةٌ، فِئَةٌ کو فِیَةٌ اور لِئَلَّا کو لِیَلَّا پڑھا جاسکتا ہے اور بعض دوسری قراءتوں میں یہ لفظ اس طرح پڑھے بھی جاتے ہیں۔

64:10 اختیاری تبدیلی کا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ہمزہ متحرک ہو اور اس سے ماقبل ساکن واو (وْ) یا ساکن یاء (یْ) ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرف میں بدل کر دونوں کا ادغام کر سکتے ہیں۔ جیسے نَبَأَ سے فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت نَبِیْءٌ بنتی ہے اور بعض قراءتوں میں یہ لفظ اسی طرح پڑھا بھی جاتا ہے، جبکہ ہماری قراءت میں اس کو بدل کر نَبِیٌّ پڑھا جاتا ہے۔ یعنی

نَبِیْءٌ = نَبِیُّ = نَبِیٌّ۔

64:11 مذکورہ بالا قواعد کی مشق کے لیے آپ کو دیئے ہوئے لفظ کی صرف صغیر کرنی ہوگی۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم ذیل میں لفظ اَمِنَ کی ثلاثی مجرد اور باب افعال سے مختصر صرفِ صغیر[1] دے رہے ہیں۔ اس کی پہلی لائن میں لفظ کی اصلی شکل اور دوسری لائن میں تبدیل شدہ شکل دی گئی ہے۔ دوسری لائن میں جو اشارے دیئے گئے ہیں ان کی وضاحت درج ذیل ہے:-

(ل): لازمی تبدیلی۔

(ج): جائز یعنی اختیاری تبدیلی۔

(X): تبدیلی نہیں ہوگی۔

مختصر صرفِ صغیر

باب	ماضی	مضارع	فعل امر	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر
ثلاثی مجرد	اَمِنَ	یَاْمَنُ	اِئْمَنْ	اٰمِنٌ	مَاْمُوْنٌ	اَمْنٌ
	(X)	یَامَنُ (ج)	اِیْمَنْ (ل)	(X)	مَامُوْنٌ (ج)	(X)
باب افعال	ءَاْمَنَ	یُؤْمِنُ	ءَاْمِنْ	مُؤْمِنٌ	مُؤْمَنٌ	اِئْمَانٌ
	اٰمَنَ (ل)	یُوْمِنُ (ج)	اٰمِنْ (ل)	مُوْمِنٌ (ج)	مُوْمَنٌ (ج)	اِیْمَانٌ (ل)

مشق نمبر 62

ثلاثی مجرد اور ابواب مزید فیہ سے (باب انفعال کے سوا) لفظ "اَلِفَ" کی صرفِ صغیر اوپر دی گئی مثال کے مطابق کریں۔ یہ لفظ مختلف ابواب میں جن معانی میں استعمال ہوتا ہے وہ نیچے دیئے جا رہے ہیں:

[1] صرفِ صغیر کا مطلب ہے کسی مادّہ سے چھ افعال [ماضی (معروف و مجہول)، مضارع (معروف و مجہول)، امر و نہی] کا پہلا پہلا صیغہ بنانا اور چھ مشتق اسماء کا پہلا پہلا (واحد مذکر) کا صیغہ بنانا، اس طرح ہر مادّہ سے بارہ مشتق کلمات بنانے کی مشق ہو جاتی ہے، جسے ہم نے یہاں مختصر کر دیا ہے۔

اَلِفَ (س) اَلْفًا	مانوس ہونا، محبت کرنا	افعال	مانوس کرنا، خوگر بنانا
تفعیل	جمع کرنا، اکٹھا کرنا	مفاعلہ	باہم محبت کرنا، الفت کرنا
تفعّل	اکٹھا ہونا	تفاعل	اکٹھا ہونا
افتعال	متحد ہونا	استفعال	الفت چاہنا

باب	ماضی	مضارع	فعل امر	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر

مہموز (حصہ دوم)
(Hamza Verbs-2)

65:1 آپ نے گزشتہ سبق میں مہموز کے قواعد پڑھ لیے اور کچھ مشق بھی کرلی ہے۔ اب اس سبق میں مہموز کے متعلق کچھ مزید باتیں آپ نے سمجھنا ہیں جو قرآن فہمی کے لیے ضروری ہیں۔

65:2 مہموز الفاء کے تین افعال ایسے ہیں جن کا فعل امر قاعدے کے مطابق استعمال نہیں ہوتا، انہیں نوٹ کرلیں۔ أَمَرَ (ن) "حکم دینا"، أَكَلَ (ن) "کھانا" اور أَخَذَ (ن) "پکڑنا" کے فعل امر کی اصلی شکل بالترتیب أُؤْمُرْ، أُؤْكُلْ اور أُؤْخُذْ بنتی ہے، پھر قاعدے کے مطابق انہیں أُومُرْ، أُوكُلْ اور أُوخُذْ استعمال ہونا چاہئے تھا لیکن یہ خلافِ قاعدہ مُرْ، كُلْ اور خُذْ استعمال ہوتے ہیں۔

65:3 لفظ أَخَذَ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ باب افتعال میں بھی خلافِ قاعدہ استعمال ہوتا ہے جس میں اس کی اصلی شکل اِئْتَخَذَ، يَأْتَخِذُ، اِئْتِخَاذًا بنتی ہے جسے قواعد کے مطابق تبدیل ہو کر اِيْتَخَذَ، يَاتَخِذُ، اِيْتِخَاذًا ہونا چاہئے تھا، لیکن اہل زبان خاص اس فعل میں "ء" کو "ت" میں بدل کر افتعال والی "ت" میں ادغام کر دیتے ہیں۔ یعنی اِئْتَخَذَ سے اِتْتَخَذَ پھر اِتَّخَذَ۔ اسی طرح اس کا مضارع يَأْتَخِذُ سے يَتْتَخِذُ پھر يَتَّخِذُ اور مصدر اِئْتِخَاذٌ سے اِتْتِخَاذٌ پھر اِتِّخَاذٌ (پکڑنا، بنالینا) استعمال ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ مذکورہ تینوں افعال کے فعل امر حاضر کی بدلی ہوئی شکل مُرْ، كُلْ، خُذْ اور اِتَّخَذَ سے مختلف صیغے قرآن کریم میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔

65:4 مہموز العین میں ایک لفظ سَئَلَ کے متعلق بھی کچھ باتیں ذہن نشین کرلیں۔ اس کے مضارع کی اصلی شکل يَسْأَلُ بنتی ہے اور زیادہ تر یہی استعمال بھی ہوتی ہے۔ البتہ قرآن میں یہ بصورت "يَسْئَلُ" بھی لکھا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی اسے يَسَلُ بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ اسی طرح اس کے فعل امر کی اصلی شکل اِسْئَلْ بنتی ہے۔ یہ اگر جملہ کے درمیان میں آئے تو زیادہ تر اسی طرح استعمال ہوتی ہے، لیکن اگر جملہ کے شروع میں آئے تو پھر "سَلْ" استعمال کرتے ہیں جیسے سَلْ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ (البقرۃ:۲۱۱)۔

65:5 مہموز الفاء کے جن صیغوں میں فاء کلمہ کا ہمزہ اپنے ماقبل ہمزۃ الوصل کی حرکت کی بناء پر لازمی قاعدہ کے تحت "وْ" یا "یْ" میں تبدیل ہو جاتا ہے، ایسے صیغوں سے قبل اگر کوئی آگے ملانے والا حرف مثلاً "وَ"، "فَ" یا "ثُمَّ" وغیرہ آجائے تو بدلے ہوئے "وْ" یا "یْ" کی جگہ ہمزہ واپس آجاتا ہے اور ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے اور ہمزۃ الوصل صامت

ہو جاتا ہے بلکہ اکثر لکھنے میں بھی گرا دیا جاتا ہے۔ جیسے "ء م ر" سے باب **افتعال** میں فعل امر قاعدہ کے تحت **اِيْتَمِرْ** (مشورہ کرنا، سازش کرنا) بنا تھا، اسے "وَ" کے بعد **وَأْتَمِرْ** لکھا اور پڑھا جائے گا۔ اسی طرح **اَذِنَ** کا فعل امر **اِيْذَنْ** بنا تھا، یہ **فَأْذَنْ** ہو گا۔ ان دونوں مثالوں میں ہمزہ اصلیہ واپس آیا ہے اور ہمزۃ الوصل لکھنے میں گر گیا ہے۔ بلکہ ایسی صورت میں فعل امر "**مُرْ**" کا بھی ہمزہ اصلیہ لوٹ آتا ہے اور وہ **وَأْمُرْ** ہو جاتا ہے۔ لیکن **كُلْ** اور **خُذْ** کا ہمزہ اصلیہ نہیں لوٹتا اور ان کو **وَكُلْ** اور **وَخُذْ** ہی پڑھتے ہیں۔

65:6 ہمزۂ استفہام کے بعد اگر کوئی معرف باللّام اسم آجائے تو ایسی صورت میں ہمزۂ استفہام کو "مد" دے دیتے ہیں۔ جیسے **أَالرَّجُلُ** (کیا مرد) کو **آلرَّجُلُ** لکھا اور بولا جائے گا۔ اسی طرح **أَاللهُ** (کیا اللہ) کو **آللهُ**، **أَالذَّكَرَيْنِ** (کیا دو نر جانور) کو **آلذَّكَرَيْنِ** اور **أَالْآنَ** (کیا اب) کو عام عربی میں تو "**آلْآنَ**" مگر قرآن مجید میں "**آلْئٰنَ**" لکھتے ہیں۔

65:7 دوسری صورت یہ ہے کہ ہمزۂ استفہام کے بعد ہمزۃ الوصل سے شروع ہونے والا کوئی فعل آجائے، مثلاً باب **افتعال**، **استفعال** وغیرہ کا کوئی صیغہ، تو ایسی صورت میں صرف ہمزۂ استفہام پڑھا جاتا ہے اور ہمزۃ الوصل لکھنے اور پڑھنے دونوں میں گرا دیا جاتا ہے، جیسے **أَاتَّخَذْتُمْ** (کیا تم لوگوں نے بنالیا؟) کو **أَتَّخَذْتُمْ** لکھا اور بولا جائے گا۔ اسی طرح **أَاسْتَكْبَرْتَ** (کیا تو نے تکبر کیا؟) کو **أَسْتَكْبَرْتَ** اور **أَاسْتَغْفَرْتَ** (کیا تو نے بخشش مانگی؟) کو **أَسْتَغْفَرْتَ** لکھا اور بولا جائے گا۔

65:8 ہمزۂ استفہام کی مذکورہ بالا دونوں صورت حال کے متعلق یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اس پر لازمی تبدیلی والے قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اُس قاعدے کی دو شرائط ہیں جو مذکورہ صورت حال میں موجود نہیں ہیں۔ لازمی قاعدہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ ایک ہی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہوں جبکہ مذکورہ بالا صورت حال میں ہمزۂ استفہام متعلقہ لفظ کا حرف نہیں ہوتا، اس لیے یہ شرط پوری نہیں ہوتی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دوسرا ہمزہ ساکن ہو جبکہ مذکورہ بالا صورت حال میں ہمزۃ الوصل متحرک ہوتا ہے، اس لیے یہ شرط بھی پوری نہیں ہوتی۔ اسی لیے مذکورہ بالا تبدیلیوں کو الگ لکھا گیا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

اَمِنَ (س) اَمْنًا: امن میں ہونا اَمُنَ (ک) اَمَانَۃً: امانت دار ہونا (افعال): امن دینا، تصدیق کرنا	اَخَذَ (ن) اَخْذًا: پکڑنا (افتعال): بنالینا قَبِلَ (س) قُبُوْلًا: قبول کرنا
ء خ ر: ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا (تفعیل): پیچھے کرنا (تفعّل، استفعال): پیچھے رہنا آخَرُ: دوسرا آخِرٌ: آخری	اَذِنَ (س) اَذَنًا: کان لگا کر سننا، اجازت دینا (تفعیل): آگاہ کرنا، اذان دینا اَمَرَ (ن) اَمْرًا: حکم دینا (س، ک) اِمَارَۃً: حاکم ہونا عَدَلَ (ض) عَدْلًا: برابر کرنا عَدْلٌ: برابر کی چیز، مثل، انصاف

مشق نمبر 63

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں (i) مہموز اسماء وافعال تلاش کریں، (ii) ان کی اقسام، مادّہ اور صیغہ بتائیں اور (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

1. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (البقرۃ:۸)

____

____

2. يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا (البقرۃ:۳۵)

____

____

3. وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (البقرۃ:۴۸)

____

____

4. كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ (البقرة:٦٠)

5. وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (البقرة:١١٦)

6. فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (النساء:٨٩)

7. يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (النساء:١٣٦)

8. وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (الأنعام:١٢١)

9. فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (الأعراف:٤٤)

10. فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا (الأعراف:١٤٥)

11. وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ (الأعراف:٢٠٤)

12. لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ (الأنفال: ٦٣)

13. وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّیْ (التوبة: ٤٩)

14. وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ (الحجر: ٢٤)

15. مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ (الفرقان: ٥٧)

مضاعف

(Duplicated Verbs)

ادغام کے قاعدے

(Gemination Rules)

66:1 سبق نمبر 63 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مضاعف ایسے اسماء وافعال کو کہتے ہیں جن کے مادّے میں ایک ہی حرفِ صحیح دو دفعہ آجائے، یعنی "مِثْلَیْن" یکجا ہوں۔ ایسی صورت میں عام طور پر دونوں حروف کو ملا کر پڑھتے ہیں، یعنی "حَبَبَ" کے بجائے "حَبَّ" اور اسے "ادغام" کہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مثلین کا ادغام نہیں کیا جاتا بلکہ الگ الگ ہی پڑھتے ہیں جیسے مَدَدَ (مدد کرنا) اسے "فَکِّ ادغام" کہتے ہیں۔ اب ہمیں انہی کے متعلق قواعد کا مطالعہ کرنا ہے۔ چنانچہ اس سبق میں ہم ادغام کے قواعد سمجھیں گے اور ان شاء اللہ اگلے سبق میں فک ادغام کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

66:2 قواعد کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں واضح کرلیں کہ کسی مادّے میں مثلین کی موجودگی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ مادّہ کا فاء کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ جیسے قَلَقٌ (بے چینی)، ثُلُثٌ (ایک تہائی) وغیرہ۔ یہاں مثلین موجود تو ہیں لیکن مُلْحَق (ملے ہوئے) نہیں ہیں بلکہ ان کے درمیان ایک دوسرا حرف حائل ہے، اس لیے ان کے ادغام کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ اسی طرح پڑھے جاتے ہیں۔

66:3 مثلین کے ملحق ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی مادّہ کا فاء کلمہ اور عین کلمہ ایک ہی حرف ہوں، جیسے دَدَنٌ (کھیل تماشا)، بَبْرٌ (شیر) وغیرہ۔ ایسی صورت میں بھی ادغام نہیں کیا جاتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی مادّہ کا عین کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں، جیسے مَدَدٌ، شَقَقٌ وغیرہ۔ یہاں فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ادغام ہوگا یا فک ادغام ہوگا۔ چنانچہ جن قواعد کا ہم مطالعہ کرنے جارہے ہیں ان کے متعلق یہ بات نوٹ کرلیں کہ ان کا تعلق مضاعف کی صرف اس قسم سے ہے جہاں عین اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ مضاعف کی بقیہ اقسام کا ان قواعد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عین کلمہ کے حرف کے لیے ہم "مثلِ اوّل" اور لام کلمہ کی جگہ آنے والے اسی حرف کے لیے "مثلِ ثانی" کی اصطلاح استعمال کریں گے۔

66:4 ادغام کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثلِ اوّل ساکن ہے اور مثلِ ثانی متحرک ہے تو ان کا ادغام کردیتے ہیں، جیسے رَبْ بٌ سے رَبٌّ، سِ دْ دٌ سے سِدٌّ وغیرہ۔

66:5 ادغام کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثلِ اوّل اور مثلِ ثانی دونوں متحرک ہوں اور ان کا ماقبل بھی متحرک ہو تو مثلِ اوّل کی حرکت کو گرا کر اسے ساکن کر دیتے ہیں، پھر پہلے قاعدہ کے تحت ان کا ادغام ہو جاتا ہے، جیسے مَدَدُ سے مَدْدٌ اور پھر مَدٌّ ہو جائے گا۔ یہی مادّہ جب باب **افتعال** میں جائے گا تو اس کا ماضی و مضارع اصلاً اِمْتَدَدَ، یَمْتَدِدُ ہو گا، جو اس قاعدہ کے تحت پہلے اِمْتَدْدَ، یَمْتَدْدُ ہو گا پھر اِمْتَدَّ، یَمْتَدُّ ہو جائے گا۔

66:6 ادغام کا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثلِ اوّل اور مثلِ ثانی دونوں متحرک ہوں لیکن ان کا ماقبل ساکن ہو تو مثلِ اوّل کی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے خود اس کو ساکن کر دیتے ہیں، پھر پہلے قاعدہ کے تحت ان کا ادغام ہو جاتا ہے، جیسے مَدَدَ (ن) کا مضارع اصلاً یَمْدُدُ ہو گا، جو اس قاعدہ کے تحت یَمُدْدُ ہو گا اور پھر یَمُدُّ ہو جائے گا۔

66:7 مذکورہ بالا قواعد کی مشق کے لیے آپ کو دیئے ہوئے الفاظ کی مختصر صرفِ صغیر کرنی ہو گی۔ ذیل میں ہم مادّہ ش ق ق سے ثلاثی مجرد، باب **تفعیل** اور باب **مفاعلہ** کی مختصر صرفِ صغیر دے رہے ہیں۔ پہلی لائن میں اصلی شکل اور دوسری لائن میں تبدیل شدہ شکل دی گئی ہے۔ جہاں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے وہاں (X) کا نشان لگا دیا ہے۔ یہاں ہم نے صرفِ صغیر کے صرف پانچ صیغے لیے ہیں، کیونکہ فعل امر پر اگلے سبق میں بات ہو گی (ان شاء اللہ)۔

مختصر صرفِ صغیر

باب	ماضی	مضارع	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر
ثلاثی مجرد	شَقَقَ	يَشْقُقُ	شَاقِقٌ	مَشْقُوْقٌ	شَقْقٌ
	شَقَّ	يَشُقُّ	شَاقٌّ	(X)	شَقٌّ
باب تفعیل	شَقَّقَ	يُشَقِّقُ	مُشَقِّقٌ	مُشَقَّقٌ	تَشْقِيْقٌ
	(X)	(X)	(X)	(X)	(X)
باب مفاعلہ	شَاقَقَ	يُشَاقِقُ	مُشَاقِقٌ	مُشَاقَقٌ	مُشَاقَقَةٌ
	شَاقَّ	يُشَاقُّ	مُشَاقٌّ	مُشَاقٌّ	مُشَاقَّةٌ

نوٹ: باب مفاعلہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول کی استعمالی شکل یکساں ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

مَدَّ(ن)مَدًّا	کھینچنا	شَقَّ (ن) شَقًّا	پھاڑنا
مَدَدَ(ن)مَدَدًا	مدد کرنا	شَقَّ (ن) مَشَقَّةً	دشوار ہونا
(افعال)	مدد کرنا	(تفعیل)	چیرنا
(تفعیل)	پھیلانا	(مفاعلہ)	مخالفت کرنا
(مفاعلہ)	ٹال مٹول کرنا	(تفعّل)	پھٹ جانا
(تفعّل)	پھیلنا، کھنچ جانا	(تفاعل)	آپس میں عداوت رکھنا
(تفاعل)	مل کر کھینچنا، تاننا	(افتعال)	پھٹا ہوا ٹکڑا لینا
(افتعال)	دراز ہونا	(انفعال)	پھٹ جانا
(استفعال)	مدد مانگنا		

مشق نمبر 64

i) ثلاثی مجرد اور مزید فیہ سے (باب انفعال کے علاوہ) لفظ م د د کی اصلی اور استعمالی شکل کی صرفِ صغیر (فعل امر کے بغیر) کریں۔

ii) ابواب تفعّل، تفاعل، افتعال اور انفعال سے لفظ ش ق ق کی اصلی اور استعمالی شکل کی صرفِ صغیر (فعل امر کے بغیر) کریں۔

فک ادغام کے قاعدے

(Rules for No Gemination)

67:1 گزشتہ سبق میں ہم یہ بات نوٹ کر چکے ہیں کہ مضاعف کے جن قواعد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں ان کا تعلق مضاعف کی صرف اس قسم سے ہے جہاں عین کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ اب غور کریں کہ مضاعف کی اس قسم میں حروف کی حرکات یا سکون کے لحاظ سے صرف درج ذیل تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ چوتھی صورت کوئی نہیں ہو سکتی:

i) پہلی صورت: مثلِ اوّل ساکن + مثلِ ثانی متحرک (ـْ + ـِـُ)

ii) دوسری صورت: مثلِ اوّل متحرک + مثلِ ثانی متحرک (ـِـُ + ـِـُ)

iii) تیسری صورت: مثلِ اوّل متحرک + مثلِ ثانی ساکن (ـِـُ + ـْ)

پہلی دو صورتوں کے متعلق ادغام کے قواعد ہم گزشتہ سبق میں پڑھ چکے ہیں۔ اِس سبق میں اب ہم تیسری صورت کے متعلق قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

67:2 کسی مضاعف میں اگر مثلِ اوّل متحرک اور مثلِ ثانی "ساکن" ہو تو فک ادغام لازم ہوتا ہے، یعنی ایسی صورت میں ادغام ممنوع ہوتا ہے، مثلاً **فَعَلْتَ** کے وزن پر **مَدَدَ** سے **مَدَدْتَ** اور **شَقَقَ** سے **شَقَقْتَ** اپنی اصلی شکل میں ہی بولا اور لکھا جائے گا۔

67:3 اب آگے بڑھنے سے قبل مذکورہ بالا تیسری صورت کے متعلق کچھ باتیں ذہن میں واضح کر لیں۔ فعل ماضی کی گردان کے چودہ صیغوں پر اگر آپ غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے پہلے پانچ صیغوں میں لام کلمہ متحرک رہتا ہے، جبکہ چھٹے صیغے سے آخر تک لام کلمہ ساکن ہوتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ فک ادغام کے مذکورہ بالا قاعدہ کا اطلاق بالعموم کہاں ہو گا۔ فعل مضارع کے دو صیغوں جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر میں بھی مذکورہ بالا قاعدہ کا اطلاق ہو گا۔

67:4 تیسری صورت کے واقع ہونے کی ایک وجہ اور بھی ہوتی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی وجہ سے مضارع کو جب مجزوم کرنا ہوتا ہے تو اس کے لام کلمہ پر علامتِ سکون لگا دیتے ہیں۔ گویا اس وقت بھی مضاعف میں صورت یہی بن جاتی ہے کہ اس کا مثلِ اوّل متحرک اور مثلِ ثانی ساکن ہوتا ہے۔ فک ادغام کے اگلے قاعدہ کا تعلق اسی صورتحال سے ہے۔

67:5 کسی مضاعف میں اگر مثلِ اوّل متحرک اور مثلِ ثانی "مجزوم ہونے کی وجہ سے ساکن" ہو تو ادغام اور فک ادغام دونوں

جائز ہیں۔ مثلاً مَدَّ کا مضارع اصلاً یَمْدُدُ ہے۔ اس سے فعل امر اُمْدُدْ بنتا ہے۔ اس کا اس طرح استعمال بھی درست ہے۔

67:6 مَدَّ کے ادغام شدہ مضارع یَمْدُدُ (یَمُدُّ) سے جب فعل امر بناتے ہیں تو علامتِ مضارع گرانے کے بعد مُدُدُ بنتا ہے۔ پھر لام کلمہ کو مجزوم کرتے ہیں تو اس کی شکل مُدُدْ بنتی ہے جس کو پڑھ نہیں سکتے۔ پڑھنے کے لیے لام کلمہ کو کوئی حرکت دینی پڑتی ہے۔ اصول یہ ہے کہ ماقبل اگر ضمہ (ـُ) ہو تو لام کلمہ کو کوئی بھی حرکت دی جا سکتی ہے، یعنی فعل امر مُدُّ، مُدَّ اور مُدِّ تینوں شکلوں میں درست ہے۔ لیکن اگر ماقبل فتحہ (ـَ) یا کسرہ (ـِ) ہو تو لام کلمہ کو ضمہ نہیں دے سکتے، البتہ فتحہ یا کسرہ میں سے کوئی بھی حرکت دی جا سکتی ہے۔ مثلاً فَرَّ یَفِرُّ سے اِفْرِرْ یا فِرِّ یا فِرَّ اور مَسَّ یَمَسُّ سے اِمْسَسْ یا مَسَّ بنے گا۔

67:7 یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اکثر ایک لفظ کے ایک سے زیادہ معانی ہوتے ہیں۔ ایسا ان الفاظ میں بھی ممکن ہے جو مضاعف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں عام طور پر ایک معنی دینے والے اسم کو ادغام کے ساتھ اور دوسرے معنی دینے والے اسم کو ادغام کے بغیر استعمال کرتے ہیں، مثلاً مَدٌّ (کھینچنا) اور مَدَدٌ (مدد کرنا)، قَصٌّ (کاٹنا یا کترنا) اور قَصَصٌ (قصہ بیان کرنا)، سَبٌّ (گالی) اور سَبَبٌ (سبب) وغیرہ۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ مضاعف ثلاثی مجرد کے باب فَتَحَ اور حَسِبَ سے استعمال نہیں ہوتا، جبکہ مزید فیہ کے تمام ابواب سے استعمال ہو سکتا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

ضَلَّ (ض) ضَلَالًا، ضَلَالَةً: گمراہ ہونا (افعال): گمراہ کرنا، ہلاک کرنا	عَزَّ (ض) عِزًّا: قوی ہونا، دشوار ہونا، باعزت ہونا (افعال): عزت دینا
ذَلَّ (ض) ذِلَّةً: نرم ہونا، خوار و رسوا ہونا (افعال + تفعیل): خوار و رسوا کرنا ذُلٌّ: نرمی، تواضع ذِلٌّ: تابعداری، ذلت، مہربانی	عَدَّ (ن) عَدًّا: شمار کرنا، گننا (افعال): تیار کرنا عَدَدٌ: گنتی عِدَّةٌ: چند، تعداد
ظَلَّ (س) ظَلًّا: سایہ دار ہونا (تفعیل): سایہ کرنا ظِلٌّ: سایہ	حَبَّ (ض) حُبًّا: محبت کرنا (افعال): محبت کرنا حَبَّةٌ: دانہ

رَدَّ (ن) رَدًّا: واپس کرنا، لوٹانا (افتعال): اپنے قدموں پر لوٹنا، الٹے پاؤں واپس ہونا	حَجَّ (ن) حَجًّا: دلیل میں غالب آنا، قصد کرنا (مفاعلہ): دلیل بازی کرنا، جھگڑا کرنا حُجَّةٌ: دلیل
ضَرَّ (ن) ضَرًّا: تکلیف دینا، مجبور کرنا ضُرٌّ: نقصان، سختی	تَبِعَ (س) تَبَعًا: کسی کے ساتھ یا پیچھے چلنا (افتعال): نقش قدم پر چلنا، پیروی کرنا
فَرَّ (ض) فِرَارًا: بھاگنا، دوڑنا	مَسَّ (س) مَسًّا: چھونا
کَشَفَ (ض) کَشْفًا: ظاہر کرنا، کھولنا	دَبَرَ (ن) دَبْرًا: پیچھے پھرنا دُبُرٌ (ج اَدْبَارٌ): کسی چیز کا پچھلا حصہ، پیٹھ

مشق نمبر 65 (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی صرفِ صغیر کریں اور فعل امر کی تمام ممکن صورتیں لکھیں۔

1. ضَلَّ (ض)　2. ظَلَّ (س)　3. عَدَّ (ن)

مشق نمبر 65 (ب)

مندرجہ ذیل اسماء و افعال کی اقسام، مادّہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

1. ضَلَلْتُ　2. تَعُدُّوْنَ　3. ظَلَّلْنَا

4. اَضِلُّ　5. فَرَرْتُمْ　6. ظِلَّ

7. ضَارٌّ　8. فِرُّوْا　9. مُضِلٌّ

10. تَشَقَّقُ　11. اَظُنُّ　12. ضَالٌّ

13. تُرِدُّوْنَ | 14. اَعَدَّ | 15. شَاقُّوْا

16. تُحَاجُّوْنَ | 17. اَضَلُّوْا | 18. اُعِدَّتْ

19. شِقَاقٌ | 20. تُعِزُّ | 21. حُجَّةٌ

نوٹ: اسماء وافعال کی اقسام سے مراد یہ ہے کہ اگر اسم ہے تو اسماء کی چھ میں سے کون سی قسم ہے؟ اگر فعل ہے تو اس کی چھ میں سے کون سی قسم ہے؟

مشق نمبر 65 (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

1. وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرة:۱۰۲)

2. وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرة:۱۸۵)

3. وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (آل عمران:۲٦)

4. قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران:۳۱)

5. لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء:۱٦۵)

6. وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ (المائدة:۲۱)

7. وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا (المائدة:۷۷)

8. وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ (الأنعام:۱۷)

9. وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ (الأنعام:۸۰)

10. اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ (التوبة:۸۹)

11. فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (يونس:۱۰۷)

12. وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ (الرعد:۳)

13. وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ (الفرقان:۲۵)

14. اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (الفرقان:۴۵)

15. وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ (الحجرات:۷)

16. فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ (الذاريات:۵۰)

ہم مخرج اور قریب المخرج حروف کے قواعد

(Rules for Similar and Identical Articulation Letters)

68:1 گزشتہ دو اسباق میں ہم نے ادغام اور فک ادغام کے جن قواعد کا مطالعہ کیا ہے ان کا تعلق "مثلین" سے تھا، یعنی جب ایک ہی حرف دو مرتبہ آجائے۔ اب ہمیں تین مزید قواعد کا مطالعہ کرنا ہے جن کا تعلق ہم مخرج اور قریب المخرج حروف سے ہے۔ لیکن ان قواعد کا دائرہ بہت محدود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے دو قاعدوں کا تعلق صرف بابِ **افتعال** سے ہے جبکہ تیسرے قاعدہ کا تعلق صرف بابِ **تفعّل** اور بابِ **تفاعل** سے ہے۔ نیز یہ کہ متعلقہ حروف گنتی کے چند حروف ہیں جو آسانی سے یاد ہو جاتے ہیں۔

68:2 **پہلا قاعدہ** یہ ہے کہ بابِ **افتعال** کا فاء کلمہ اگر د، ذ یا ز میں سے کوئی حرف ہو تو بابِ **افتعال** کی "ت" تبدیل ہو کر وہی حرف بن جاتی ہے جو فاء کلمہ پر ہے، پھر اس پر ادغام کے قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً **دَخَلَ** بابِ **افتعال** میں **اِدْتَخَلَ** ہوگا، پھر جب "ت" تبدیل ہو کر "د" بنے گی تو یہ **اِدْدَخَلَ** بنے گا، پھر ادغام کے قاعدے کے تحت **اِدَّخَلَ** ہو جائے گا۔ اِسی طرح سے **ذَكَرَ** سے **اِذْتَكَرَ**، پھر **اِذْذَكَرَ** اور بالآخر **اِذَّكَرَ** ہو جائے گا۔

68:3 **دوسرا قاعدہ** یہ ہے کہ بابِ **افتعال** کا فاء کلمہ اگر ص، ض، ط، ظ میں سے کوئی حرف ہو تو بابِ **افتعال** کی "ت" تبدیل ہو کر "ط" بن جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ادغام کی ضرورت نہیں پڑتی، اِلَّا یہ کہ فاء کلمہ بھی "ط" ہو۔ مثلاً **صَبَرَ** بابِ **افتعال** میں **اِصْتَبَرَ** بنتا ہے لیکن **اِصْطَبَرَ** استعمال ہوتا ہے، اسی طرح **ضَرَّ** بابِ **افتعال** میں **اِضْتَرَّ** کے بجائے **اِضْطَرَّ** اور **طَلَعَ** سے **اِطْتَلَعَ** کے بجائے **اِطْطَلَعَ** اور پھر **اِطَّلَعَ** استعمال ہوتا ہے۔

68:4 تیسرے قاعدے کا تعلق دس (10) حروف سے ہے۔ پہلے ان حروف کو یاد کرنے کی ترکیب سمجھ لیں، پھر قاعدہ سمجھیں گے۔ ایک کاغذ پر د، ذ سے لے کر ط، ظ تک حروفِ تہجی ترتیب وار لکھ لیں۔ پھر ان میں سے حرف "ر" کو حذف کر دیں اور شروع میں "ث" کا اضافہ کر لیں۔ اس طرح مندرجہ ذیل حروف آپ کو آسانی سے یاد ہو جائیں گے:

ث د ذ ز س ش ص ض ط ظ

68:5 **تیسرا قاعدہ** یہ ہے کہ بابِ **تفعّل** یا بابِ **تفاعل** کے فاء کلمہ پر اگر مذکورہ بالا حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو ان ابواب کی "ت" تبدیل ہو کر وہی حرف بن جاتی ہے جو فاء کلمہ پر آیا ہے، اس کے بعد ان پر ادغام کے قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔

ذیل میں ہم دونوں ابواب کی الگ الگ مثال دے رہے ہیں تاکہ آپ تبدیلی کے ہر مرحلہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

68:6 ذَكَرَ سے بابِ تفعّل میں تَذَكَّرَ بنتا ہے۔ پھر جب " ت " تبدیل ہو کر " ذ " بنے گی تو یہ ذَذَكَّرَ ہو جائے گا۔ اب مثلین یکجا ہیں اور دونوں متحرک ہیں، چنانچہ ادغام کے قاعدہ کے تحت مثلِ اوّل کو ساکن کریں گے تو یہ ذْذَكَّرَ بنے گا جو پڑھا نہیں جاسکتا۔ اس لیے اس سے قبل ہمزۃ الوصل لگائیں گے تو یہ اِذْذَكَّرَ ہو گا اور پھر اِذَّكَّرَ ہو جائے گا۔ یہ بات ضروری ہے کہ بابِ افتعال میں اِذَّكَرَ اور بابِ تفعّل میں اِذَّكَّرَ کے فرق کو اچھی طرح نوٹ کر لیں۔

68:7 اسی طرح ثَقَلَ باب تفاعل میں تَثَاقَلَ بنتا ہے۔ جب " ت " تبدیل ہو کر " ث " بنے گی تو یہ ثَثَاقَلَ بنے گا۔ پھر مثلِ اوّل کو ساکن کر کے ہمزۃ الوصل لگائیں گے تو یہ اِثْثَاقَلَ اور پھر اِثَّاقَلَ ہو جائے گا۔

68:8 اب یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ مذکورہ بالا تیسرا قاعدہ اختیاری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باب تفعّل اور باب تفاعل میں مذکورہ حروف سے شروع ہونے والے الفاظ تبدیلی کے بغیر اور تبدیل شدہ شکل دونوں طرح استعمال ہو سکتے ہیں۔ یعنی تَذَكَّرَ بھی درست ہے اور اِذَّكَّرَ بھی درست ہے۔ اسی طرح تَثَاقَلَ بھی درست ہے اور اِثَّاقَلَ بھی درست ہے۔

68:9 یہ بھی نوٹ کر لیں کہ باب تفعّل اور تفاعل کے فعلِ مضارع کے جن صیغوں میں دو " ت " یکجا ہو جاتی ہیں وہاں ایک " ت " کو گرا دینا جائز ہے، مثلاً تَتَذَكَّرُ اور تَذَكَّرُ دونوں درست ہیں۔ گزشتہ سبق کی مشق میں آپ نے تَشَقَّقُ پڑھا تھا جو کہ اصل میں تَتَشَقَّقُ تھا۔

ذخیرۂ الفاظ

ذَكَرَ (ن) ذِكْرًا : یاد کرنا (افعال، تفعیل): یاد کرانا، یاد دلانا (تفعّل): کوشش کر کے یاد کرنا، نصیحت حاصل کرنا	دَرَءَ (ف) دَرْءًا: زور سے دھکیلنا، ہٹانا (تفاعل): بات کو ایک دوسرے پر ڈالنا
سَبَقَ (ن، ض) سَبْقًا: آگے بڑھنا (افتعال): اہتمام سے آگے بڑھنا (مفاعلہ): آگے بڑھنے میں مقابلہ کرنا	صَدَقَ (ن) صِدْقًا: سچ بولنا، بے لوث نصیحت کرنا (تفعّل): بدلہ کی خواہش کے بغیر دینا، خیرات دینا
	صَنَعَ (ف) صَنْعًا: بنانا

	(افتعال): بنانے کا حکم دینا، چن لینا
صَبَرَ (ض) صَبْرًا: برداشت کرنا، رکے رہنا (افتعال): اہتمام سے ڈٹے رہنا	ضَرَّ (ن) ضَرًّا: تکلیف دینا، مجبور کرنا (افتعال): مجبور کرنا
زَمَلَ (ن، ض) زَمْلاً: ایک جانب جھکے ہوئے دوڑنا (تفعّل): لپٹنا	دَثَرَ (ن) دُثُوْرًا: مٹنے لگنا، بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونا (تفعّل): اوڑھنا
طَهَرَ (ف) طَهْرًا: گندگی دور کرنا (ن، ک) طُهْرًا، طَهَارَةً: پاک ہونا (تفعیل): دھونا، پاک کرنا (تفعّل): کوشش کرکے اپنی گندگی دور کرنا، پاک ہونا	اَدْرَكَ (افعال): کسی چیز کی غایت کو پہنچنا، بات کو پالینا (تفاعل): لاحق ہونا

مشق نمبر 66 (الف)

مندرجہ ذیل مادّوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ صغیر کریں:

1. د خ ل (افتعال)
2. ص د ق (تفعّل)
3. س ء ل (تفاعل)
4. ض ر ر (افتعال)
5. ط ھ ر (تفعّل)
6. د ر ک (تفاعل)

مشق نمبر 66 (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادّہ، باب اور صیغہ بتائیں:

1. یَذَّکَّرُ
2. یَتَذَکَّرُ
3. تَدَارَكَ

______ ______ ______

4. اِدَّرَكَ
5. نَسْتَبِقُ
6. مُدَّخَلاً

______ ______ ______

7. اِصْطَبِرْ
8. مُطَّهَّرَةٌ
9. اِدَّرَئْتُمْ

______ ______ ______

10. مُتَطَهِّرِيْنَ	11. تَصَدَّقَ	12. اِثَّاقَلْتُمْ
13. لَنَصَّدَّقَنَّ	14. يَتَطَهَّرُوْنَ	15. مُطَّهِّرِيْنَ
16. يَتَسَآءَلُوْنَ	17. اِصْطَنَعْتُ	18. مُصَّدِّقُوْنَ
19. مُتَصَدِّقَاتٌ	20. اَلْمُزَّمِّلُ	21. اَلْمُدَّثِّرُ
22. يَشَّقَّقُ	23. اِضْطَرَّ	

مشق نمبر 66 (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں:

1. كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (الأعراف:٥٧)

2. يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى (النازعات:٣٥)

3. حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا (الأعراف:٣٨)

4. اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا (يوسف:١٧)

5. فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ (مريم:٦٥)

6. وَلَهُمْ فِيهَآ أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (البقرة:٢٥)

---

7. وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيهَا (البقرة:٧٢)

---

8. إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوّٰبِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرة:٢٢٢)

---

9. فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ (المائدة:٤٥)

---

10. مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ (التوبة:٣٨)

---

11. لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (التوبة:٧٥)

---

12. فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (التوبة:١٠٨)

---

13. وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ (طٰہٰ:٤١)

---

14. إِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَأَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ (الحديد:١٨)

---

15. يٰأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (المزمل:١)

---

16. يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (المدّثر:۱)

17. ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ (البقرة:۱۲۶)

18. يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ (الفرقان:۲۵)

مثال

(Assimilated Verbs)

69:1 پیراگراف 63:7 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی فعل کے فاء کلمہ کی جگہ اگر کوئی حرفِ علت یعنی "و" یا "ی" آجائے تو اسے مثال کہتے ہیں۔ اب آپ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ فاء کلمہ کی جگہ اگر "و" ہو تو اسے مثالِ واوی اور اگر "ی" ہو تو اسے مثالِ یائی کہتے ہیں۔ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم مثال میں ہونے والی تبدیلیوں کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

69:2 مثال میں ثلاثی مجرد سے فعل ماضی (معروف اور مجہول) دونوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ البتہ مزید فیہ سے ماضی کے چند ایک صیغوں میں تبدیلی ہوتی ہے اور مثالِ یائی میں مثالِ واوی کی نسبت کم تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ بہر حال جو بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں ان میں سے زیادہ تر مندرجہ ذیل قواعد کے تحت ہوتی ہیں۔

69:3 مثالِ واوی میں ثلاثی مجرد کے فعلِ مضارع معروف میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کا **قاعدہ** یہ ہے کہ مثالِ واوی اگر باب **فَتَحَ**، **ضَرَبَ** یا **حَسِبَ** سے ہو تو اس کے مضارع معروف میں "و" گر جاتا ہے لیکن اگر باب **سَمِعَ** یا **کَرُمَ** سے ہو تو "و" برقرار رہتا ہے۔ جبکہ باب **نَصَرَ** سے مثال (واوی یا یائی) کا کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً **وَهَبَ** (ف) "عطا کرنا" کا مضارع **يَوْهَبُ** کے بجائے **يَهَبُ**، **وَعَدَ** (ض) "وعدہ کرنا" کا مضارع **يَوْعِدُ** کے بجائے **يَعِدُ** اور **وَرِثَ** (ح) "وارث ہونا" کا مضارع **يَوْرِثُ** کے بجائے **يَرِثُ** ہوگا۔ اس کے بر خلاف **وَجِلَ** (س) "ڈر لگنا" کا مضارع **يَوْجَلُ** ہی ہوگا۔ اسی طرح **وَحُدَ** (ک) "اکیلا ہونا" کا مضارع **يَوْحُدُ** ہی ہوگا۔

69:4 باب **سَمِعَ** کے دو الفاظ خلافِ قاعدہ استعمال ہوتے ہیں اور یہ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں لہٰذا ان کو یاد کر لیجیے۔ **وَسِعَ** (س) "پھیل جانا، وسیع ہونا"۔ اس کا مضارع قاعدہ کے لحاظ سے **يَوْسَعُ** ہونا چاہئے تھا لیکن یہ **يَسَعُ** استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح **وَطِئَ** (س) "روندنا" کا مضارع **يَوْطَؤُ** کے بجائے **يَطَؤُ** استعمال ہوتا ہے۔

69:5 یہ بات یاد رکھیں کہ مضارع مجہول میں گرا ہوا "و" واپس آجاتا ہے مثلاً **يَهَبُ** کا مجہول **يُفْعَلُ** کے وزن پر **يُوْهَبُ**، **يَعِدُ** کا **يُوْعَدُ** اور **يَرِثُ** کا **يُوْرَثُ** ہوگا۔

69:6 **دوسرا قاعدہ** جو مثال میں استعمال ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ واو ساکن (وْ) کے ماقبل اگر کسرہ (ـِ) ہو تو "و" کو "ی" میں بدل دیتے ہیں یعنی ـِ وْ = ـِ یْ اور اگر یاء ساکن (یْ) کے ماقبل ضمہ (ـُ) ہو تو "ی" کو "و" میں بدل دیتے ہیں

یعنی ـُیْ = ـُوْ۔ مثلاً یَوْجَلُ کا فعلِ امر اِوْجَلْ بنتا ہے جو اِس قاعدہ کے تحت اِیْجَلْ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یَقُظَ (ک) "بیدار ہونا" سے بابِ افعال میں اَیْقَظَ، یُیْقِظُ بنتا ہے لیکن اس کا مضارع اِس قاعدہ کے تحت تبدیل ہو کر یُوْقِظُ ہو جاتا ہے۔

69:7 **تیسرے قاعدے** کا تعلق صرف باب **افتعال** سے ہے اور وہ یہ ہے کہ باب **افتعال** میں مثال کے فاء کلمہ کے "و" یا "ی" کو "ت" میں تبدیل کر کے افتعال کی "ت" میں مدغم کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات نوٹ کر لیں کہ "و" کو تبدیل کرنا لازمی ہے جبکہ "ی" کی تبدیلی اختیاری ہے۔ مثلاً وَصَلَ باب **افتعال** میں اِوْتَصَلَ بنتا ہے جو اِس قاعدہ کے تحت اِتْتَصَلَ اور پھر اِتَّصَلَ ہو جائے گا۔ جبکہ یَسَرَ باب **افتعال** میں اِیْتَسَرَ بھی استعمال ہوتا ہے اور اِتَّسَرَ بھی۔

69:8 آپ کو یاد ہو گا کہ مہموز الفاء میں صرف ایک فعل یعنی اَخَذَ کا ہمزہ باب **افتعال** میں تبدیل ہو کر "ت" بنتا ہے مگر مثالِ واوی سے باب **افتعال** میں آنے والے تمام افعال میں "و" کی "ت" میں تبدیلی لازمی ہے۔ خیال رہے کہ مثالِ واوی سے باب **افتعال** میں آنے والے افعال کی تعداد زیادہ ہے، جبکہ مثالِ یائی سے باب **افتعال** میں کل تین چار افعال آتے ہیں۔ یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ باب **افتعال** کے مذکورہ قاعدہ کا اطلاق پوری صرفِ صغیر پر ہوتا ہے۔ مثلاً اِوْتَصَلَ سے اِتَّصَلَ، یَوْتَصِلُ سے یَتَّصِلُ، اِوْتَصِلْ سے اِتَّصِلْ، مُوْتَصِلٌ سے مُتَّصِلٌ، مُوْتَصَلٌ سے مُتَّصَلٌ اور اِوْتِصَالٌ سے اِتِّصَالٌ۔

69:9 مثالِ واوی سے فعلِ مضارع میں جن افعال کا "و" گر جاتا ہے، ان کے مصدر اگر فَعْلٌ یا فِعْلٌ کے وزن پر آئیں تو بعض دفعہ یہ مصدر صحیح وزن پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ان میں تبدیلی ہوتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ مصدر کا فاء کلمہ یعنی "و" گرا دیتے ہیں۔ اب ساکن عین کلمہ کو عموماً کسرہ دیتے ہیں، البتہ اگر مضارع مفتوح العین ہو تو فتحہ بھی دے سکتے ہیں۔ آخر میں لام کلمہ کے آگے "ۃ" کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ اس طرح تبدیل شدہ مصدر عَلَةٌ یا عِلَةٌ کے وزن پر آتا ہے مثلاً:

وَسِعَ یَسَعُ (پھیل جانا) سے وَسْعٌ اور سَعَةٌ

وَصَلَ یَصِلُ (جوڑنا، ملانا) سے وَصْلٌ اور صِلَةٌ

وَهَبَ یَهَبُ (عطا کرنا) سے وَهْبٌ اور هِبَةٌ

وَصَفَ يَصِفُ (کیفیت بتانا) سے وَصْفٌ اور صِفَةٌ وغیرہ

69:10 مثالِ واوی میں ایسے افعال کی تعداد زیادہ ہے جن کے مصادر صحیح وزن (فَعْلٌ یا فِعْلٌ) اور تبدیل شدہ وزن (عَلَةٌ یا عِلَةٌ) دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم مثالِ واوی کے کچھ افعال ایسے بھی ہیں جن کا مصدر صرف صحیح وزن پر استعمال ہوتا ہے مثلاً وَقَعَ (ف) "واقع ہونا" کا مصدر صرف وَقْعٌ اور وَهَنَ (ض) "کمزور یا ہلکا ہونا" کا مصدر صرف وَهْنٌ ہی آتا ہے، جبکہ کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن کے مصدر صحیح وزن پر استعمال نہیں ہوتے بلکہ صرف تبدیل شدہ وزن پر ہی آتے ہیں جیسے وَثِقَ (ح) "بھروسہ کرنا" کا مصدر صرف ثِقَةٌ ہی استعمال ہوتا ہے۔

69:11 مثالِ واوی کے چند اور الفاظ قرآنِ کریم میں قواعد سے ہٹ کر استعمال ہوئے ہیں۔ آپ انہیں یاد کرلیں۔ وَسِنَ (س) "اونگھنا" کا مضارع يَوْسَنُ بنتا ہے۔ اس میں "و" نہیں گرا لیکن اس کا مصدر سِنَةٌ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح وُقِّتَتْ اور وَحَدٌ کا "و" ہمزہ میں تبدیل کرکے أُقِّتَتْ اور أَحَدٌ استعمال کیا گیا ہے۔

69:12 یہ بھی نوٹ کرلیں کہ مثال کا فعل امر اس کے مضارع کی استعمالی شکل سے قاعدے کے مطابق بنتا ہے، مثلاً وَهَبَ کا مضارع يَهَبُ استعمال ہوتا ہے۔ فعل امر بنانے کے لیے علامتِ مضارع گرائیں گے تو پہلا حرف متحرک ہے، اس لیے ہمزۃ الوصل کی ضرورت نہیں ہے، صرف لام کلمہ کو مجزوم کریں گے تو فعل امر هَبْ بنے گا۔ وَسُمَ (ک) "خوبصورت ہونا" کا مضارع يَوْسُمُ ہے۔ اس سے فعل امر بنانے کے لیے ہمزۃ الوصل لگا کر لام کلمہ مجزوم کریں گے تو فعل امر أُوْسُمْ بنے گا۔

ذخیرۂ الفاظ

وَكَلَ (ض) وَكْلًا: سپرد کرنا (تفعّل) لَهٗ: کامیابی کا ضامن ہونا، (تفعّل) عَلَيْهِ: کامیابی کے لیے بھروسہ کرنا	عَرَضَ (ض) عَرْضًا: پیش کرنا (ن) عَرْضًا: کسی چیز کے کنارے میں جانا عَرُضَ (ك) عَرَاضَةً: چوڑا ہونا (افعال): منہ موڑنا، اعراض کرنا
وَلَجَ (ض) وُلُوْجًا، لِجَةً: داخل ہونا (افعال): داخل کرنا	وَزَرَ (ض) وِزْرًا، زِرَةً: بوجھ اٹھانا وِزْرٌ (ج أَوْزَارٌ): بوجھ

يَقِنَ(س)يَقْنًا: واضح اور ثابت ہونا (افعال): یقین کرنا	يَسَرَ(ض)يَسْرًا: سہل و آسان ہونا (تفعیل): سہل و آسان کرنا
وَرِثَ(ح)وِرْثًا، رِثَةً: وارث ہونا (افعال): وارث بنانا	وَدَعَ(ف)وَدْعًا، دِعَةً: کسی چیز کو چھوڑ دینا (استفعال): بطورِ امانت رکھنا
وَعَظَ(ض)وَعْظًا، عِظَةً: نصیحت کرنا	وَذَرَ(ف)وَذْرًا: چھوڑنا
وَجَدَ(ض)وَجْدًا، جِدَةً: پانا	وَعَدَ(ض)وَعْدًا، عِدَةً: وعدہ کرنا
وَضَعَ(ف) وَضْعًا، ضَعَةً: رکھنا، بچہ جننا	وَقَعَ(ف)وُقُوْعًا: گرنا، واقع ہونا
وَزَنَ(ض)وَزْنًا، زِنَةً: تولنا، وزن کرنا	وَجِلَ(س)وَجْلاً: خوف محسوس کرنا، ڈرنا
شَرَحَ(ف) شَرْحًا: پھیلانا، کشادہ کرنا، بات کے مطالب کھولنا	وَصَلَ(ض)وَصْلًا، صِلَةً: جوڑنا، ملانا

مشق نمبر 67 (الف)

مندرجہ ذیل مادّوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ صغیر کریں:

1. و ض ع(ف)
2. و ج د (ض)
3. و ج ل(س)
4. ی ق ن (افعال)
5. و ک ل(تفعّل)
6. و ک ء (تفعّل)
7. و د ع(استفعال)

مشق نمبر 67 (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں:

1. فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ (البقرۃ:۱۹۶)

---

2. اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ (البقرة:٢٦٨)

---

3. فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى (آلِ عمران:٣٦)

---

4. فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آلِ عمران:١٥٩)

---

5. فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ (النساء:٦٣)

---

6. وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (النساء:٦٦)

---

7. وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ (الانعام:٣١)

---

8. وَالْوَزْنُ يَوْمَىِٕذِ ِۨ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف:٨)

---

9. قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا (الاعراف:٤٤)

---

10. وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (المائدة:٥٠)

---

11. وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (الانعام:١٦٤)

12. وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ (التوبة:٨٦)

13. عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (يوسف:٦٧)

14. وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (الحجر:٢٩)

15. قَالُوْا لَا تَوْجَلْ (الحجر:٥٣)

16. رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ (طٰه:٢٥-٢٦)

17. اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ (المؤمنون:١١)

18. اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ (لقمٰن:٢٩)

19. وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ (حٰمٓ السجدة:٥٣)

20. وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ (الرحمٰن:٧)

اجوف ـــــ (حصّہ اوّل)
(Hollow Verbs-1)

70:1 سبق نمبر 63 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے عین کلمہ کی جگہ کوئی حرفِ علت "و" یا "ی" آجائے تو اسے "اجوف" کہتے ہیں۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عین کلمہ کی جگہ اگر "و" ہو تو اسے اجوفِ واوی اور اگر "ی" ہو تو اسے اجوفِ یائی کہتے ہیں۔ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم اجوف میں ہونے والی تبدیلیوں کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

70:2 اجوف کا **قاعدہ نمبر 1** یہ ہے کہ حرفِ علت ("و" یا "ی") اگر متحرک ہو اور اس کے ماقبل فتحہ (ـَ) ہو تو حرفِ علت کو الف میں تبدیل کر دیتے ہیں جیسے **قَوَلَ** سے **قَالَ** (اس نے کہا)، **بَيَعَ** سے **بَاعَ** (اس نے سودا کیا)، **نَيِلَ** سے **نَالَ** (اس نے پایا)، **خَوِفَ** سے **خَافَ** (وہ ڈرا) اور **طَوُلَ** سے **طَالَ** (وہ لمبا ہوا) وغیرہ۔

70:3 اجوف کا **قاعدہ نمبر 2** یہ ہے کہ حرفِ علت ("و" یا "ی") اگر متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو حرفِ علت اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے خود حرکت کے موافق حرفِ علت میں تبدیل ہو جاتا ہے، جیسے **خَوِفَ** (س) کا مضارع **يَخْوَفُ** بنتا ہے۔ اس میں حرفِ علت متحرک اور ماقبل ساکن ہے، اس لیے پہلے یہ **يَخَوْفُ** ہوگا اور پھر **يَخَافُ** ہو جائے گا۔ اسی طرح **قَوَلَ** (ن) کا مضارع **يَقْوُلُ** پہلے **يَقُوْلُ** ہوگا اور پھر **يَقُوْلُ** ہی رہے گا۔ **بَيَعَ** (ض) کا مضارع **يَبْيِعُ** پہلے **يَبِيْعُ** ہوگا اور پھر **يَبِيْعُ** ہی رہے گا۔

70:4 اجوف کا **قاعدہ نمبر 3 (الف)** یہ ہے کہ اجوف کے عین کلمے کے بعد والے حرف پر اگر علامتِ سکون ہو، ساکن ہونے کی وجہ سے یا مجزوم ہونے کی وجہ سے، تو دونوں صورتوں میں عین کلمہ کا تبدیل شدہ الف، واو یا یاء گر جاتی ہے۔ اس کے بعد فاء کلمہ کی حرکت کا فیصلہ قاعدہ نمبر 3 (ب) کے تحت کرتے ہیں۔

70:5 اجوف کا **قاعدہ نمبر 3 (ب)** یہ ہے کہ الف، واو یا یاء گرنے کے بعد فاء کلمہ پر غور کرتے ہیں۔ اگر:

i) وہ اصلاً ساکن تھا اور قاعدہ نمبر 2 کے تحت انتقالِ حرکت کی وجہ سے متحرک ہوا ہے تو اس کی حرکت برقرار رہے گی۔

ii) وہ اصلاً مفتوح تھا تو اس کے فتحہ کو ضمّہ یا کسرہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس کا اصول یہ ہے کہ اس فعل کا مضارع اگر مضموم العین (باب نَصَرَ یا کَرُمَ) ہے تو ضمّہ (ـُ) دیتے ہیں ورنہ کسرہ (ـِ)۔ اب آپ اس قاعدہ کو چند مثالوں کی مدد سے ذہن نشین کرلیں۔

70:6 پہلے ہم وہ مثالیں لیتے ہیں جہاں انتقالِ حرکت ہوتی ہے۔ **خَوِفَ** (س) کے مضارع کی اصلی شکل **يَخْوَفُ** بنتی

ہے۔ جب گردان کرتے ہوئے ہم جمع مؤنث غائب کے صیغہ پر پہنچیں گے تو اس کی اصلی شکل یَخْوَفْنَ ہو گی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ حرفِ علت متحرک ہے اور ماقبل ساکن ہے اس لیے یہ اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کرکے خود الف میں تبدیل ہو جائے گا تو شکل یَخَافْنَ ہو جائے گی۔ اب لام کلمہ پر علامت سکون ہے اس لیے قاعدہ نمبر 3 (الف) کے مطابق الف گر جائے گا۔ قاعدہ نمبر 3 (ب) کے تحت فاء کلمہ چونکہ اصلاً ساکن تھا اور اس کی حرکت منتقل شدہ ہے اس لیے وہ برقرار رہے گی۔ اس طرح استعمالی شکل یَخَفْنَ ہو گی۔ اسی طرح قَوَلَ (ن) سے یَقْوُلْنَ پھر یَقُوْلْنَ اور پھر یَقُلْنَ ہو گا جبکہ بَيَعَ (ض) سے یَبْیِعْنَ پھر یَبِیْعْنَ اور پھر یَبِعْنَ ہو گا۔

70:7 اب ہم وہ مثالیں لیتے ہیں جہاں فاء کلمہ اصلاً مفتوح ہوتا ہے۔ خَوِفَ (س) سے ماضی کی گردان کرتے ہوئے جب ہم جمع مؤنث غائب کے صیغہ پر پہنچیں گے تو اس کی اصلی شکل خَوِفْنَ ہو گی۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ حرفِ علت متحرک ہے اور اس کے ماقبل فتحہ (ـَ) ہے اس لیے "و" تبدیل ہو کر الف بنے گا تو شکل خَافْنَ ہو جائے گی۔ اب لام کلمہ پر علامتِ سکون ہے۔ اس لیے قاعدہ نمبر 3 (الف) کے تحت الف گر جائے گا۔ پھر قاعدہ نمبر 3 (ب) کے تحت ہم نے دیکھا کہ فاء کلمہ اصلاً مفتوح ہے اس لیے اس کے فتحہ کو ضمّہ یا کسرہ میں بدلنا ہو گا۔ چونکہ مضارع مضموم العین نہیں ہے اس لیے فتحہ (ـَ) کو کسرہ (ـِ) میں تبدیل کریں گے تو استعمالی شکل خِفْنَ ہو گی۔ اسی طرح قَوَلَ (ن) سے قَوَلْنَ پھر قَالْنَ اور پھر قُلْنَ ہو گا جبکہ بَيَعَ (ض) سے بَيَعْنَ پھر بَاعْنَ اور پھر بِعْنَ ہو گا۔

70:8 انتقالِ حرکت والے قاعدہ نمبر 2 کے استثناءات (Exceptions) کی فہرست ذرا طویل ہے۔ آپ کو انہیں یاد کرنا ہو گا۔

i) اسم الآلہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے جیسے مِكْيَالٌ (ناپنے کا آلہ)، مِنْوَالٌ (کپڑے بننے کی کھڈی)، مِغْوَلٌ (کدال)، مِصْيَدَةٌ (پھندا) وغیرہ بغیر تبدیلی کے استعمال ہوتے ہیں۔

ii) اسم التفضیل بھی اس سے مستثنیٰ ہے جیسے اَقْوَمُ (زیادہ پائیدار)، اَطْيَبُ (زیادہ پاکیزہ) وغیرہ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

iii) الوان و عیوب کے مذکر کا وزن اَفْعَلُ بھی مستثنیٰ ہے جیسے اَسْوَدُ (سیاہ)، اَبْيَضُ (سفید)، اَحْوَرُ (خوبصورت آنکھ والا) وغیرہ۔

iv) الوان و عیوب کے مزید فیہ کے ابواب بھی مستثنیٰ ہیں جو ابھی آپ نے نہیں پڑھے ہیں جیسے اِسْوَدَّ يَسْوَدُّ (سیاہ

ہونا)، اِبْيَضَّ يَبْيَضُّ (سفید ہونا)وغیرہ۔

v) افعالِ تعجب (جو اَفْعَلَهٗ اور اَفْعِلْ بِهٖ کے وزن پر آتے ہیں) بھی مستثنیٰ ہیں جیسے مَا اَطْوَلَهٗ یا اَطْوِلْ بِهٖ (وہ کتنا لمبا ہے)، مَا اَطْيَبَهٗ یا اَطْيِبْ بِهٖ (وہ کتنا پاکیزہ ہے)وغیرہ۔

مشق نمبر 68

مندرجہ ذیل مادّوں سے ماضی معروف اور مضارع معروف میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ کبیر کریں۔

1. ق و ل (ن)　　2. ب ی ع (ض)　　3. خ و ف (س)

اجوف ــــ (حصّہ دوم)

(Hollow Verbs-2)

71:1 گزشتہ سبق میں ہم نے اجوف کے کچھ قواعد سمجھ کر صرفِ کبیر پر ان کی مشق کرلی۔ اس سبق میں اب ہم صرف صغیر کے حوالہ سے کچھ باتیں سمجھیں گے۔ اس کے علاوہ محدود دائرہ کار والے کچھ مزید قواعد کا مطالعہ بھی کریں گے۔

71:2 اجوف سے فعلِ امر بنانے کے لیے کسی نئے قاعدہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ گزشتہ سبق کے قاعدہ نمبر 2 اور 3 کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً یَخَافُ (یَخْوَفُ) سے فعلِ امر کی اصلی شکل اِخْوَفْ بنتی ہے۔ قاعدہ نمبر 2 کے تحت "و" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے الف میں تبدیل ہوگا اور فاء کلمہ متحرک ہو جانے کی وجہ سے ہمزۃ الوصل کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس طرح یہ خَافْ ہو جائے گا۔ پھر قاعدہ نمبر 3 (الف) کے تحت الف گرے گا اور قاعدہ 3 (ب) کے تحت فاء کلمہ پر منتقل شدہ حرکت برقرار رہے گی۔ چنانچہ فعلِ امر خَفْ بنے گا۔ اسی طرح یَقُوْلُ (یَقْوُلُ) کا فعلِ امر اُقْوُلْ سے قُوْلْ اور پھر قُلْ ہوگا جبکہ یَبِیْعُ (یَبْیِعُ) کا فعلِ امر اِبْیِعْ سے بِیْعْ اور پھر بِعْ ہوگا۔

71:3 ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل بنانے کے لیے اس کے وزن فَاعِلٌ کے عین کلمہ پر آنے والے حرفِ علت ("و" یا "ی") کو ہمزہ میں تبدیل کر دیتے ہیں جیسے خَافَ کا اسم الفاعل خَاوِفٌ کے بجائے خَائِفٌ، بَاعَ کا بَایِعٌ کے بجائے بَائِعٌ اور قَالَ کا قَاوِلٌ کے بجائے قَائِلٌ ہوگا۔ نوٹ کرلیں کہ فَاعِلٌ کا وزن ثلاثی مجرد کا ہے اس لیے یہ قاعدہ صرف ثلاثی مجرد میں استعمال ہوتا ہے۔

71:4 اجوف کے اسم المفعول کا مطالعہ ہم دو حصوں میں کریں گے یعنی پہلے اجوفِ واوی کا اور پھر اجوفِ یائی کا۔ اجوفِ واوی سے اسم المفعول بنانے کے لیے بھی گزشتہ قواعد ہی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا اسم المفعول مَفْعُوْلٌ کے وزن پر اصلاً مَقْوُوْلٌ ہوگا۔ اب "و" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کرے گا۔ اب چونکہ مابعد حرف ساکن ہے اس لیے وہ گر جائے گا۔ اس طرح وہ مَقُوْلٌ بنے گا۔ یاد کرنے میں آسانی کی غرض سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجوف واوی کا اسم المفعول مَفْعُوْلٌ کے بجائے مَفُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

71:5 اجوف یائی کا اسم المفعول خلافِ قاعدہ مَفِیْلٌ کے وزن پر آتا ہے اور صحیح وزن یعنی مَفْعُوْلٌ پر بھی آتا ہے۔ اکثر الفاظ کا اسم المفعول دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، مثلاً بَاعَ کا اسم المفعول مَبِیْعٌ اور مَبْیُوْعٌ دونوں درست ہیں۔

اسی طرح عَابَ کا مَعِيْبٌ اور مَعْيُوْبٌ دونوں درست ہیں۔ البتہ بعض مادّوں سے اسم المفعول صرف مَفِيْلٌ کے وزن پر ہی آتا ہے، جیسے شَادَ سے مَشِيْدٌ (مضبوط کیا ہوا) اور كَالَ سے مَكِيْلٌ (ناپا ہوا) وغیرہ۔

71:6 اجوف کے ایک قاعدہ کا زیادہ تر اطلاق ماضی مجہول میں ہوتا ہے۔ **قاعدہ** یہ ہے کہ حرفِ علت ("و" یا "ی") اگر مکسور ہے اور اس کے ماقبل ضمّہ (ـُ) ہو تو ضمّہ کو کسرہ (ـِ) میں بدل کر حرفِ علت کو "ی" ساکن میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا ماضی مجہول اصلاً قُوِلَ ہو گا اور بَاعَ کا ماضی مجہول اصلاً بُيِعَ ہو گا۔ ان دونوں میں حرفِ علت مکسور ہے اور ماقبل ضمّہ (ـُ) ہے، اس لیے ضمّہ کو کسرہ میں اور حرفِ علت کو "ی" ساکن میں تبدیل کریں گے تو یہ قِيْلَ اور بِيْعَ ہو جائیں گے۔ یاد کرنے میں آسانی کے لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجوف کا ماضی مجہول زیادہ تر فِيْلَ کے وزن پر آتا ہے۔ البتہ اجوف کے مضارع مجہول میں تبدیلی گزشتہ قواعد کے مطابق ہوتی ہے۔

71:7 ایک **قاعدہ** یہ بھی ہے کہ جب ایک لفظ میں دو حروفِ علت ("و" اور "ی") یکجا ہو جائیں اور ان میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو "و" کو "ی" میں تبدیل کر کے ان کا ادغام کر دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق فَيْعِلٌ کے وزن پر آنے والے اجوفِ واوی کے بعض اسماء میں تبدیلی ہوتی ہے۔ مثلاً سَاءَ (سَوَءَ) سے فَيْعِلٌ کے وزن پر سَيْوِءٌ بنتا ہے۔ پھر اس قاعدہ کے مطابق سَيِّءٌ (برا) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سَادَ (سَوَدَ) سے سَيْوِدٌ پھر سَيِّدٌ (سردار) اور مَاتَ (مَوَتَ) سے مَيْوِتٌ پھر مَيِّتٌ (مردہ) ہو گا۔ جبکہ اجوفِ یائی میں چونکہ عین کلمہ "ی" ہوتا ہے اس لیے فَيْعِلٌ کے وزن پر آنے والے الفاظ میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف ادغام ہوتا ہے۔ مثلاً طَابَ (طَيَبَ) سے طَيْيِبٌ پھر طَيِّبٌ، لَانَ (لَيَنَ) سے لَيْيِنٌ پھر لَيِّنٌ (نرم) اور بَانَ (بَيَنَ) سے بَيْيِنٌ پھر بَيِّنٌ (واضح) ہو گا۔

مشق نمبر 69

مندرجہ ذیل مادّوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ صغیر کریں۔

1. ق و ل (ن) 2. ب ی ع (ض) 3. خ و ف (س)

اجوف (حصّہ سوم)
(Hollow Verbs-3)

72:1 اس سبق میں اب ہمیں اجوف میں ہونے والی تبدیلیوں کو ابواب مزید فیہ کے حوالے سے سمجھنا ہے۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ اجوف کی تبدیلیاں مزید فیہ کے صرف ایسے چار ابواب میں ہوتی ہیں جن کے شروع میں ہمزہ آتا ہے، یعنی **افعال**، **افتعال**، **انفعال** اور **استفعال**۔ جبکہ بقیہ چار ابواب یعنی تفعیل، مفاعلہ، تفعّل اور تفاعل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور ان میں اجوف اپنے صحیح وزن کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے۔

72:2 دوسری بات یہ نوٹ کرلیں کہ اجوف کے قاعدہ نمبر 3(ب) کا اطلاق ابواب مزید فیہ پر نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مزید فیہ کے لام کلمہ پر اگر علامتِ سکون ہوگی تو قاعدہ نمبر 3(الف) کے تحت عین کلمہ کا الف، واو یا یاء تو گرے گی لیکن اس کے ماقبل کی حرکت برقرار رہے گی اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

72:3 مزید فیہ کے جن چار ابواب میں تبدیلی نہیں ہوتی ان کا اسم الفاعل اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال ہوتا ہے اور جن چار ابواب میں تبدیلی ہوتی ہے اس میں گزشتہ قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً ض ی ع سے باب **افعال** میں **اَضَاعَ (اَضْيَعَ)**، **يُضِيْعُ (يُضْيِعُ)** (ضائع کرنا) ہوگا۔ اس کے اسم الفاعل کی اصلی شکل **مُضْيِعٌ** بنتی ہے۔ اب قاعدہ نمبر 2 کے تحت "يِ" کی حرکت ماقبل کو منتقل ہوگی اور کسرہ (ـِ) کے مناسب ہونے کی وجہ سے "ی" برقرار رہے گی۔ اس طرح یہ **مُضِيْعٌ** ہوجائے گا۔ اسی طرح خ و ن باب **افتعال** میں **اِخْتَانَ (اِخْتَوَنَ)**، **يَخْتَانُ (يَخْتَوِنُ)** (خیانت کرنا) ہوگا۔ اس کے اسم الفاعل کی اصلی شکل **مُخْتَوِنٌ** بنتی ہے۔ اب قاعدہ نمبر 1 کے تحت "و" تبدیل ہوکر الف بنے گا تو یہ **مُخْتَانٌ** ہوجائے گا۔

72:4 مزید فیہ کے جن چار ابواب میں تبدیلی ہوتی ہے، ان کے مصدر میں تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے۔ باب **افعال** اور **استفعال** کے مصدر میں تبدیلی کا طریقہ الگ ہے جبکہ **افتعال** اور **انفعال** کا طریقہ الگ ہے۔

72:5 باب **افعال** اور **استفعال** کے مصدر میں تبدیلی اصلاً تو گزشتہ قواعد کے تحت ہی ہوتی ہے لیکن اس کے نتیجے میں دو الف یکجا ہوجاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایک الف کو گرا کر آخر میں "ة" کا اضافہ کردیتے ہیں۔ مثلاً **اَضَاعَ**، **يُضِيْعُ** کا مصدر اصلاً **اِضْيَاعٌ** ہوگا۔ اب "یَ" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کرکے الف میں تبدیل ہوگی تو لفظ **اِضَااعٌ** ہوجائے گا۔ پھر ایک الف کو گرا کر آخر میں "ة" کا اضافہ کریں گے تو **اِضَاعَةٌ** بنے گا۔ اسی طرح سے ع و ن سے **اِعَانَةٌ** اور ط و ع سے **اِطَاعَةٌ** وغیرہ بنتے ہیں۔ ایسے ہی باب **استفعال** میں **اِسْتَعَانَ يَسْتَعِيْنُ** کا مصدر اصلاً **اِسْتِعْوَانٌ**

ہو گا جو پہلے اِسْتِعَاانٌ اور پھر اِسْتِعَانَةٌ ہو جائے گا۔

72:6 باب افتعال اور انفعال کے مصدر میں اجوف واوی کا "و" تبدیل ہو کر "ی" بن جاتا ہے۔ مثلاً اِخْتَانَ یَخْتَانُ کا مصدر اصلاً اِخْتِوَانٌ ہو گا جو اِخْتِیَانٌ ہو جائے گا۔ جبکہ غ ی ب افتعال میں اِغْتَابَ یَغْتَابُ (غیبت کرنا) ہو گا۔ اس کا مصدر اصلاً اِغْتِیَابٌ ہو گا اور اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے، یہ اسی طرح استعمال ہو گا۔ اسی طرح ھ و ر سے باب انفعال کا مصدر اصلاً اِنْہِوَارٌ ہو گا جو اِنْہِیَارٌ (گر جانا) ہو جائے گا۔

72:7 گزشتہ سبق میں ہم نے پڑھا تھا کہ اجوف کا ماضی مجہول زیادہ تر "فِیْلَ" کے وزن پر آتا ہے۔ اب یہ بات نوٹ کر لیں کہ مذکورہ قاعدہ اجوف کے ثلاثی مجرد اور باب افتعال کے ماضی مجہول میں استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ باب افعال اور استفعال کے ماضی مجہول میں تبدیلی گزشتہ قواعد کے مطابق ہوتی ہے۔ باب انفعال سے مجہول نہیں آتا کیونکہ اس سے آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں۔

72:8 اجوف میں گنتی کے چند افعال ایسے ہیں جو باب استفعال میں تبدیل شدہ شکل کے بجائے اپنی اصلی شکل میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فعل اِسْتَصْوَبَ، یَسْتَصْوِبُ، اِسْتِصْوَابًا (کسی معاملہ کی منظوری چاہنا) ہے۔ قاعدہ کے مطابق اسے اِسْتَصَابَ، یَسْتَصِیْبُ، اِسْتِصَابَةٌ ہونا چاہیے۔ اس کو اسی طرح استعمال کرنا اگرچہ جائز تو ہے تاہم زیادہ تر یہ اصلی شکل میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور فعل اِسْتَحْوَذَ، یَسْتَحْوِذُ، اِسْتِحْوَاذًا (کسی کی سوچ پر قابو پالینا، غالب آجانا) ہے۔ یہ بھی تبدیلی کے بغیر استعمال ہوتا ہے اور قرآن کریم میں بھی اسی طرح استعمال ہوا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

عَوَذَ (ن) عَوْذًا: کسی کی پناہ میں آنا (افعال): کسی کو کسی کی پناہ میں دینا (تفعیل): کسی کو پناہ دینا (استفعال): کسی کی پناہ طلب کرنا	تَوَبَ (ن) تَوْبًا، تَوْبَةً: ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا تَابَ اِلیٰ: بندے کا اللہ کی طرف لوٹنا، توبہ کرنا تَابَ عَلیٰ: اللہ کی رحمت کا بندے کی طرف لوٹنا، توبہ قبول کرنا
رَوَدَ (ن) رَوْدًا: کسی چیز کی طلب میں گھومنا (افعال): قصد کرنا، ارادہ کرنا	ضَیَعَ (ض) ضَیْعًا، ضِیَاعًا: ضائع ہونا، (افعال): ضائع کرنا

جَوَبَ (ن) جَوْبًا: کاٹنا، جواب دینا (افعال، استفعال): بات مان لینا	ذَوَقَ (ن) ذَوْقًا: چکھنا (افعال): چکھانا
ثَوَبَ (ن) ثَوْبًا: کسی چیز کا اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹنا ثَوَابٌ: بدلہ، عمل کی جزا جو عمل کرنے والے کی طرف لوٹتی ہے۔	زَیَدَ (ض) زَیْدًا، زِیَادَۃً: بڑھنا، زیادہ ہونا، بڑھانا، زیادہ کرنا (لازم و متعدی) جَوَعَ (ن) جَوْعًا: بھوکا ہونا

مشق نمبر 70 (الف)

مندرجہ ذیل مادّوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ صغیر کریں۔

1. رود (افعال)　2. ری ب (افتعال)　3. ج و ب (استفعال)

مشق نمبر 70 (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

1. فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (البقرۃ:١٠)

2. مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا (البقرۃ:٢٦)

3. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (البقرۃ:٦٧)

4. وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (البقرۃ:١٢٥)

5. فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِیْ (البقرۃ:١٨٦)

6. وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ (آلِ عمران:٣٦)

7. وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا (آلِ عمران:١٢٠)

8. فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ (آلِ عمران:١٩٥)

9. ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (آلِ عمران:١٩٥)

10. قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ (النساء:١٨)

11. ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ (يونس:٧٠)

12. وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (يونس:١٠٧)

13. فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ (هود:٦١)

14. فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ (النحل:١١٢)

15. وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰهٰ:١١٤)

16. فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (حٰمٓ السجدۃ:۳۶)

17. ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (الدخان:۴۹)

18. اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ (التحریم:۴)

19. مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (التغابن:۱۱)

مشق نمبر 70 (ج)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

1. اَعُوْذُ
2. مَثَابَةً
3. فَلْيَسْتَجِيْبُوْا
4. اُعِيْذُ
5. تُبْتُ
6. نُذِيْقُ
7. اِنْ يُّرِدْ
8. رَآدَّ
9. تُوْبُوْا
10. مُجِيْبٌ
11. اَذَاقَ
12. زِدْ
13. فَاسْتَعِذْ
14. ذُقْ
15. مُصِيْبَةٍ
16. اُضِيْعُ
17. تَتُوْبَا

ناقص (حصّہ اوّل - "ماضی معروف")

(Deficient Verbs-1 "Past Active")

73:1 سبق نمبر 63 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے لام کلمہ کی جگہ حرفِ علت یعنی "و" یا "ی" آجائے اسے ناقص کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر لام کلمہ کی جگہ "و" ہو تو اسے ناقص واوی اور اگر "ی" ہو تو اسے ناقص یائی کہیں گے۔ ناقص افعال اور اسماء میں اجوف کی نسبت زیادہ تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ تبدیلیاں تو ناقص کے قواعد کے تحت ہوتی ہیں اور گزشتہ اسباق میں پڑھے ہوئے کچھ قواعد کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ اس لیے ناقص میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لیے زیادہ غور اور توجہ کی ضرورت ہوگی۔ ساتھ ہی گزشتہ قواعد کا پوری طرح یاد ہونا بھی ضروری ہے۔

73:2 اجوف کے پہلے قاعدہ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ حرفِ علت متحرک ہو اور ماقبل فتحہ (ـَ) ہو تو حرفِ علت ("و" یا "ی") کو الف میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اجوف میں اس قاعدہ کے اطلاق کے وقت "و" اور "ی" دونوں کو تبدیل کر کے الف ہی لکھا جاتا ہے جیسے قَوَلَ سے قَالَ اور بَيَعَ سے بَاعَ۔ لیکن ناقص میں جب اس قاعدہ کا اطلاق کرتے ہیں تو تبدیل شدہ الف کو لکھنے کا طریقہ ناقص واوی اور ناقص یائی میں مختلف ہوتا ہے۔ اس فرق کو سمجھ لیں۔

73:3 ناقص واوی (ثلاثی مجرد) میں جب "و" الف میں بدلتا ہے تو وہ بصورت الف ہی لکھا جاتا ہے جیسے دَعَوَ سے دَعَا (اس نے پکارا)، تَلَوَ سے تَلَا (وہ پیچھے پیچھے آیا) وغیرہ۔ لیکن ناقص یائی میں جب "ی" الف میں بدلتی ہے تو وہ بصورت الفِ مقصورہ یعنی "ـٰی" لکھی جاتی ہے۔ جیسے مَشَيَ سے مَشٰی (وہ چلا)، عَصَيَ سے عَصٰی (اس نے نافرمانی کی) وغیرہ۔

73:4 اس سلسلہ میں یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ ناقص کے فعلِ ماضی کے بعد اگر ضمیرِ مفعولی آرہی ہو تو واوی اور یائی دونوں الف کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔ جیسے دَعَاهُمْ (اُس نے اُن کو پکارا)، عَصَانِیْ (اُس نے میری نافرمانی کی) وغیرہ۔

73:5 اب ایک بات یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اجوف کے پہلے قاعدہ کا جب ناقص پر اطلاق ہوتا ہے تو ناقص کے مندرجہ ذیل مثنّٰی کے صیغے اس قاعدہ سے مستثنٰی ہوتے ہیں:

i) ماضی معروف میں مثنّٰی کا پہلا صیغہ یعنی فَعَلَا کا وزن مستثنٰی ہے۔ مثلاً دَعَوَ (دَعَا) کا مثنّٰی دَعَوَا اور مَشَيَ (مَشٰی) کا مثنّٰی مَشَيَا تبدیلی کے بغیر استعمال ہوگا حالانکہ حرفِ علت متحرک اور ماقبل فتحہ (ـَ) کی صورت حال موجود ہے۔

ii) مضارع معروف میں مثنیٰ کے چاروں صیغے یعنی يَفْعَلَانِ اور تَفْعَلَانِ کے اوزان مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً يَدْعُوَانِ، تَدْعُوَانِ اور يَمْشِيَانِ، تَمْشِيَانِ بھی تبدیلی کے بغیر استعمال ہوں گے۔

73:6 ناقص کا **پہلا قاعدہ** یہ ہے کہ ناقص کے لام کلمہ کا حرفِ علت اور صیغہ کا حرفِ علت اگر یکجا ہو جائیں تو لام کلمہ کا حرفِ علت گر جاتا ہے۔ پھر عین کلمہ پر اگر فتحہ (ــَـ) ہے تو وہ برقرار رہے گا۔ اگر ضمہّ (ــُـ) یا کسرہ (ــِـ) ہے تو اسے صیغہ کے حرفِ علت کے مناسب رکھنا ہو گا۔ اب اس قاعدہ کو دونوں طرح کی مثالوں سے سمجھ لیں۔

73:7 پہلے وہ مثال لے لیں جس میں عین کلمہ پر فتحہ (ــَـ) ہوتا ہے جو برقرار رہے گا۔ دَعَوَ (دَعَا) کے جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل دَعَوُوْا بنتی ہے۔ اس کے لام کلمہ کا "و" گرے گا تو دَعَوْا باقی بچا۔ عین کلمہ کا فتحہ (ــَـ) برقرار رہے گا اس لیے یہ دَعَوْا ہی استعمال ہو گا۔ اسی طرح رَمَيَ (رَمٰی) "اس نے پھینکا" کی جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل رَمَيُوْا ہو گی۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی تو رَمَوْا باقی بچے گا اور یہ اسی طرح استعمال ہو گا۔

73:8 اب وہ مثال لے لیں جس میں عین کلمہ پر کسرہ (ــِـ) یا ضمہّ (ــُـ) ہوتا ہے۔ لَقِيَ (ملاقات کرنا) کی جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل لَقِيُوْا ہو گی۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی تو لَقِوْا باقی بچے گا۔ عین کلمہ کا کسرہ (ــِـ) صیغہ کے "و" سے مناسبت نہیں رکھتا اس لیے اس کو ضمہّ (ــُـ) میں تبدیل کر کے لَقُوْا استعمال کریں گے۔ سَرُوَ (شریف ہونا) کی جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل سَرُوُوْا ہو گی۔ لام کلمہ کا "و" گرا تو سَرُوْا باقی بچا۔ عین کلمہ کا ضمہّ (ــُـ)، صیغہ کے "و" کے مناسب ہے اس لیے سَرُوْا ہی استعمال ہو گا۔

73:9 ناقص کے ماضی معروف میں واحد مؤنث غائب کے صیغہ یعنی فَعَلَتْ کے وزن میں کبھی تبدیلی ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ اس کا اصول سمجھ لیں۔ ناقص کے جن افعال میں اجوف کے قاعدہ نمبر 3 (الف) کے اطلاق کی گنجائش ہوتی ہے وہاں تبدیلی ہوتی ہے لیکن قاعدہ نمبر 3 (ب) کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جن افعال میں اس قاعدہ کے اطلاق کی گنجائش نہیں ہوتی وہ تبدیلی کے بغیر استعمال ہوتے ہیں۔ اس اصول کو مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔

73:10 دَعَا (دَعَوَ) کے واحد مؤنث غائب کے صیغہ میں اصلی شکل دَعَوَتْ ہو گی۔ حرفِ علت متحرک اور ماقبل فتحہ (ــَـ) ہونے کی وجہ سے "و" الف میں تبدیل ہو گا لیکن مابعد ساکن ہونے کی وجہ سے گر جائے گا۔ اس طرح یہ دَعَتْ استعمال ہو گا۔ لَقِيَ کی صیغہ مذکور میں اصلی شکل لَقِيَتْ ہو گی۔ یہاں حرفِ علت متحرک کے ماقبل حرف پر کسرہ (ــِـ) ہے اس لیے قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو گا اور لَقِيَتْ ہی استعمال ہو گا۔

73:11 اب یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ ماضی معروف میں مثنّٰی مؤنث غائب کا صیغہ یعنی **فَعَلَتَا** اپنے واحد کی استعمالی شکل سے بنتا ہے مثلاً **دَعَتْ** سے **دَعَتَا** بنے گا اور **لَقِيَتْ** سے **لَقِيَتَا** بنے گا۔ اس کے بعد ماضی کے وہ صیغے آجاتے ہیں جن میں لام کلمہ ساکن ہوتا ہے یعنی **فَعَلْنَ**، **فَعَلْتَ** سے لے کر **فَعَلْتُ**، **فَعَلْنَا** تک۔ ان تمام صیغوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

مشق نمبر 71

مندرجہ ذیل مادّوں سے ماضی معروف میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ کبیر کریں۔

1. ع ف و (ن): معاف کردینا
2. ھ د ی (ض): ہدایت دینا
3. ن س ی (س): بھول جانا
4. س ر و (ک): شریف ہونا

ناقص (حصّہ دوم- "مضارع معروف")

(Deficient Verbs-2 "Imperfect Active")

74:1 گزشتہ سبق میں ہم نے ناقص کے ماضی معروف میں ہونے والی تبدیلیوں کو ناقص کے ایک قاعدہ اور کچھ سابقہ قواعد کی مدد سے سمجھا تھا۔ اب ناقص کے مضارع معروف میں ہونے والی تبدیلیوں کو بھی ہم ناقص کے ایک نئے قاعدہ اور سابقہ قواعد کی مدد سے سمجھیں گے۔

74:2 ناقص کا **دوسرا قاعدہ** یہ ہے کہ مضموم واو (وُ) کے ماقبل اگر ضمہ (ـُ) ہو تو "و" ساکن ہو جاتا ہے اور مضموم یاء (یُ) کے ماقبل اگر کسرہ (ـِ) ہو تو "ی" ساکن ہو جاتی ہے یعنی ـُوُ = ـُوْ اور ـِیُ = ـِیْ۔ اب اس قاعدہ کو مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔

74:3 دَعَوَ (ن) کا مضارع اصلاً یَدْعُوُ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت یَدْعُوْ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رَمَیَ (ض) کا مضارع اصلاً یَرْمِیُ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت یَرْمِیْ ہو جاتا ہے۔ لیکن اب غور کریں کہ لَقِیَ (س) کا مضارع اصلاً یَلْقَیُ بنتا ہے۔ اس میں اس قاعدہ کے تحت تبدیلی نہیں ہو گی اس لیے کہ یائے مضموم (یُ) کے ماقبل کسرہ (ـِ) نہیں ہے۔ البتہ اس پر اجوف کے پہلے قاعدہ کا اطلاق ہو گا، اس لیے کہ متحرک حرفِ علت کے ماقبل فتحہ (ـَ) ہے، چنانچہ یَلْقَیُ تبدیل ہو کر یَلْقٰی بنے گا۔

74:4 گزشتہ سبق کے پیراگراف نمبر 73:5 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناقص میں مضارع معروف کے مثنّٰی کے صیغے تبدیلیوں سے مستثنٰی ہیں۔ اس لیے مثنّٰی کو چھوڑ کر اب ہم جمع مذکر غائب کے صیغہ **یَفْعَلُوْنَ** پر غور کرتے ہیں۔ یَدْعُوْ (یَدْعُوُ) جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلاً یَدْعُوُوْنَ بنے گا۔ یہاں لام کلمہ کا حرفِ علت اور صیغہ کا حرفِ علت یکجا ہیں اس لیے ناقص کے پہلے قاعدہ کا اطلاق ہو گا۔ لام کلمہ کا "و" گر جائے گا۔ اس کے ماقبل کے ضمّہ (ـُ) کو صیغہ کے "و" سے مناسبت ہے اس لیے یَدْعُوْنَ ہی استعمال ہو گا۔ اسی طرح یَرْمِیْ (یَرْمِیُ) سے اصلاً یَرْمِیُوْنَ بنے گا۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی۔ ماقبل کسرہ (ـِ) کو صیغہ کے "و" سے مناسبت نہیں ہے۔ اس کسرہ (ـِ) کو ضمّہ (ـُ) میں تبدیل کریں گے تو یَرْمُوْنَ استعمال ہو گا۔ یَلْقَیُ (یَلْقٰی) سے اصلاً یَلْقَیُوْنَ بنے گا، لام کلمہ کی "ی" گرے گی اور ماقبل کا فتحہ (ـَ) برقرار رہے گا اور یَلْقَوْنَ استعمال ہو گا۔

74:5 واحد مؤنث حاضر کے صیغہ یعنی تَفْعَلِیْنَ کے وزن پر بھی ناقص کے پہلے قاعدے کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کو بھی مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔ یَدْعُوْ (یَدْعُوْ) واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں اصلاً تَدْعُوِیْنَ بنے گا۔ ناقص کے پہلے قاعدہ کے تحت لام کلمہ کا "و" گرے گا۔ ما قبل کے ضمّہ (ـُ) کو صیغہ کی "ی" سے مناسبت نہیں ہے اس لیے ضمّہ (ـُ) کو کسرہ (ـِ) میں تبدیل کریں گے تو تَدْعِیْنَ استعمال ہو گا۔ اسی طرح یَرْمِیُ (یَرْمِیْ) سے اصلاً تَرْمِیِیْنَ بنے گا۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی۔ ما قبل کے کسرہ (ـِ) کو صیغہ کی "ی" سے مناسبت ہے اس لیے تَرْمِیْنَ استعمال ہو گا۔ یَلْقَیُ (یَلْقٰی) اصلاً تَلْقَیِیْنَ بنے گا۔ اب لام کلمہ کی "ی" گرے گی اور ما قبل کا فتحہ برقرار رہے گا اور تَلْقَیْنَ استعمال ہو گا۔

74:6 آخر میں اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جمع مؤنث یعنی نون النسوہ والے دونوں صیغوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، جبکہ متکلم کے صیغوں میں ناقص کے دوسرے قاعدے کے تحت تبدیلی ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اب آپ ناقص کے مضارع معروف کی پوری صرف کبیر کر لیں گے۔

مشق نمبر72

مشق نمبر 71 میں دیئے گئے مادّوں سے مضارع معروف میں اصلی شکل اور استعمالی شکل دونوں کی صرفِ کبیر کریں۔

ناقص (حصّہ سوم-"مجہول")

(Deficient Verbs-3 "Passive")

75:1 ناقص کا **قاعدہ نمبر 3(الف)** یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخر میں آنے والا "و" (جو عموماً ناقص کا لام کلمہ ہوتا ہے) کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو "و" کو "ی" میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کا اطلاق ناقص واوی (ثلاثی مجرد) کے تمام ماضی مجہول افعال میں ہوتا ہے، لیکن ماضی معروف کے کچھ مخصوص افعال پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ پہلے ہم ماضی معروف کے افعال کی مثالوں سے اس قاعدہ کو سمجھیں گے پھر ماضی مجہول کی مثالیں لیں گے۔

75:2 ناقص واوی جب باب سَمِعَ سے آتا ہے تو اس کے ماضی معروف پر اس قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً رَضِوَ (وہ راضی ہوا) تبدیل ہو کر رَضِيَ استعمال ہوتا ہے اور غَشِوَ (اس نے ڈھانپ لیا) غَشِيَ ہو جاتا ہے۔ ان کی صرفِ کبیر بھی "ی" کے ساتھ ہوتی ہے۔ یعنی رَضِيَ، رَضِيَا، رَضُوْا (اصلاً رَضِيُوْا)، رَضِيَتْ، رَضِيَتَا، رَضِيْنَ سے آخر تک۔

75:3 ناقص واوی ثلاثی مجرد کے کسی بھی باب سے آئے، ہر ایک کے ماضی مجہول پر اس قاعدہ کا اطلاق ہوگا، اس لیے کہ ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے فُعِلَ۔ مثلاً دُعِوَ سے دُعِيَ (وہ پکارا گیا)، عُفِوَ سے عُفِيَ (وہ معاف کیا گیا) وغیرہ۔ پھر ان کی صرفِ کبیر بھی تبدیل شدہ "ی" کے ساتھ ہوگی۔

75:4 بعض دفعہ اجوف کے کچھ اسماء کی جمع مکسر اور مصدر میں بھی اس قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً ثَوْبٌ کی جمع ثِوَابٌ تبدیل ہو کر ثِيَابٌ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صَامَ يَصُوْمُ کا مصدر صِوَامٌ سے صِيَامٌ اور قَامَ يَقُوْمُ کا مصدر قِوَامٌ سے قِيَامٌ ہو جاتا ہے۔

75:5 ناقص کا **قاعدہ نمبر 3(ب)** یہ ہے کہ جب "و" کسی لفظ میں تین حرفوں کے بعد ہو یعنی چوتھے نمبر پر یا اس کے بعد واقع ہو اور اس کے ماقبل ضمّہ (ـُ) نہ ہو تو "و" کو "ی" میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ جیسے جَبَوَ (ض) (اکٹھا کرنا پھل یا چندہ وغیرہ) کا مضارع اصلاً يَجْبِوُ ہوگا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے يَجْبِيُ ہوگا اور پھر ناقص کے دوسرے قاعدہ کے تحت يَجْبِيْ ہو جائے گا۔ اسی طرح سے رَضِوَ (رَضِيَ) کا مضارع اصلاً يَرْضَوُ ہوگا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے يَرْضَيُ اور پھر اجوف کے قاعدہ نمبر 1 کے تحت يَرْضٰى ہو جائے گا۔

75:6 ناقص واوی ثلاثی مجرد کے کسی بھی باب سے آئے، ہر ایک کے مضارع مجہول پر اس قاعدہ کا اطلاق ہوگا، اس لیے کہ اس کا ایک ہی وزن يُفْعَلُ ہے۔ مثلاً دُعِوَ (دُعِيَ) کا مضارع اصلاً يُدْعَوُ ہوگا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے يُدْعَيُ

ہو گا اور پھر اجوف کے پہلے قاعدہ کے تحت یُدْعٰی ہو جائے گا۔ اسی طرح عُفِوَ (عُفِیَ) کا مضارع یُعْفَوُ سے پہلے یُعْفَیُ اور پھر یُعْفٰی ہو جائے گا۔

75:7 ناقص کے اسی قاعدہ 3(ب) کے تحت ناقص واوی کے تمام مزید فیہ افعال میں "و" کو "ی" میں بدل دیا جاتا ہے۔ پھر حسبِ ضرورت اس "ی" میں مزید قواعد جاری ہوتے ہیں۔ مثلاً اِرْتَضَوَ (اِفْتَعَلَ) پہلے اِرْتَضَیَ اور پھر اِرْتَضٰی ہو گا۔ اس کا مضارع یَرْتَضِوُ پہلے یَرْتَضِیُ اور پھر یَرْتَضِیْ ہو گا۔

75:8 آپ کو یاد ہو گا کہ پیراگراف 72:6 میں آپ کو بتایا گیا تھا کہ بابِ افتعال اور انفعال کے مصدر میں اجوفِ واوی کا "و" تبدیل ہو کر "ی" بن جاتا ہے۔ یہ تبدیلی بھی ناقص کے اسی قاعدہ 3(ب) کے تحت ہوتی ہے۔ وہاں دی گئی مثالیں اِخْتِوَانٌ سے اِخْتِیَانٌ اور اِنْهِوَارٌ سے اِنْهِیَارٌ دوبارہ دیکھ لیں۔

75:9 اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ناقص میں اکثر "و" بدل کر "ی" ہو جاتا ہے۔ جبکہ کبھی "ی" بدل کر "و" ہو جاتی ہے، اور بعض صورتوں میں مختلف الفاظ ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے اکثر الفاظ کے متعلق یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان کا اصل مادہ واوی ہے کہ یائی ہے تاکہ ڈکشنری میں اسے متعلقہ حصّہ میں دیکھا جائے۔ بلکہ بعض دفعہ خود ڈکشنریوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک ڈکشنری میں کوئی مادہ ناقص واوی کے طور پر لکھا ہوتا ہے تو دوسری ڈکشنری میں وہی مادہ ناقص یائی کے طور پر لکھا ہوتا ہے۔ مثلاً **صلو / صلی، طغو / طغی، غشو / غشی** وغیرہ۔

75:10 اب آپ کو ذہنی طور پر اس بات کے لیے تیار رہنا چاہئے کہ کوئی لفظ اگر ناقص واوی میں نہ ملے تو یائی میں ملے گا۔ تاہم اس تلاش میں ڈکشنری کی زیادہ ورق گردانی نہیں کرنا پڑتی، کیونکہ اس مقصد کے لیے عربی حروفِ ابجد میں آخری چار حروف کی ترتیب یوں رکھی گئی ہے: "ن۔ ه۔ و۔ ی" جبکہ اردو میں یہ ترتیب "ن۔ و۔ ه۔ ی" ہے۔ اس طرح ڈکشنری میں "و" اور "ی" آخر پر ساتھ ساتھ مل کر آ جاتے ہیں۔

75:11 یاد رہے کہ قدیم ڈکشنریوں میں سے اکثر میں مادّوں کی ترتیب مادّہ کے آخری حرف (لام کلمہ) کے لحاظ سے ہوتی ہے جبکہ جدید ڈکشنریوں میں مادہ کی ترتیب پہلے حرف (فاء کلمہ) کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ قدیم ڈکشنریوں میں ناقص واوی اور یائی ایک ہی جگہ ساتھ ساتھ بیان کئے جاتے ہیں۔ مثلاً عربی زبان کی سب سے بڑی ڈکشنری "لسان العرب" کی آخری دو جلدیں (۱۴۔۱۵) انہی کے بیان پر مشتمل ہیں۔ ایک دوسری اہم ڈکشنری "القاموس المحیط" میں دونوں کو ایک ہی باب "باب الواو والیاء" میں بیان کیا گیا ہے، جبکہ جدید ڈکشنریوں مثلاً "المنجد" اور "المعجم الوسیط" وغیرہ میں جہاں

ماڈے "فاء" کلمہ کی ترتیب سے ہوتے ہیں پہلے ناقص واوی کا بیان ہوتا ہے اور اس کے فورًا بعد ناقص یائی مذکور ہوتا ہے، اس لیے یہاں بھی مادہ کی تلاش میں زیادہ پریشانی نہیں ہوتی۔

مشق نمبر 73

مادّہ غ ش و (س) سے ماضی معروف، مضارع معروف، ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی صرفِ کبیر کریں۔

ناقص (حصّہ چہارم ـ"صرفِ صغیر")

(Deficient Verbs-4 "Sarf-e-Sagheer")

76:1 اس سبق میں ان شاء اللہ ہم صرفِ صغیر کے بقیہ الفاظ یعنی فعلِ امر، اسم الفاعل، اسم المفعول اور مصدر میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کریں گے اور اس حوالہ سے کچھ نئے قواعد سیکھیں گے۔

76:2 ناقص کا **چوتھا قاعدہ** یہ ہے کہ ساکن حرفِ علت کو جب مجزوم کرتے ہیں تو وہ گر جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا اطلاق زیادہ تر ناقص کے مضارع مجزوم پر ہوتا ہے۔ مثلاً تَدْعُوْ سے فعلِ امر بنانے کے لیے علامت مضارع گرائی اور ہمزۃ الوصل لگایا تو اُدْعُوْ بنا۔ اب لام کلمہ کو مجزوم کیا تو "و" گر گیا۔ اس طرح اس کا فعلِ امر اُدْعُ استعمال ہوگا۔ اسی طرح یَدْعُوْ پر جب لَمْ داخل ہوگا تو لام کلمہ مجزوم ہوگا اور "و" گر جائے گا۔ اس لیے لَمْ یَدْعُوْ کے بجائے لَمْ یَدْعُ استعمال ہوگا۔

76:3 یہ بات نوٹ کرلیں کہ ناقص کا مضارع جب منصوب ہوتا ہے تو اس کا حرفِ علت برقرار رہتا ہے البتہ اس پر فتحہ (ـَ) آجاتا ہے جیسے یَدْعُوْ سے لَنْ یَّدْعُوَ ہو جائے گا۔

76:4 ناقص کا **پانچواں قاعدہ** یہ ہے کہ ناقص کے لام کلمہ پر اگر تنوین ضمہ (ـٌ) ہو اور ما قبل متحرک ہو تو لام کلمہ گر جاتا ہے اور اس کے ما قبل اگر ضمہ (ـُ) یا کسرہ (ـِ) تھا تو اس کی جگہ تنوین کسرہ (ـٍ) آئے گی اور اگر فتحہ (ـَ) تھا تو تنوین فتحہ (ـً) آئے گی۔ اس قاعدہ کا اطلاق زیادہ تر ناقص کے اسم الفاعل اور اسم الظرف پر ہوتا ہے۔ اس لیے دو الگ الگ مثالوں کی مدد سے ہم اس قاعدہ کو سمجھیں گے۔ پہلے اسم الفاعل کی مثال اور پھر اسم الظرف کی مثال لیں گے۔

76:5 دَعَا (دَعَوَ) کا اسم الفاعل فَاعِلٌ کے وزن پر دَاعِوٌ بنتا ہے۔ اس میں "و" چوتھے نمبر پر ہے اس لیے پہلے یہ ناقص کے قاعدہ نمبر 4(ب) کے تحت دَاعِیٌ ہوگا۔ پھر مذکور بالا پانچویں قاعدہ کے تحت لام کلمہ سے "ی" گر جائے گی۔ ما قبل چونکہ کسرہ (ـِ) ہے اس لیے اس کی جگہ تنوین کسرہ (ـٍ) آئے گی تو لفظ دَاعٍ بنے گا۔ اس کو دو طرح سے لکھ سکتے ہیں یعنی دَاعٍ بھی اور دَاعِیٍ بھی۔ دوسری شکل میں "ی" صرف لکھی جائے گی لیکن پڑھنے میں صامت (SILENT) رہے گی۔

76:6 اب یہ نوٹ کرلیں کہ ناقص کے اسم الفاعل پر جب لام تعریف داخل ہوتا ہے تو پھر اس پر مذکورہ قاعدہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دَاعِیٌ پر جب لام تعریف داخل ہوگا تو یہ اَلدَّاعِیُ بنے گا۔ اب لام کلمہ پر تنوین ضمہ (ـٌ) نہیں ہے اس لیے اس پر پانچویں قاعدہ کا اطلاق نہیں ہوگا۔ البتہ ناقص کے دوسرے قاعدے کے تحت یہ اَلدَّاعِیُ سے تبدیل ہو کر اَلدَّاعِیْ بن جائے گا۔ خیال رہے کہ قرآنِ مجید کی خاص املاء میں چند مقامات پر لامِ تعریف

کے باوجود لام کلمہ کی "ی" کو خلافِ قاعدہ گرا دیا گیا ہے۔ مثلاً یَوۡمَ یَدۡعُ الدَّاعِ (القمر: ٦) "جس دن پکارنے والا پکارے گا" جو دراصل اَلدَّاعِیۡ ہے۔ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ (الکھف: ١٧) (پس وہی ہدایت یافتہ ہے) بھی دراصل اَلۡمُهۡتَدِیۡ ہے۔

76:7 اب دیکھیں کہ دَعَا (دَعَوَ) کا اسم الظّرف مَفۡعَلٌ کے وزن پر اصلاً مَدۡعَوٌ بنتا ہے۔ یہ بھی پہلے مَدۡعَیٌ ہو گا پھر اس کا لام کلمہ گرے گا۔ ماقبل چونکہ فتحہ (ـَ) ہے اس لیے اس پر تنوینِ فتحہ (ـً) آئے گی تو یہ مَدۡعًی استعمال ہو گا۔

76:8 ناقص سے اسم المفعول بنانے کے لیے کوئی نیا قاعدہ نہیں سیکھنا ہوتا۔ دَعَا (دَعَوَ) کا اسم المفعول مَفۡعُوۡلٌ کے وزن پر مَدۡعُوۡوٌ بنتا ہے۔ اس میں لام کلمہ پر تنوینِ ضمہ (ـٌ) تو موجود ہے لیکن ماقبل متحرک نہیں ہے اس لیے اس پر پانچویں قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ البتہ یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ مثلین یکجا ہیں، پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہے، اس لیے ان کا ادغام ہو جائے گا اور مَدۡعُوٌّ استعمال ہو گا۔

76:9 نوٹ کر لیں کہ ناقص یائی کا اسم المفعول خلافِ قاعدہ استعمال ہوتا ہے۔ اس میں پہلے مَفۡعُوۡلٌ (وزن) کے "و" کو "ی" میں بدل دیتے ہیں اور عین کلمہ کا ضمّہ (ـُ) بھی کسرہ (ـِ) میں بدل دیتے ہیں، پھر دونوں "ی" کا ادغام ہو جاتا ہے۔ اس طرح ناقص یائی سے اسم المفعول کا وزن مَفۡعِیٌّ رہ جاتا ہے۔ مثلاً رَمٰی، یَرۡمِیۡ سے مَرۡمِیٌّ اور ھَدٰی، یَھۡدِیۡ سے مَھۡدِیٌّ وغیرہ۔

76:10 پیراگراف 71:3 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اجوف ثلاثی مجرد میں اسم الفاعل بناتے وقت حرفِ علت کو ہمزہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اب یہ نوٹ کر لیں کہ یہ تبدیلی بھی ناقص کے قاعدے کے تحت ہوتی ہے۔ چنانچہ ناقص کا **چھٹا قاعدہ** یہ ہے کہ کسی اسم کے حرفِ علت کے ماقبل اگر الف زائدہ ہو تو اس حرف علت کو ہمزہ میں بدل دیں گے۔ جیسے سَمَاوٌ سے سَمَاءٌ (آسمان) اور بِنَایٌ سے بِنَاءٌ (عمارت) وغیرہ۔ نوٹ کر لیں کہ الف زائدہ سے مراد وہ الف ہے جو کسی مادّہ کے "و" یا "ی" سے بدل کر نہ بنا ہو بلکہ صرف کسی وزن میں آتا ہو۔

76:11 اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اجوف میں اس قاعدہ کا استعمال محدود ہے جبکہ ناقص میں یہ قاعدہ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ مجرد کے بعض مصادر، جمع مکسر کے بعض اوزان اور مزید فیہ کے اُن تمام مصادر میں استعمال ہوتا ہے جن کے آخر پر "الٌ" آتا ہے یعنی اِفۡعَالٌ، فِعَالٌ، اِفۡتِعَالٌ، اِنۡفِعَالٌ اور اِسۡتِفۡعَالٌ۔ مجرد کے مصادر میں سے دُعَاوٌ سے دُعَاءٌ اور جَزَایٌ سے جَزَآءٌ وغیرہ۔ جمع مکسر کے اوزان اَفۡعَالٌ اور فِعَالٌ میں اَسۡمَاوٌ سے اَسۡمَآءٌ اور نِسَاوٌ سے نِسَآءٌ وغیرہ، اور مزید فیہ کے مصادر میں سے اِخۡفَایٌ سے اِخۡفَآءٌ (چھپانا)، لِقَایٌ سے لِقَاءٌ (ملاقات کرنا)،

اِبْتِلَاوٌ سے اِبْتِلَاءٌ (آزمانا) اور اِسْتِسْقَایٌ سے اِسْتِسْقَاءٌ (پانی طلب کرنا) وغیرہ۔

76:12 اب ناقص مادّوں سے بننے والے بعض اسماء کو سمجھ لیں جن کا لام کلمہ گر جاتا ہے اور لفظ صرف دو حرفوں یعنی "فاء" اور "عین" کلمہ پر مشتمل رہ جاتا ہے۔ اس قسم کے متعدد اسماء قرآنِ کریم میں بھی استعمال ہوئے ہیں، مثلاً اَبٌ، اَخٌ وغیرہ۔ اس قسم کے الفاظ کی اصلی شکل کے نونِ تنوین کو ظاہر کر کے لکھیں اور گزشتہ قواعد کو ذہن میں رکھ کر غور کریں تو ان میں ہونے والی تبدیلیوں کو آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

76:13 اَبٌ دراصل اَبَوٌ تھا۔ اس کے نونِ تنوین کھولیں گے تو یہ اَبَوُنْ ہو گا۔ اب حرفِ علت متحرک اور ماقبل ساکن ہے۔ اجوف کے قاعدہ نمبر 2 کے تحت حرکت ماقبل کو منتقل ہوئی تو یہ اَبُوْنْ ہو گیا۔ پھر اجوف کے قاعدہ نمبر 3 کے تحت "و" گرا تو اَبُنْ بچا جسے اَبٌ لکھتے ہیں۔ اسی طرح سے:

اَخٌ:	اَخَوٌ =	اَخَوُنْ =	اَخُوْنْ =	اَخُنْ =	اَخٌ
غَدٌ:	غَدْوٌ =	غَدْوُنْ =	غَدُوْنْ =	غَدُنْ =	غَدٌ
دَمٌ:	دَمْیٌ =	دَمْیُنْ =	دَمُیْنْ =	دَمُنْ =	دَمٌ
یَدٌ:	یَدْیٌ =	یَدْیُنْ =	یَدُیْنْ =	یَدُنْ =	یَدٌ

یہی وجہ ہے کہ ان اسماء کے مثنیٰ میں "و" یا "ی" پھر لوٹ آتی ہے جیسے اَبَوَانِ، دَمَیَانِ وغیرہ۔ البتہ یَدَیَانِ بصورت یَدَانِ ہی استعمال ہوتا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

ل ق ی (س) لِقَاءً: پالینا، سامنے آنا (افعال): سامنے کرنا، پھینکنا، ڈالنا (تفعیل): دینا (مفاعلہ): آمنے سامنے آنا، ملاقات کرنا (تفعّل): حاصل کرنا، سیکھنا	ش ر ی (ض) شِرَاءً: سوداگری کرنا، خریدنا، بیچنا (افتعال): خریدنا ن د ی (س) نَدَاوَةً: کسی چیز کا تر ہو جانا (مفاعلۃ): آواز بلند کرنا، پکارنا (حلق تر کر کے)
س ق ی (ض) سَقْیًا: (خود) پلانا	د ع و (ن) دُعَاءً: پکارنا (مدد کے لیے)

(افعال): پینے کے لیے دینا (استفعال): پینے کے لیے مانگنا	دَعْوَةً: دعوت دینا دَعَالَهُ: کسی کے حق میں دعا کرنا
رَ ضِ ی (س) رِضْوَانًا: راضی ہونا، پسند کرنا	دَعَا عَلَيْهِ: کسی کے خلاف دعا کرنا
هـ د ی (ض) هُدًی، هِدَايَةً: ہدایت دینا (افتعال): ہدایت پانا	ءَ تَ ی (ض) اِتْيَانًا: آنا، حاضر ہونا (افعال): حاضر کرنا، دینا
خَ شِ ی (س) خَشْيَةً: کسی کی عظمت کے علم سے دل پر ہیبت یا خوف طاری ہونا	عَ طَ وَ (ن) عَطْوًا: لینا (افعال): دینا
خَ لَ وَ (ن) خَلَاءً: جگہ کا خالی ہونا خَلْوَةً: تنہائی میں ملنا	كَ فَ ی (ض) كِفَايَةً: ضرورت سے بے نیاز کرنا، کافی ہونا
قَ ضَ ی (ض) قَضَاءً: کام کا فیصلہ کر دینا یا کام پورا کر دینا	سَ عَ ی (ف) سَعْيًا: تیز دوڑنا، کوشش کرنا
مَ شَ ی (ض) مَشْيًا: چلنا	مَرِ حَ (س) مَرَحًا: اترانا

مشق نمبر 74 (الف)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں:

1. وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (الدھر:۲۱)

---

2. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحۃ:۵)

---

3. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ (البیّنۃ:۸)

---

4. اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ (النحل:١٢٥)

5. اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:٢٨)

6. سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (آلِ عمران:١٥١)

7. وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ (البقرة:١٤)

8. وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ:٥)

9. وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (بنی اسرائیل:٣٧)

10. فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ (البقرة:١٣٧)

11. وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (بنی اسرائیل:٢٣)

12. وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرة:٢٦٩)

13. قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى (طٰهٰ:١٩)

14. اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ (الجمعة:٩)

15. فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (طٰهٰ:٧٢)

16. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ (البقرة:٨٦)

17. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (الزمر:٣٦)

18. وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ (البقرة:٦٠)

19. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الاعراف:٤٣)

20. وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا (حم السجدة:٣٥)

21. فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (البقرة:٣٧)

22. وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ (البقرۃ:۲۲۳)

مشق نمبر 74 (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

نمبر	اسماء وافعال	قسم	مادہ	باب	صیغہ
1.	سَقٰی				
2.	اِهْدِ				
3.	رَضُوْا				
4.	يَخْشٰى				
5.	نُلْقِیْ				
6.	لَقُوْا				
7.	خَلَوْا				
8.	يُعْطِیْ				
9.	تَرْضٰى				
10.	لَاتَمْشِ				
11.	يَكْفِیْ				
12.	يُؤْتِیْ				
13.	اُوْتِیَ				

لفیف
(Highly Deficient Verbs)

77:1 پیراگراف 63:7 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے مادّہ میں دو جگہ حرفِ علت آجائے اسے لفیف کہتے ہیں۔ اگر حروفِ علت "فاء" کلمہ اور "لام" کلمہ کی جگہ آئیں اور ان کے درمیان میں یعنی عین کلمہ کی جگہ کوئی حرفِ صحیح ہو گا تو ایسے فعل کو "لفیفِ مفروق" کہتے ہیں، جیسے وَقٰی (وَقَیَ) "بچانا"۔ لیکن اگر حروفِ علت باہم قرین یعنی ساتھ ساتھ ہوں تو ایسے فعل کو لفیفِ مقرون کہتے ہیں، جیسے رَوٰی (رَوَیَ) "روایت کرنا"۔

77:2 اب یہ بات بھی ذہن میں واضح کرلیں کہ لفیفِ مفروق = مثال + ناقص ہے۔ اس لیے کہ فاء کلمہ پر حرفِ علت ہونے کی وجہ سے وہ مثال ہوتا ہے اور لام کلمہ پر حرفِ علت ہونے کی وجہ سے وہ ناقص بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح سے لفیفِ مقرون = اجوف + ناقص ہے۔ یعنی عین کلمہ پر حرفِ علت ہونے کی وجہ سے وہ اجوف ہے اور لام کلمہ پر حرفِ علت ہونے کی وجہ سے وہ ناقص بھی ہے۔

77:3 لفیفِ مفروق اور لفیف مقرون میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لیے کسی نئے قاعدہ کو سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف یہ اصول یاد کرلیں کہ لفیفِ مفروق پر مثال اور ناقص دونوں کے قواعد کا اطلاق ہو گا یعنی اس کے فاء کلمہ کا حرفِ علت مثال کے قواعد کے تحت اور لام کلمہ کا حرفِ علت ناقص کے قواعد کے تحت تبدیل ہو گا۔ جبکہ لفیفِ مقرون پر اجوف کے قواعد کا اطلاق نہیں ہو گا بلکہ صرف ناقص کے قواعد کا اطلاق ہو گا۔ یعنی اس کے عین کلمہ کا حرفِ علت تبدیل نہیں ہو گا اور لام کلمہ کا حرفِ علت ناقص کے قواعد کے تحت تبدیل ہو گا۔ اس اصول کے ساتھ ساتھ لفیف ماڈوں کے متعلق کچھ وضاحتیں بھی ذہن نشین کرلیں تو ان کو سمجھنے اور استعمال کرنے میں آپ کو کافی مدد مل جائے گی۔

77:4 اوپر آپ کو بتایا گیا ہے کہ لفیفِ مفروق وہ ہوتا ہے جس کے فاء کلمہ اور لام کلمہ پر حرفِ علت آئے۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ لفیفِ مفروق میں فاء کلمہ پر ہمیشہ "و" اور لام کلمہ پر "ی" آتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ فاء کلمہ پر "ی" اور لام کلمہ پر "و" آئے۔ البتہ "ی د ی" مادّہ ایک استثناء ہے جس سے لفظ یَدٌ (ہاتھ) ماخوذ ہے۔

77:5 لفیفِ مفروق ثلاثی مجرد کے باب ضَرَبَ اور سَمِعَ سے آتا ہے جبکہ باب حَسِبَ سے بہت ہی کم استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے فاء کلمہ کے "و" پر مثال کا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ یعنی باب ضَرَبَ اور حَسِبَ کے مضارع سے "و" گر جاتا ہے مگر باب سَمِعَ کے مضارع میں برقرار رہتا ہے، جبکہ تینوں ابواب کے لام کلمہ پر ناقص کا قاعدہ جاری

ہوتا ہے۔ جیسے باب ضَرَبَ میں وَقَیَ یَوْقِیُ سے وَقٰی یَقِیْ باب حَسِبَ میں وَلِیَ یَوْلِیُ سے وَلِیَ یَلِیْ (قریب ہونا) اور باب سَمِعَ میں وَهِیَ یَوْهَیُ سے وَهِیَ یَوْهٰی (کمزور ہونا) ہو جائے گا۔

77:6 لفیفِ مفروق میں مثال اور ناقص دونوں کے قواعد کے اطلاق کا ایک خاص اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے امر حاضر کے پہلے صیغے میں فعل کا صرف عین کلمہ باقی بچتا ہے۔ مثلاً وَقٰی، یَقِیْ سے مضارع یَوْقِیُ کے بجائے یَقِیْ استعمال ہوتا ہے۔ اس سے جب فعل امر بنانے کے لیے علامتِ مضارع گراتے ہیں توقِیْ باقی بچتا ہے۔ پھر جب لام کلمہ "ی" کو مجزوم کرتے ہیں تو وہ بھی گر جاتی ہے۔ اس طرح فعل امر "قِ" (تُو بچا) استعمال ہوتا ہے۔

77:7 اوپر آپ کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لفیفِ مقرون وہ ہوتا ہے جس میں حروفِ علت باہم قرین یعنی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ عام طور پر کسی مادّے کے عین اور لام کلمہ پر حروفِ علت یکجا ہوتے ہیں۔ فاء اور عین کلمہ پر ان کے یکجا ہونے والے مادّے بہت کم ہیں اور جو چند ایسے مادے ہیں بھی تو عموماً ان سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآنِ کریم میں ایسے مادّے دو لفظوں وَیْلٌ (خرابی، تباہی وغیرہ) اور یَوْمٌ (دن) میں آئے ہیں۔ اگرچہ عربی ڈکشنریوں میں ان دونوں مادّوں سے ایک آدھ فعل بھی مذکور ہوا ہے لیکن قرآنِ کریم میں ان سے ماخوذ کوئی صیغہ فعل کہیں وارد نہیں ہوا۔ لٰہذا عربی گرامر میں جب لفیفِ مقرون کا ذکر ہوتا ہے تو اس سے مراد وہی مادّہ ہوتا ہے جس میں عین کلمہ اور لام کلمہ حرفِ علت ہوں۔

77:8 لفیفِ مقرون میں عین کلمہ پر "و" اور لام کلمہ پر "ی" ہی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ عین کلمہ پر "ی" اور لام کلمہ پر "و" ہو، اور یہ مجرد کے صرف دو ابواب ضَرَبَ اور سَمِعَ سے آتا ہے۔ دونوں ابواب میں عین کلمہ کا "و" تبدیل نہیں ہوتا جبکہ لام کلمہ کی "ی" میں قواعد کے مطابق تبدیلی آتی ہے۔ مثلاً ضَرَبَ میں غَوَیَ، یَغْوِیُ سے غَوٰی یَغْوِیْ (بہک جانا) اور سَمِعَ میں سَوِیَ، یَسْوَیُ سے سَوِیَ، یَسْوٰی (برابر ہونا) ہو جائے گا۔

77:9 بعض دفعہ لفیفِ مقرون مضاعف بھی ہوتا ہے یعنی عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں "و" یا دونوں "ی" ہوتے ہیں۔ مثلاً ج و و جس کا اسم اَلْجَوُّ (زمین اور آسمانوں کی درمیانی فضا) قرآنِ کریم میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ح ی ی اور ع ی ی بھی قرآنِ کریم میں آئے ہیں۔ ایسی صورت میں مثلین کا ادغام اور فک ادغام دونوں جائز ہیں، یعنی حَیِیَ یَحْیَیُ سے حَیِیَ یَحْیٰی (زندہ ہونا / رہنا) بھی درست ہے اور حَیَّ، یَحَیُّ بھی درست ہے۔ اسی طرح عَیِیَ، یَعْیَیُ سے عَیِیَ، یَعْیٰی (تھک کر رہ جانا، عاجز ہونا) اور عَیَّ، یَعَیُّ دونوں درست ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

سَ وِ یَ (س) سِوًی: برابر ہونا، درست ہونا	وَ قَ یَ (ض) وِقَایَۃً: بچانا
(تفعیل): نوک پلک درست کرنا	(افتعال): بچنا، پرہیز کرنا
(افتعال): برابر ہونا	تَقْوٰی: اللہ کے ناراض ہونے کا خوف
اِسْتَوٰی عَلٰی: کسی چیز پر متمکن ہونا، غالب آنا	ءَ ذِ یَ (س) اَذًی: تکلیف پہنچنا
اِسْتَوٰی اِلٰی: متوجہ ہونا، قصد و ارادہ کرنا	(افعال): تکلیف پہنچانا
وَ فَ یَ (ض) وَفَاءً: نذر یا وعدہ پورا کرنا	ھَ وِ یَ (س) ھَوًی: چاہنا، پسند کرنا
(افعال): وعدہ پورا کرنا	(ض) ھَوِیًّا: تیزی سے نیچے اترنا
(تفعیل): حق پورا دینا	اَلْھَوَاءُ: فضا، ہوا
(تفعّل): حق پورا لینا، موت دینا	اَلْھَوٰی: خواہش، عشق
حَ یِ یَ (س) حَیَاۃً: زندہ رہنا	لَ وَ یَ (ض) لَیًّا: رسی بٹنا، موڑنا
حَیَاءً: شرمانا، حیا کرنا	عَ یِ یَ (س) عَیًّا: کام سے تھک جانا، عاجز ہونا
(افعال): زندہ کرنا، زندگی دینا	لَ حِ قَ (س) لَحْقًا: کسی سے جاملنا
(تفعیل): درازئ عمر کی دعا دینا، سلام کرنا	(افعال): کسی کو کسی سے ملا دینا
(استفعال): شرم کرنا، باز رہنا	بَ خَ سَ (ف) بَخْسًا: گھٹانا
حَیَّ: متوجہ ہو، جلدی کرو	

مشق نمبر 75 (الف)

مندرجہ ذیل مادّوں سے ان کے سامنے دیئے گئے ابواب میں اصلی اور تبدیل شدہ شکل میں صرفِ صغیر کریں:

1. وق ی: (ض)، افتعال
2. وف ی: افعال، تفعیل، تفعّل
3. س و ی: تفعیل، افتعال
4. ح ی ی: (س)، افعال، استفعال

مشق نمبر 75 (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

نمبر	اسماء وافعال	قسم	مادہ	باب	صیغہ
1.	اِسْتَوٰی				
2.	سَوّٰی				
3.	يَسْتَوِیْ				
4.	سَوَّيْتُ				
5.	اَوْفُوْا				
6.	اُوْفِیْ				
7.	اَوْفٰی				
8.	نُوَفِّیْ				
9.	تَوَفَّ				
10.	تُوُفّٰی				
11.	وَفّٰی				
12.	يَتَوَفّٰی				
13.	يُحْيِیْ				
14.	اُحْيِیْ				
15.	حُيِّيْتُمْ				

16.	تَحِیَّةٌ				
17.	حَیُّوْا				
18.	یَحْیٰی				
19.	اَحْیٰی				
20.	یَسْتَحْیِیْ				
21.	نَحْیَا				
22.	اِتَّقٰی				
23.	مُتَّقُوْنَ				
24.	قِ				
25.	وَاقٍ				
26.	اِنْ تَتَّقُوْا				
27.	قُوْا				
28.	تَقِیْ				
29.	وَقٰی				
30.	تَهْوٰی				
31.	تَهْوِیْ				

مشق نمبر 75 (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں:

1. سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ (البقرۃ:٦)

2. هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ (البقرۃ:٢٩)

3. اَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (البقرۃ:٤٠)

4. اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ (البقرۃ:٢٥٨)

5. اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ (آلِ عمران:٥٥)

6. مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (آلِ عمران:٧٦)

7. سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آلِ عمران:١٩١)

8. وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا (النساء:٨٦)

9. كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ (المائدۃ:٧٠)

10. قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ (المائدۃ:۱۰۰)

11. يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال:۲۴)

12. وَ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ (الانفال:۴۲)

13. ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ (یونس:۳)

14. تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف:۱۰۱)

15. مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ (الرعد:۳۷)

16. فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىْٓ اِلَيْهِمْ (ابراھیم:۳۷)

17. فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (الحجر:۲۹)

18. وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ (النحل:۱۱۱)

19. وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ (النور:۳۹)

20. قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ (السجدۃ:۱۱)

21. اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِىَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ (الاحزاب:۵۳)

22. وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (الطور:۱۸)

23. قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:۶)

24. سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى (الاعلیٰ:۱-۲)

اسمـاءُالعـدد (حصّہ اوّل)
(Nouns of Number-1)

78:1 اسماء العدد، اشیاء کی تعداد یا تناسب یا ترتیب کو ظاہر کرتے ہیں۔ اشیاء کی تعداد ظاہر کرنے والے عدد کو "عددِ اصلی"، تناسب ظاہر کرنے والے عدد کو "عددِ کسری" اور ترتیب ظاہر کرنے والے عدد کو "عددِ ترتیبی" یا "عددِ وصفی" کہتے ہیں۔ مثلاً "چار کتابیں" میں چار عددِ اصلی ہے۔ "چوتھائی حصّہ" میں چوتھائی عددِ کسری ہے۔ "تیسری سورۃ" میں تیسری عددِ ترتیبی ہے۔ اب ہم علیحدہ علیحدہ عدد کی ان اقسام کی تفصیل سمجھیں گے۔

78:2 عددِ اصلی کو عربی زبان میں حسبِ ذیل چار گروپس میں تقسیم کیا جاتا ہے:

i) مفرد: ایک (1) سے لے کر دس (10) تک، ایک سو (100) اور ایک ہزار (1000)۔ یہ اعداد ایک لفظ پر مشتمل ہوتے ہیں لہٰذا مفرد کہلاتے ہیں۔

ii) مرکب: گیارہ (11) سے لے کر انیس (19) تک۔ یہ اعداد دو الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں لہٰذا مرکب کہلاتے ہیں۔

iii) عقود: دہائیاں یعنی بیس (20)، تیس (30)، چالیس (40)، پچاس (50)، ساٹھ (60)، ستر (70)، اسی (80)، نوے (90)۔

iv) معطوف: عقود کے علاوہ اکیس (21) سے لے کر ننانوے (99) تک کے اعداد۔ یہ اعداد مفرد اور عقود اعداد کو جوڑ کر بنائے جاتے ہیں۔

78:3 اب ہم عربی زبان میں مذکورہ بالا اعداد بنانے کے قواعد سیکھیں گے۔ عربی زبان میں اعداد بنانے کا قاعدہ انگریزی زبان کی طرح ہے لیکن عربی زبان میں اعداد کے لیے مذکر و مؤنث کے صیغے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔

78:4 عربی زبان میں مفرد اعداد کی گنتی حسبِ ذیل ہے:

عدد	مذکر	مؤنث
1	وَاحِدٌ	وَاحِدَةٌ
2	اِثْنَانِ / اِثْنَيْنِ	اِثْنَتَانِ / اِثْنَتَيْنِ
3	ثَلَاثَةٌ	ثَلَاثٌ
4	اَرْبَعَةٌ	اَرْبَعٌ

5	خَمْسَةٌ	خَمْسٌ
6	سِتَّةٌ	سِتٌّ
7	سَبْعَةٌ	سَبْعٌ
8	ثَمَانِيَةٌ	ثَمَانٍ
9	تِسْعَةٌ	تِسْعٌ
10	عَشَرَةٌ/عَشْرَةٌ	عَشَرٌ/عَشْرٌ

مفرد اعداد کے حوالے سے نوٹ کریں کہ:

i) ایک اور دو کے لیے مؤنث اعداد قاعدہ کے مطابق آتے ہیں لیکن تین سے دس تک قاعدہ کے برعکس مذکر اعداد کے ساتھ "ۃ" آتی ہے اور مؤنث اعداد کے ساتھ "ۃ" نہیں آتی۔

ii) اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ میں ہمزہ دراصل ہمزۃ الوصل ہوتا ہے۔

iii) آٹھ کے لیے مونث عدد ثَمَانِيٌ آتا ہے جو ناقص کے قاعدہ کے تحت ثَمَانٍ بولا جاتا ہے۔

iv) مفرد اعداد کی ادائیگی وقف کے ساتھ کی جاتی ہے یعنی انھیں بولتے وقت وقف کیا جاتا ہے۔

78:5 آیئے اب عربی زبان میں مرکب اعداد کی گنتی دیکھتے ہیں:

عدد	مذکر	مؤنث
11	اَحَدَعَشَرَ	اِحْدٰی عَشْرَةَ
12	اِثْنَا عَشَرَ	اِثْنَتَا عَشْرَةَ
13	ثَلَاثَةَ عَشَرَ	ثَلَاثَ عَشْرَةَ
14	اَرْبَعَةَ عَشَرَ	اَرْبَعَ عَشْرَةَ

15	خَمْسَةَ عَشَرَ	خَمْسَ عَشْرَةَ
16	سِتَّةَ عَشَرَ	سِتَّ عَشْرَةَ
17	سَبْعَةَ عَشَرَ	سَبْعَ عَشْرَةَ
18	ثَمَانِيَةَ عَشَرَ	ثَمَانِيَ عَشْرَةَ
19	تِسْعَةَ عَشَرَ	تِسْعَ عَشْرَةَ

مرکب اعداد میں وَاحِدٌ کی جگہ اَحَدَ اور وَاحِدَةٌ کی جگہ اِحْدٰی استعمال ہوتا ہے۔

78:6 عربی زبان میں عقود اعداد کی گنتی مذکر و مؤنث کے لیے یکساں ہوتی ہے اور وہ حسبِ ذیل ہے:

عدد	رفع	نصب وجر
20	عِشْرُوْنَ	عِشْرِيْنَ
30	ثَلٰثُوْنَ	ثَلٰثِيْنَ
40	اَرْبَعُوْنَ	اَرْبَعِيْنَ
50	خَمْسُوْنَ	خَمْسِيْنَ
60	سِتُّوْنَ	سِتِّيْنَ
70	سَبْعُوْنَ	سَبْعِيْنَ
80	ثَمَانُوْنَ	ثَمَانِيْنَ
90	تِسْعُوْنَ	تِسْعِيْنَ

78:7 معطوف اعداد کی گنتی حسب ذیل ہے:

عدد	مذکر	مؤنث
21	وَاحِدٌ وَّعِشْرُوْنَ	اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ
22	اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ	اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ
23	ثَلَاثَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	ثَلَاثٌ وَّعِشْرُوْنَ
24	اَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ
25	خَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ
26	سِتَّةٌ وَّعِشْرُوْنَ	سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ
27	سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	سَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ
28	ثَمَانِيَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ
29	تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ

نوٹ کریں کہ:

i) 28 کے ہندسے کی عربی میں ثَمَانٍ استعمال ہوا ہے جو بقیہ اعداد سے مختلف ہے۔

ii) عقود کے علاوہ ننانوے (99) تک گنتی اسی طرح ہوتی ہے۔

78:8 اب ہم دوبارہ مفرد اعداد کی طرف آتے ہیں۔ مفرد اعداد میں ایک سے دس تک کے اعداد کے علاوہ ایک سو اور ایک ہزار بھی شامل ہوتے ہیں۔ اِن کی اور اِن کے مثنّٰی و جمع کی عربی مذکر و مؤنث کے لیے یکساں اور حسبِ ذیل ہے:

عدد	مذکر و مؤنث
100	مِئَةٌ/مِائَةٌ
1000	اَلْفٌ
200	مِئَتَانِ/مِائَتَانِ
2000	اَلْفَانِ/اَلْفَيْنِ
300	ثَلَاثُمِائَةٍ
3000	ثَلَاثَةُ اٰلَافٍ
400	اَرْبَعُمِائَةٍ
4000	اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ
11000	اَحَدَ عَشَرَ اَلْفًا
12000	اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا

آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ تین سو کے لیے عربی میں ثَلَاثُ استعمال ہوا ہے لیکن تین ہزار کے لیے عربی میں ثَلَاثَةُ آیا ہے۔ اسی طرح تین سو کے لیے عربی میں مِائَةٍ حالت جر میں اور واحد استعمال ہوا ہے جبکہ تین ہزار کے لیے عربی میں اَلْفٍ پر اعراب تو جر ہی کا ہے لیکن اس کی جمع اٰلَافٍ استعمال ہوئی ہے۔ مِائَةٌ کی جمع اکثر و بیشتر مِئَاتٌ یعنی جمع سالم و مؤنث استعمال ہوتی ہے جبکہ اَلْفٌ کی جمع اٰلَافٌ (کئی ہزار) یا اُلُوْفٌ بھی استعمال ہوتی ہے۔

ایک لاکھ کے لیے عربی مِائَةُ اَلْفٍ (ایک سو ہزار)، دس لاکھ کے لیے عربی اَلْفُ اَلْفٍ (ایک ہزار ہزار) یا مِلْيُوْنَ اور ایک کروڑ کے لیے عربی عَشَرَةُ اٰلَافِ اَلْفٍ (دس ہزار ہزار) یا عَشَرَةُ مَلَايِيْنَ یا كُرٌّ ہوتی ہے۔

78:9 تین سے نو تک کے غیر معین اعداد کے لیے لفظ بِضْعٌ (مؤنث کے لیے) اور بِضْعَةٌ (مذکر کے لیے) استعمال ہوتا ہے۔ دس سے اوپر کے غیر معین اعداد کے لیے نَيِّفٌ (مذکر مؤنث دونوں کے لیے) استعمال ہوتا ہے اور یہ کسی دہائی، سیکڑہ یا ہزار کے بعد ہی استعمال ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم میں یہ کہیں استعمال نہیں ہوا۔

78:10 اب تک ہم نے تمام اعدادِ اصلی کی عربی گنتی سیکھ لی ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مرکب اعداد کے علاوہ اعداد کی تمام اقسام منصرف ہیں۔ مرکب اعداد میں سے بارہ کے لیے اِثْنَا یا اِثْنَتَا منصرف ہیں اور باقی تمام اعداد مبنی ہیں۔

78:11 اب آیئے چند ہندسوں کی عربی ہم مثالوں کے ذریعہ سمجھتے ہیں:

5500	خَمْسَةُ اٰلَافٍ وَّخَمْسُمِائَةٍ
6650	سِتَّةُ اٰلَافٍ وَّسِتُّمِائَةٍ وَّخَمْسُوْنَ
302	ثَلَاثُمِائَةٍ وَّاِثْنَانِ (مذکر کے لیے) ثَلَاثُمِائَةٍ وَّاِثْنَتَانِ (مؤنث کے لیے)
1217	اَلْفٌ وَّمِائَتَانِ وَسَبْعَةَ عَشَرَ (مذکر کے لیے) اَلْفٌ وَّمِائَتَانِ وَسَبْعَ عَشْرَةَ (مؤنث کے لیے)
4036	اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ وَّسِتَّةٌ وَّثَلَاثُوْنَ (مذکر کے لیے) اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ وَّسِتٌّ وَّثَلَاثُوْنَ (مؤنث کے لیے)

آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ پہلے ہزار کی، پھر سیکڑوں کی، پھر اکائی کی اور پھر دہائی کی عربی کی جاتی ہے۔ اکثر و بیشتر یہ ہی ترتیب گنتی کرتے ہوئے اختیار کی جاتی ہے۔ البتہ اس کے برعکس ترتیب بھی جائز ہے یعنی 4036 کی عربی مذکر کے لیے سِتَّةٌ وَّثَلَاثُوْنَ وَاَرْبَعَةُ اٰلَافٍ بھی کی جاسکتی ہے۔

مشق نمبر 76 (الف)

مذکر و مؤنث اعداد کے لیے اکیاسی (81) سے ننانوے (99) تک کی گنتی تحریر کریں۔

مشق نمبر 76 (ب)

مندرجہ ذیل اعداد کی مذکر و مؤنث کے لیے عربی بنائیں:

i) 7310   ii) 1405   iii) 2180

iv) 615   v) 943   vi) 8765

مشق نمبر 76 (ج)

مندرجہ ذیل اعداد اردو میں تحریر کریں اور ان کی تذکیر و تانیث کی نشاندہی کریں:

1. ثَمَانِيَةُ اٰلَافٍ وَّ مِائَةٌ
2. تِسْعُمِائَةٍ وَّ عَشَرَةٌ
3. تِسْعَةُ اٰلَافٍ وَّ تِسْعُمِائَةٍ وَّ تِسْعُوْنَ
4. اَلْفَانِ وَ مِائَتَانِ وَ اثْنَا عَشَرَ
5. خَمْسُمِائَةٍ وَّ اَرْبَعٌ
6. ثَلٰثَةُ اٰلَافٍ وَّ سِتٌّ وَّ سَبْعُوْنَ

اسماء العدد (حصّہ دوم)

(Nouns of Number-2)

79:1 پچھلے سبق میں ہم نے پڑھا کہ اشیاء کے تناسب کو ظاہر کرنے والے عدد "عددِ کسری" یا "کسور" کہلاتے ہیں۔ کسور کی عربی آدھے (1/2) کے لیے نِصْفٌ ہوتی ہے اور باقی کے لیے فُعْلٌ یا فُعُلٌ کے وزن پر عددِ اصلی سے بنائی جاتی ہے جیسے:

عدد	عربی	ترجمہ
1/3	ثُلْثٌ یا ثُلُثٌ	تیسرا حصّہ
1/4	رُبْعٌ یا رُبُعٌ	چوتھا حصّہ
1/5	خُمْسٌ یا خُمُسٌ	پانچواں حصّہ
1/6	سُدْسٌ یا سُدُسٌ	چھٹا حصّہ
1/7	سُبْعٌ یا سُبُعٌ	ساتواں حصّہ
1/8	ثُمْنٌ یا ثُمُنٌ	آٹھواں حصّہ
1/9	تُسْعٌ یا تُسُعٌ	نواں حصّہ
1/10	عُشْرٌ یا عُشُرٌ	دسواں حصّہ

مندرجہ بالا تمام کسور کی جمع اَفْعَالٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے ثُلُثٌ کی جمع اَثْلَاثٌ، رُبُعٌ کی جمع اَرْبَاعٌ وغیرہ۔
اعدادِ کسری میں تذکیر و تانیث کا فرق نہیں ہوتا اور یہ مذکر و مؤنث کے لیے یکساں ہوتے ہیں۔

79:2 مذکورہ بالا کسور کے علاوہ عَشْرٌ یا اس سے کم کے کسور کو ایک خاص طریقہ سے بنایا جاتا ہے جس کو مندرجہ ذیل مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے:

3/4	ثَلٰثَةُ اَرْبَاعٍ
6/7	سِتَّةُ اَسْبَاعٍ
4/9	اَرْبَعَةُ اَتْسَاعٍ
7/10	سَبْعَةُ اَعْشَارٍ

2/3 کی عربی ثُلُثَانِ استعمال ہوتی ہے۔عَشَرٌ سے اوپر کے کسور مندرجہ ذیل طریقہ سے بنائے جاسکتے ہیں:

4/11	اَرْبَعَةٌ مِّنْ اَحَدَ عَشَرَ
11/20	اَحَدَ عَشَرَ مِنْ عِشْرِیْنَ یا اَحَدَ عَشَرَ عَلٰی عِشْرِیْنَ وغیرہ

79:3 دودو، تین تین وغیرہ بنانے کے لیے مَفْعَلُ اور فُعَالُ کا وزن استعمال ہوتا ہے جیسے:

دودو	مَثْنَیُ۔ مثنٰی
تین تین	ثُلَاثُ
چارچار	رُبَاعُ وغیرہ

ایک ایک کے لیے اکثروبیشتر لفظ فُرَادَ یا فُرَادٰی استعمال ہوتا ہے۔

ذخیرہ الفاظ

تَرَكَ (ن) تَرْكًا و تِرْكَانًا: چھوڑنا	جَ ی ءَ (ض) مَجِیْئًا: آنا
خَلَقَ (ن) خَلْقًا و خَلْقَةً: پیدا کرنا	نَكَحَ (ف، ض) نِكَاحًا و نَكْحًا: شادی کرنا
طَ ی بَ (ض) طِیْبًا، طَابًا: اچھا ہونا، اچھا لگنا	مَرَّةٌ: ایک بار

مشق نمبر 77

مندرجہ ذیل قرآنی عبارات کا عدد کسری کی نشاندہی کرتے ہوئے ترجمہ کریں:

1. فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ (النساء:۳)

____

2. فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ (النساء:۱۱)

____

3. وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (النساء:۱۱)

____

4. فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (النساء:١٢)

5. فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ (النساء:١٢)

6. فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ (النساء:١٢)

7. لَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (الانعام:٩٤)

8. قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا (سبا:٤٦)

اسماء العدد (حصّہ سوم)

(Nouns of Number-3)

80:1 پیراگراف 78:1 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اشیاء کی ترتیب یا مرتبہ کو ظاہر کرنے والے عدد کو "عددِ ترتیبی" یا "عددِ وصفی" کہتے ہیں۔ دو سے دس تک عددِ ترتیبی اَلْفَاعِلُ کے وزن پر آتا ہے اور اس کی مؤنث اَلْفَاعِلَةُ آتی ہے۔ البتہ "ایک" کے لیے عددِ ترتیبی اور اس کی مؤنث مذکورہ بالا قاعدہ سے مختلف ہے۔ آیئے عددِ ترتیبی کی عربی سمجھتے ہیں:

عدد	مذکر	مؤنث
پہلا	اَلْاَوَّلُ	اَلْاُوْلٰی
دوسرا	اَلثَّانِیْ	اَلثَّانِیَةُ
تیسرا	اَلثَّالِثُ	اَلثَّالِثَةُ
چوتھا	اَلرَّابِعُ	اَلرَّابِعَةُ
پانچواں	اَلْخَامِسُ	اَلْخَامِسَةُ
چھٹا	اَلسَّادِسُ	اَلسَّادِسَةُ
ساتواں	اَلسَّابِعُ	اَلسَّابِعَةُ
آٹھواں	اَلثَّامِنُ	اَلثَّامِنَةُ
نواں	اَلتَّاسِعُ	اَلتَّاسِعَةُ
دسواں	اَلْعَاشِرُ	اَلْعَاشِرَةُ

80:2 گیارہ سے اکیس تک عددِ ترتیبی اس طرح استعمال ہوتے ہیں:

عدد	مذکر	مؤنث
گیارہواں	اَلْحَادِیَ عَشَرَ	اَلْحَادِيَةَ عَشْرَةَ
بارہواں	اَلثَّانِیَ عَشَرَ	اَلثَّانِيَةَ عَشْرَةَ
انیسواں	اَلتَّاسِعَ عَشَرَ	اَلتَّاسِعَةَ عَشْرَةَ

80:3 تمام عقود، مِئَةٌ (ایک سو) اور اَلْفٌ (ایک ہزار) اپنی اصلی صورت میں عددِ ترتیبی کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں لیکن عموماً اس وقت ان پر اَلْ لگا دیا جاتا ہے جیسے:

اَلْعِشْرُوْنَ	بیسواں
اَلْحَادِیْ وَ الْعِشْرُوْنَ	اکیسواں (مذکر کے لیے)
اَلْحَادِيَةُ وَ الْاَرْبَعُوْنَ	اکتالیسواں (مؤنث کے لیے)

مشق نمبر 78

مندرجہ ذیل قرآنی عبارات کا اعدادِ ترتیبی کی نشاندہی کرتے ہوئے ترجمہ کریں:

1. لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المائدۃ:۷۳)

2. سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ (الکھف:۲۲)

3. وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ (الکھف:۲۲)

4. وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ (الکھف:۲۲)

5. اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ (یٰس:۱۴)

6. اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى (النجم:۱۹-۲۰)

7. مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ (المجادلة:۷)

مرکب عـــددی

(Numeral Compound)

81:1 مرکب عددی، اسم العدد اور معدود کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے۔ معدود سے مراد وہ اسم ہے جس کی تعداد، ترتیب یا وصف بیان کیا جارہا ہو۔ مثلاً "چار کتابیں" میں "چار" اسم العدد اور "کتابیں" معدود ہے۔ مختلف اسماء العدد کے لیے مرکب عددی بنانے کے قواعد بھی مختلف ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم ان قواعد کو سمجھیں مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کرلیں:

i) مرکب عددی میں اکثر و بیشتر عدد پہلے اور معدود بعد میں آتا ہے، سوائے ایک اور دو کے اعداد۔

ii) مذکر اور مؤنث کے اعتبار سے عدد اور معدود میں مطابقت ہوتی ہے یعنی اگر معدود مذکر ہے تو اسم العدد بھی مذکر ہو گا اور معدود مؤنث ہے تو اسم العدد بھی مؤنث ہو گا۔ البتہ عقود، ایک سو، ایک ہزار اور ان کے ثنیٰ و جمع، مذکر و مؤنث معدود کے لیے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔

iii) معدود اکثر و بیشتر بصورتِ نکرہ استعمال ہوتا ہے۔

آیئے اب ہم مرکبِ عددی بنانے کے قواعد کو ترتیب سے سمجھتے ہیں۔

81:2 ایک اور دو کے اعداد کے لیے قاعدہ:

ایک اور دو کے اعداد کے لیے معدود پہلے آتا ہے اور مرکب توصیفی کی طرح ہر اعتبار سے معدود اور عدد میں مطابقت ہوتی ہے جیسے:

ایک قلم	قَلَمٌ وَّاحِدٌ (مذکر کے لیے)
ایک بات	كَلِمَةٌ وَّاحِدَةٌ (مؤنث کے لیے)
دو کتابیں	كِتَابَانِ اثْنَانِ (مذکر کے لیے)
دو استانیاں	مُعَلِّمَتَانِ اثْنَتَانِ (مؤنث کے لیے)

81:3 تین تا دس کے اعداد کے لیے قواعد:

تین سے لے کر دس تک کے اعداد کے لیے مرکب عددی مرکب اضافی کی طرح بنتا ہے۔ اسم العدد مضاف کی طرح خفیف اور معدود جمع اور مضاف الیہ کی طرح حالتِ جر میں آتا ہے، جیسے:

چار قلم	اَرْبَعَةُ اَقْلَامٍ (مذکر کے لیے)
پانچ اونٹنیاں	خَمْسُ نَاقَاتٍ (مؤنث کے لیے)

81:4 گیارہ تا ننانوے کے اعداد کے لیے قواعد:

گیارہ تاننانوے کے اعداد کے لیے مرکب عددی میں معدود واحد اور منصوب استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

گیارہ ستارے	اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا (مذکر کے لیے)
چھیالیس مساجد	سِتَّةٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ مَسْجِدًا (مذکر کے لیے)
تراسی باغات	ثَلٰثٌ وَّ ثَمَانُوْنَ حَدِيْقَةً (مؤنث کے لیے)
پچاس راتیں	خَمْسُوْنَ لَيْلَةً

81:5 ایک سو، ایک ہزار اور ان کے مثنّٰی و جمع کے اعداد کے لیے قواعد:

ایک سو، ایک ہزار اور ان کے مثنّٰی و جمع کے اعداد کے لیے مرکب عددی، مرکب اضافی کی طرح بنتا ہے۔ اسم العدد مضاف کی طرح خفیف اور معدود واحد اور مضاف الیہ کی طرح حالتِ جر میں آتا ہے، جیسے:

ایک سو لڑکے	مِائَةُ وَلَدٍ
ایک ہزار لڑکیاں	اَلْفُ بِنْتٍ
دو سو بستیاں	مِائَتَا قَرْيَةٍ
دو ہزار کرسیاں	اَلْفَا كُرْسِيٍّ
تین سو اونٹ	ثَلَاثُمِائَةِ جَمَلٍ
چار ہزار فرشتے	اَرْبَعَةُ اٰلَافِ مَلَكٍ

سورۃ الکہف آیت 25 ﴿وَ لَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ﴾ میں مِئَةٍ مضاف کی طرح نہیں آیا اور معدود جمع کی صورت میں آیا ہے جو کہ اس قاعدے سے ایک استثناء ہے۔

81:6 جیسا کہ اس سے پہلے بتایا گیا کہ معدود بصورتِ نکرہ استعمال ہوتا ہے، البتہ اسے معرّف باللام بھی لایا جاسکتا ہے لیکن اس صورت میں اس کا جمع یا اسمِ جمع ہونا ضروری ہے اور اس سے قبل مِنْ استعمال کیا جاتا ہے، جیسے عِشْرُوْنَ رَجُلًا کو عِشْرُوْنَ مِنَ الرِّجَالِ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

81:7 ایک اور دو کے اعداد کے علاوہ باقی تمام اعداد کے لیے معدود اسم العدد کے بعد آتا ہے، البتہ بعض اوقات معدود کو پہلے بھی لایا جاسکتا ہے جس سے مبالغہ کا اسلوب پیدا ہو جاتا ہے، جیسے اَلسَّمٰوَاتُ السَّبْعُ کے معنی ہوں گے ساتوں کے ساتوں آسمان۔

81:8 تین سے نو تک کے غیر معین اعداد کے لیے مرکب عددی اسی طرح بنتا ہے جیسے تین سے لے کر دس تک کے اعداد کے لیے، جیسے بِضْعَةُ اَطْفَالٍ وَّ بِضْعُ طِفْلَاتٍ (کچھ بچے اور کچھ بچیاں)۔

81:9 کئی اسماء العدد کے بعد جو معدود واقع ہو اس پر آخری عدد کا اثر پڑے گا، مثلاً اَلْفٌ وَّ تِسْعُمِائَةٍ وَّ سِتٌّ وَّ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً (ایک ہزار نو سو چھتیس برس) میں سَنَةً پر ثَلَاثُوْنَ کا اثر ہے لہٰذا یہ واحد اور منصوب ہے۔ اسی مرکب عددی کی عربی سِتٌّ وَّ ثَلَاثُوْنَ وَ تِسْعُمِائَةٍ وَّ اَلْفُ سَنَةٍ بھی استعمال ہوسکتی ہے جس میں سَنَةٍ، اَلْفُ کی وجہ سے مجرور ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

رَبَصَ (ن) رَبْصًا: انتظار کرنا، تاک میں رہنا (تفعّل): انتظار کرنا	صَ وَ رَ (ن) صَوْرًا: آواز دینا، جھکا دینا، مانوس کرنا
سَ یَ حَ (ض) سَیْحًا، سِیَاحَةً: شہروں میں پھرنا	فَصَلَ (ض) فَصْلًا: جدا کرنا (تفاعل): دودھ چھڑانا
سَخِرَ (س) سَخَرًا، سَخَرًا: کسی کا مذاق اڑانا (تفعیل): مغلوب کرنا	اَجَرَ (ن) اَجْرًا، اِجَارَةً: بدلہ دینا، مزدوری دینا، نوکری کرنا
تَ مَ مَ (ض) تَمًّا، تَمَامًا: پورا ہونا (افعال): پورا کرنا	ذَ رَ عَ (ف) ذَرْعًا: ذراع سے ناپنا۔ (ذِرَاع: کہنی سے بیچ کی انگلی تک کا حصہ) اَلذَّرْعُ: ہاتھ کا پھیلاؤ

سَلَكَ (ن) سَلْكًا، سُلُوْكًا: داخل ہونا یا کسی شے میں کسی کو داخل کرنا	نَبَتَ (ن) نَبْتًا، نَبَاتًا: اُگنا، سبزہ زار ہونا (افعال): اُگانا
جَلَدَ (ض) جَلْدًا: کوڑے مارنا جَلْدَةٌ: کوڑا	لَبِثَ (س) لَبْثًا، لُبْثًا: ٹھہرنا، قیام کرنا
عَرَجَ (ض، ن) عُرُوْجًا، مَعْرَجًا: چڑھنا	نَعْجَةٌ: دُنبی یا بھیڑ

مشق نمبر 79

مندرجہ ذیل قرآنی عبارات کا ترجمہ کریں:

1. اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (الکہف:۱۱۰)

2. فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ (البقرۃ:۱۹۶)

3. فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ (البقرۃ:۲۶۰)

4. فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (النور:۶-۷)

5. خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (ہود:۷)

6. وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ (یوسف:۴۳)

7. وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ (المؤمنون:١٧)

---

8. لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ (الحجر:٤٤)

---

9. سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ (الحاقة:٧)

---

10. اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ (القصص:٢٧)

---

11. اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا (يوسف:٤)

---

12. اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا (التوبة:٣٦)

---

13. فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا (البقرة:٦٠)

---

14. وَحَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (الاحقاف:١٥)

---

15. وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (الاعراف:١٤٢)

---

16. فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (المجادلة:٤)

---

17. اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبة:٨٠)

18. ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ (الحاقة:٣٢)

19. اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ (ص:٢٣)

20. كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ (البقرة:٢٦١)

21. اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (النور:٢)

22. لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (القدر:٣)

23. اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ (آلِ عمران:١٢٤)

24. تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج:٤)

سبق الاسباق

(Lesson of Lessons)

82:1 اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے آپ نے آسان عربی گرامر کے چاروں حصے مکمل کر لیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے اس کا حقیقی ادراک اس دنیا میں تو ممکن نہیں ہے۔ یہ حقیقت تو ان شاء اللہ میدانِ حشر میں عیاں ہو گی، اُن پر بھی جنہیں یہ نعمت حاصل تھی اور اُن پر بھی جو اس سے محروم رہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ شکر قَوْلًا بھی ہونا چاہئے اور عملاً بھی۔ آپ پر اب واجب ہے کہ اس نعمت کی حفاظت کریں، اسے ضائع نہ ہونے دیں اور اس کا حق ادا کرتے رہیں۔ اس کے طریقۂ کار پر بات کرنے سے پہلے کچھ باتیں ذہن میں واضح ہونا ضروری ہیں۔

82:2 نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو بزرگ تصور کرنا علم کی بہت بڑی آفت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس زبان کے علم سے نوازا جسے اس نے اپنے کلام کے لیے منتخب کیا۔ یہ بہت عظیم نعمت ہے۔ لیکن اس بنیاد پر آپ ان لوگوں کو کمتر نہ سمجھیں جن کو عربی نہیں آتی۔ یہ کفرانِ نعمت ہو گا۔ کیا پتہ ان لوگوں کو اللہ نے کسی دوسری نعمت سے نوازا ہو جس کا آپ کو ادراک نہیں ہے۔ کیا پتہ کل اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو اس علم کی دولت سے نواز دے اور وہ آپ سے آگے نکل جائے۔ اس لیے علم کی آفت سے خود کو بچانے کی کوشش کریں اور تکبر میں مبتلا نہ ہوں۔

82:3 آج کل کے سائنسدان اعتراف کرتے ہیں کہ اس کائنات کے اسرار و رموز کا وہ جتنا علم حاصل کرتے ہیں اتنا ہی ان کی لاعلمی کا دائرہ مزید وسعت اختیار کر جاتا ہے۔ کچھ یہی معاملہ عربی کے ساتھ بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی دنیا کی سب سے زیادہ منظم و مرتب زبان ہے۔ اس زبان کا تقریباً ہر گوشہ کسی قاعدے اور ضابطہ کا پابند ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اس میں استثناء بھی زیادہ تر کسی قاعدے کے تحت ہوتے ہیں۔ عربی میں خلافِ قاعدہ الفاظ کا استعمال دوسری زبانوں کے مقابلے میں نہ ہونے جیسا ہے۔ اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اس علم کے سمندر سے ابھی آپ نے تھوڑا سا علم حاصل کیا ہے۔ جتنا آپ نے سیکھا ہے اس سے زیادہ ابھی سیکھنا باقی ہے۔

82:4 عربی میں استعمال ہونے والے تمام الفاظ قرآنِ مجید میں استعمال نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ ابتدائی قرآن فہمی کے لیے مکمل عربی گرامر کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف اس کے چند اجزاء کو سیکھ لینا بھی فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس حوالے سے اب یہ بھی سمجھ لیں کہ اس کتاب میں عربی گرامر کے متعلقہ جزو کا مکمل احاطہ نہیں کیا گیا ہے اور ایسا قصداً کیا گیا ہے، تاکہ مغلق تفصیلات سے بچاتے ہوئے ابتداءً قرآن فہمی کی راہ ہموار ہو، پھر مزید تعلیم و تعلّم سے علم کی

راہیں کشادہ ہوتی چلی جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔

82:5 اب تک آپ نے جو کچھ سیکھا ہے اس کا حق ادا کرنے کے لیے اور مزید سیکھنے کے لیے **پہلا لازمی قدم** یہ ہے کہ آپ اپنے تلاوتِ قرآن کے اوقات میں اضافہ کریں۔ غیر ضروری مصروفیات کو ترک کر کے یہ اضافہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ پھر تلاوت کے اوقات کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ اس کا کچھ حصّہ معمول کی تلاوت کے لیے رکھیں اور باقی حصّہ قرآنِ مجید کے مطالعہ کے لیے وقف کریں۔ اس کے لیے آپ کو ڈکشنری (لغت) کی ضرورت ہو گی۔ ہمارا مشورہ ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں "القاموس الوحید" یا "المعجم الوسیط" استعمال کریں۔ جو لوگ دو ڈکشنریاں حاصل کر سکتے ہیں وہ ساتھ میں "مفردات القرآن" بھی استعمال کر لیں تو بہتر ہو گا۔

82:6 قرآنِ مجید کا مطالعہ کرتے وقت سب سے پہلے الفاظ کی بناوٹ پر غور کر کے تعین کریں کہ اس کا مادہ، باب اور صیغہ کیا ہے، نیز یہ اسم یا فعل کی کون سی قسم ہے۔ پھر الفاظ کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ پر غور کریں۔ کسی لفظ کے اگر معنی معلوم نہیں تو اب ڈکشنری دیکھیں۔ اس کے بعد جملہ کی بناوٹ پر غور کر کے مبتدا، خبر یا فعل، فاعل، مفعول اور متعلقات کا تعین کریں۔ پھر آیت کا ترجمہ سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر نہ سمجھ آئے تو کوئی ترجمہ والا قرآن دیکھیں۔ اس مقصد کے لیے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ زیادہ مددگار ہو گا۔ اس طرز پر آپ صرف ایک پارے کا مطالعہ کر لیں تو ان شاء اللہ آپ کو یہ صلاحیت حاصل ہو جائے گی کہ قرآنِ مجید سن کر یا پڑھ کر آپ اس کا مطلب سمجھنے لگیں گے۔ اگر کہیں رکاوٹ ہو گی تو زیادہ تر کسی لفظ کا معنی نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ہو گی۔

82:7 اب **آخری بات** یہ سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگوں نے قرآنِ مجید کے جو ترجمے کیے ہیں وہ عوام الناس کی ضرورت کو پیشِ نظر رکھ کر کیے ہیں۔ اس لیے فنِ تفسیر کی باریکیوں کو ملحوظ رکھ کر انہوں نے مفہوم سمجھانے پر اپنی توجہ کو مرکوز کیا ہے، نہ کہ عربی صرف و نحو کے مسائل کا حل کرنے پر۔ اب تھوڑی سی عربی پڑھنے کے بعد آپ پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ترجموں پر تنقید کرنے سے **مکمل** پرہیز کریں۔ جو سمجھ نہ آئے اُسے اپنے فہم کا قصور سمجھیں اور اکابر علماء کے بیان کو حتمی جانیں۔ ایسا کرنا ہر مبتدی طالبِ علم کے لیے ضروری ہے۔ جیسے جیسے علم بڑھتا جائے گا آپ سے آپ اکابر مترجمین و مفسرین کی باتیں سمجھ میں آنے لگیں گی۔ ان شاء اللہ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو کوئی نہ کوئی بیماری آپ کو لاحق ہو جائے گی اور الٹا لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہم اس کی نعمت کا شکر ادا کر کے اس کو راضی کریں:

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ

ضروری یادداشت

اغراض و مقاصد

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیم قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنا لیں
- ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے

انجمن خُدّامُ القُرآن

سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

مرکزی دفتر: B-375، پہلی منزل، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6

گلشن اقبال، کراچی۔ پاکستان۔

+92-21-34993436-7

info@QuranAcademy.com